جنوری ۱۹۸۴ء
دورہ مشرق بعید نمبر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

خالد

ربوہ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

المصلح الموعودؓ

جلد ۳۱ — شمارہ ۳

دورۂ مشرقِ بعید نمبر

جنوری ۱۹۸۴ء

اس شمارہ میں

مدیر: منیر احمد جاوید

نائب: عبد السمیع خان

معاونین: محمود احمد شاد، فضیل عیاض احمد

پبلشر: مبارک احمد خالد

پرنٹر: سید عبد الحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ "خالد" دار الصدر جنوبی ربوہ

کتابت: نور الدین خوشنویس ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل: ۵۸۳۰

قیمت سالانہ: ۱۸ روپے

قیمت پرچہ ھذا: دس روپے

اداریہ

ماہنامہ خالد کا زیرِ نظر شمارہ "دورۂ مشرقِ بعید نمبر" ہے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حالیہ دورۂ سنگاپور، فجی، آسٹریلیا اور سری لنکا کی دلچسپ اور ایمان افروز تفصیلات نَزر ان ممالک میں احمدیت کے نفوذ کی تاریخ پر مشتمل ہے۔

عظیم الشان کامیابیوں اور کامرانیوں سے آراستہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ بابرکت تبلیغی سفر غلبۂ اسلام کی آسمانی سکیم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لحاظ سے اہم اور دور رس نتائج کا حامل ہے۔ چنانچہ اس سفر کے دوران ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء کو حضور ایدہ اللہ الودود کے دستِ مبارک سے برّاعظم آسٹریلیا میں پہلی احمدیہ مسلم مسجد اور مشن ہاؤس کے سنگِ بنیاد کے ساتھ کرۂ ارضی کے چھ کے چھ برّاعظموں میں نوعِ انسانی کو خدا اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے اور دنیا کو اُمّتِ واحدہ بنانے کا الٰہی منصوبہ ایک نئے اور انقلابی دور میں داخل ہو گیا ہے۔

حضور کے اس دورہ کے ذریعہ ان ممالک میں بسنے والے احمدیوں کے ایمان کو جو جِلا نصیب ہوئی ہے اور ان ممالک کی باسی اقوام کو اسلام کی حسین تعلیمات خود حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے سُننے کا جو موقعہ ملا ہے، اور فجی میں زمین کے کنارے تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام آپؑ کے ایک خلیفہ کے ذریعہ پہنچنے سے الہامِ الٰہی "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کی صداقت کا جو عظیم الشان ظہور ہوا ہے اس سے ہم امید رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مستقبل قریب میں ان اقوام کو ایک ایسی خوش آیند نئی روحانی زندگی کے سامان بہم پہنچانے والا ہے کہ جس سے ان اقوام میں بھی خدا کی محبت کا سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمکنے لگے گا اور یہ اقوام بھی ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں زندگی گزارنے میں فخر محسوس کرنے لگیں گی۔

کسی بھی روحانی شخصیت کا ان سرزمینوں پر یہ پہلا قدم تھا۔ اس لئے ان اقوام کی روحانیت سے بے خبری گو آغاز میں اجنبیت کا باعث بنی مگر دیکھتے ہی دیکھتے ان کی چشم ہائے بصیرت وا ہوئیں اور انہوں نے کنواریوں کے دُلہا اور موعودِ اقوامِ عالم کے نائب اور خلیفہ کو پہچان کر اپنے دل ان کے لئے کھول دیئے۔

اپنے اس طرزِ عمل سے ان اقوام نے حضور کے وجود سے وابستہ برکتوں سے اپنی جھولیاں بھرنے کی جو سعی کی ہے اس پر یہ بجا طور پر مبارک باد کی مستحق ہیں۔ اس لئے کہ مبارک ہیں وہ قیدی جو آخر آزاد کئے جائیں گے۔ پس ہماری دعا ہے کہ ربِّ کریم ان اقوام کے اس اخلاص کو قبول فرمائے اور اس کا نور ہو جو ان کی پیشانیوں سے جھلک رہا ہو۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہو جس کا مسکن ان کے دل بن جائیں۔ آمین

منیر احمد جاوید

تبرّکات

کروں کیونکر ادا میں شکرِ باری

(از سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

بہار آئی ہے اس وقتِ خزاں میں — لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں
ملاحت ہے عجب اِس دلستاں میں — ہوئے بدنام ہم اس سے جہاں میں
عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں — نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

ہوا مجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے — کہ تُو نے کام سب میرے سنوارے
ترے احساں مِرے سر پر ہیں بھارے — چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
گڑھے میں تُو نے سب دشمن اتارے — ہمارے کر دیئے اونچے منارے
مقابل میں مِرے یہ لوگ ہارے — کہاں مرتے تھے پر تُو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے اُن کے شرارے — نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے
اُنہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی — فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

طاہر جدھر جدھر گیا کرنیں بکھر گئیں

جناب ڈاکٹر عبدالرشید تبسم ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی

لو آفتاب اب کے ہے معجز نما ہُوا
ہو کر طلوع غرب سے مشرق کو وہ گیا

طاہر جدھر جدھر گیا کرنیں بکھر گئیں
اقلیم ہائے شب کو منوّر ہیں کر گئیں

ہر در ہُوا کلیدِ خلافت سے فیضیاب
ٹھہرا سفر یہ اک نیا آغازِ فتحِ باب

میرِ جنود نے دھرا جس مُلک میں قدم
لہرا گئے فضاؤں میں اسلام کے علَم

گزرا جدھر جدھر سے مسیحا کا قافلہ
مُردوں کو بخشی زندگی، زندوں کو دی بقا

برسا جہاں جہاں پہ بھی وہ ابرِ نَو بہار
ہوتے گئے شگفتہ دل و جاں کے مرغزار

چوُمے ہیں راستوں نے قدم خود حضورؒ کے
ذرّے نجوم، نجم مہ و مہر بن گئے

اک انقلابِ نَو کی زباں پر کہانیاں
چہرے پہ دلنواز تبسّم کی کہکشاں

حیراں ہے کائنات کچھ ایسے حسیں ہیں آپ
حُسنِ ازل کے عکس کو کوئی سکا نہ ناپ

کُہنہ جہاں مٹا رہا ہے اپنے بیخ و بُن
فرما رہے ہیں اک نئی دنیا کو آپ "کُن"

للکار اس کی سُنتے ہی طوفان ڈر گیا
کتنا ہے پختہ کار ہمارا یہ ناخدا

خدا کی محبت کا سورج

قوم کے لوگو اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اپنے معرکہ آرا خطاب "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" میں تمام اقوامِ عالم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:-

"میں اپنے خطاب کو کسی خاص قوم تک محدود نہیں رکھتا۔ نہ کسی خاص ملک تک بلکہ میں سب دنیا کے لوگوں کو اُس خدا کے پیغام کی طرف بلاتا ہوں جس نے اپنی تقسیم میں کسی قوم سے بخل نہیں کیا جس نے اپنی رحمت کے دروازے ہر ایک ملک کے لوگوں کے لئے یکساں طور پر کھلے رکھے ہیں۔ اور کہتا ہوں کہ اے امریکہ اور یورپ کے لوگو! اے آسٹریلیا اور افریقہ کے لوگو! اے ایشیا کے باشندو! خوابِ غفلت کو ترک کرو اور آنکھیں کھولو۔ خدا کی محبت کا سورج قادیان کی گمنام سرزمین سے چڑھا ہے۔ تا ہر ایک کو اُس ازلی بادشاہ کے پیار کی یاد دلائے۔ جو اُسے اپنے بندوں سے ہے۔ تا شکوک و شبہات کی تاریکیاں مٹ جاویں۔ تا غفلت اور بے پرواہی کی سردیاں دُور ہو جائیں۔ تا فسق اور فجور اور ظلم اور خونریزی اور فساد اور ہر قسم کی بدیوں کے راہزن جو انسان کے متاعِ ایمان اور دولتِ امن کو ہر وقت لُوٹنے کی فکر میں رہتے تھے بھاگ جاویں اور تاریک غاروں میں جا چھپیں جو اُن کی اصلی جگہ ہے۔ تا پاک دل اور پاک نفس بندے جو دُنیا میں بمنزلہ فرشتوں کے ہیں اس کی روشنی کی مدد سے اس سانپ کا سر کچلیں جس نے حوا اور آدم کی ایڑی کو ڈسا تھا اور شیطان کی زہریلی کچلیوں کو توڑ دیں اور اُس کے شر سے دُنیا کو ہمیشہ کے لئے بچا لیں۔"

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام صـ۲۷۱)

صداقتوں کا نقیب

جو اُس کی رہ میں اُٹھے وہ قدم مبارک ہو — جو اُس کے نام پہ ہو اُس سفر کا کیا کہنا
جو قلب و جاں میں دیئے پیار کے جلاتی ہو — محبّتوں سے بھری اُس نظر کا کیا کہنا

بشارتوں کا پیامی۔ صداقتوں کا نقیب — لبوں پہ جس نے ہمیشہ صدائے حق رکھّی
رکھیں گے یاد اُسے اہلِ دل قیامت تک — دیارِ کُفر میں جس نے بنائے حق رکھّی

خُدا کے دین کا پیغام یُوں دیا اُس نے — مثالِ برق چلے آئے کھنچ کے پروانے
فضائے مُردہ پہ اُس کی اذان جب گونجی — لرز لرز گئے تثلیث کے صنم خانے

دِلوں کو جیت لیا اُس نے خوش کلامی سے — جو اجنبی تھے کیا اُن کو اپنا گرویدہ
اندھیری شب میں جلائے بصیرتوں کے چراغ — دکھائی اہلِ نظر کو وہ راہِ نادیدہ

قدم قدم ہے جہاں رنگ و نُور کی بارش — ہر ایک سمت جہاں جنتیں ہیں جلوہ فگن
جہاں پہ ایک ہیں سب ہی، سفید ہوں کہ سیاہ — کھلے ہوئے ہیں مساوات کے حسین چمن

جہاں میں جب بھی چھڑی مشرقِ بعید کی بات
تو یاد آئے گی اُس 'ساعتِ سعید' کی بات

ثاقب زیروی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ الودود کا

دورہ مشرقِ بعید و آسٹریلیا

ایک جائزہ — ایک طائرانہ نظر

- دعوۃ الی اللہ۔
- مساجد کے سنگِ بنیاد۔
- تجدیدِ عہد بیعت۔
- مجالسِ شوریٰ اور استقبالیہ تقاریب۔
- مجالسِ ارشاد، محافلِ سوال وجواب۔
- پریس کانفرنسز اور انٹرویوز
- ریڈیو انٹرویوز
- انفرادی و اجتماعی ملاقاتیں۔
- مجالسِ انصار اللہ، خدام الاحمدیہ ولجنہ اماء اللہ کے اراکین سے ملاقاتیں
- عہدیدارانِ جماعت سے خطابات۔

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ الودود نے امسال اگست، ستمبر اور اکتوبر کے مہینوں میں مشرق بعید اور آسٹریلیا کا ۵ ہفتے کا دورہ فرمایا۔ اس دورہ کا ایک طائرانہ جائزہ ہدیۂ قارئین ہے۔ ادارہ "خالد" محترم یوسف سلیم صاحب ملک انچارج شعبۂ زودنویسی کا ممنون ہے، جن کے تعاون سے یہ جائزہ تیار ہوا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(مرتبہ: فضیل عیاض احمد (معاون مدیر)

۲۲؍ اگست :- بعد نماز عصر ربوہ سے روانگی ۔ لاہور میں ورودِ مسعود ۔
۲۳؍ اگست :- کراچی میں ورودِ مسعود ۔
۲۴؍ اگست :- مجلسِ ارشاد ۔
۲۵؍ اگست :- انفرادی ملاقاتیں ۔ عصر کی نماز کے بعد (سینئر) دانشوروں سے ملاقات اور ان کے سوالات کے جوابات ۔ مغرب سے عشاء تک مجلسِ علم و عرفان ۔
۲۶؍ اگست :- نماز جمعہ مسجد احمدیہ مارٹن روڈ کراچی میں ادا فرمائی ۔ مغرب کے بعد مجلسِ علم و عرفان منعقد ہوئی جس میں غیر از جماعت احباب کے سوالات کے جواب دیئے ۔
۲۷؍ اگست :- انفرادی ملاقاتیں ۔ عصر کی نماز کے بعد سَو کے قریب مہمان خواتین کی مجلس سوال و جواب ۔ بعد نماز مغرب مجلس علم و عرفان ۔
۲۸؍ اگست :- احمدی اور مہمان خواتین سے ایک گھنٹہ کی ملاقات ۔ مغرب کی نماز کے بعد مجلس علم و عرفان ۔
۲۹؍ اگست :- کلری لیک پر تفریحی پروگرام ۔
۳۰؍ اگست :- ایک گھنٹہ (جونیئر) دانشوروں سے ملاقات جس میں اُن کے سوالات کے جواب بھی مرحمت فرمائے ۔ نماز عصر کے بعد ممتاز شہریوں سے ملاقات اور ان کے سوالات کے جوابات ۔ مغرب کی نماز کے بعد مجلس علم و عرفان ۔
۳۱؍ اگست :- انفرادی و اجتماعی ملاقاتیں ۔ مجلسِ علم و عرفان ۔
یکم ستمبر :- ۲۰-۹ بجے صبح ناصر آباد (سندھ) کو روانگی اور ناصر آباد میں ورودِ مسعود ۔ دَورانِ سفر حیدر آباد میں دوپہر کا کھانا اور مختصر قیام ۔ نماز ظہر و عصر مسجد احمدیہ حیدر آباد میں ادا فرمائی ۔
۲؍ ستمبر :- نماز جمعہ مسجد احمدیہ ناصر آباد ۔ اندرون سندھ کی جماعتوں سے آنے والے احباب کو شرفِ ملاقات ۔ مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں مجلس علم و عرفان کا انعقاد ۔
۳؍ ستمبر :- پونے دو بجے حضور ناصر آباد سے کراچی کے لئے روانہ ہوئے ۔ اور ۱۵-۸ پر کراچی میں ورودِ مسعود ۔
۴-۵؍ ستمبر :- مشرقِ بعید کے سفر کے دَوران فجی اور آسٹریلیا کی یونیورسٹیوں میں کی جانے والی تقاریر کی تیاری ۔
۶؍ ستمبر :- انفرادی ملاقاتیں ۔ عصر کی نماز کے بعد معزّزینِ شہر سے ملاقات ۔ اور ۶۰ غیر از جماعت طلباء

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ آسٹریلیا میں "المسجد بیت الہدیٰ" کے سنگِ بنیاد کی تقریب سے خطاب فرما رہے ہیں

تقریب سنگِ بنیاد "المسجد بیت الہدیٰ" کے موقعہ پر سنگِ بنیاد رکھے جانے کے بعد بعض مقامی احباب کے ساتھ

حضرت مولوی محمد حسین صاحب صحابی،
آسٹریلیا میں حضور انور کی موجودگی میں
ذکر حبیب کے موضوع پر تقریر فرما رہے ہیں

ں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فجی میں انٹرنیشنل ڈیٹ لائن پر فجی کے خدام کے ساتھ

حضور ایدہ اللہ الودود فجی کے ڈیٹ لائن والے
جزیرہ "تاویونی" کے ایک قصبہ "سوموسومو" میں
سکول کے بچوں سے خطاب فرمارہے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد محمود ناروفجی میں ایک
استقبالیہ تقریب سے خطاب فرمارہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انڈونیشیا اور ملیشیا کے خدام کے ساتھ

حضور کے دائیں طرف:- پہلے مکرم علوی دنتلمو قائد ملائشیا اور دوسرے مکرم عبدالمطلب عدنان قائد سنگاپور کھڑے ہیں۔
حضور کے بائیں طرف پہلے مکرم امین احمد بن یوسف بسی مینی قائد سبا اور دوسرے مکرم مبارک محمود احمد صاحب قائد انڈونیشیا کھڑے ہیں

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ سنگاپور کے صدر جناب عبدالحمید صاحب جالکین کے گھر رات کے کھانے پر سنگاپور کی نئی مسجد کے نقشہ کے بارہ میں
آرکیٹیکٹ MR. LEEKUM KIT سے گفتگو فرما رہے ہیں۔

أَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ

سری لنکا میں مجلس شوریٰ کا ایک منظر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کولمبو (سری لنکا) میں ایک بدھسٹ سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ یہ وہی بدھسٹ ہیں جو حضور کی واپسی پر حضور کے ہاتھوں پر بوسہ دیتے ہوئے رو پڑے تھے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
دورۂ مشرقِ بعید سے واپسی پر لاہور میں
مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب
امیر جماعت احمدیہ ضلع لاہور کے
ساتھ محوِ گفتگو ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ [illegible]

آفتاب کی واپسی

اِک آفتاب دیارِ سحر سے لَوٹا ہے
بکھیرتا ہُوا کرنیں سَفر سے لَوٹا ہے
لُٹا کے آیا ہے، ہر سِمت نُور کی دَولت
یہ آفتابِ فروزاں جدھر سے لَوٹا ہے

○

مسیحِ عہد کے بادہ کدے کا یہ ساقی
ہر ایک دِل کو بصیرت کے جام دے آیا
جہاں جہاں بھی گذرا جہاں جہاں بھی گیا
اِک اِنقلابِ نوی کا پیام دے آیا

جناب سیّد یزدانی جالندھری۔ لاہور

کے سوالوں کے جوابات۔ (یہ ملاقات ۲½ گھنٹے جاری رہی جو بعد میں مجلس عرفان میں بدل گئی اور مزید ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ مہمان طلباء نے اس مجلس میں بھی بعض سوال کیے جن کے جوابات حضور ایدہ اللہ نے دیئے۔ آخر میں حضور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔)

۷ ستمبر:۔ انفرادی ملاقاتیں بغیر از جماعت مہمانوں اور معزز شہریوں نیز [illegible] سوالوں کے جوابات مغرب کی نماز کے بعد مجلس علم وعرفان (نماز ظہر وعصر اور مغرب کے بعد تک یہ مجلس علم وعرفان جاری رہی۔)

۸ ستمبر:۔ صبح ۴۰-۵ پر کراچی سے سنگاپور روانگی اور سنگاپور میں ورودِ مسعود۔ سنگاپور ایئرپورٹ پر سنگاپور، انڈونیشیا، سبا اور ملائشیا کے احباب کو شرفِ مصافحہ اور معانقہ بعدہٗ ایئرپورٹ پر ہی نماز ظہر وعصر کی ادائیگی۔ ہوٹل پیراماؤنٹ میں قیام۔ مسجد احمدیہ سنگاپور میں احباب سے ملاقات اور مغرب وعشاء کی نمازیں۔

۹ ستمبر:۔ نماز جمعہ اور "جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو" کے موضوع پر خطبہ ـــــ ہوٹل میں انڈونیشیا کے وفد سے ملاقات۔ اور ملائشین احمدی خواتین سے ملاقات۔ حضور کی حرم محترمہ سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ سے خواتین کی ملاقات۔ توسیع مسجد کے لیے سنگ بنیاد اور مغرب وعشاء کی نماز کے بعد مجلس علم وعرفان۔

۱۰ ستمبر:۔ مجلس شوریٰ کا انعقاد جس میں سنگاپور کی مقامی جماعت کے علاوہ انڈونیشیا، ملائشیا اور سبا کے احباب شریک ہوئے۔ اسی روز شوریٰ کے دو اجلاس ہوئے۔ پونے چھ بجے مغرب وعشاء کے بعد سنگاپور جماعت کی طرف سے استقبالیہ دعوت میں شرکت۔ دعا کے بعد آٹھ مہمان طلبہ سے نصف گھنٹہ تک ملاقات۔

۱۱ ستمبر:۔ انفرادی ملاقاتیں۔ انڈونیشیا، ملائشیا اور سبا کے عہدیداران جماعت سے ہوٹل میں خطاب اور نماز ظہر وعصر کی ادائیگی۔ مسجد احمدیہ سنگاپور میں احمدی خواتین کی مجلس سوال وجواب۔ نماز مغرب کے بعد مجلس علم وعرفان۔

۱۲ ستمبر:۔ فجر کی نماز کے بعد تجدید عہد بیعت۔ ہوٹل میں انفرادی ملاقاتیں۔ قائدین خدام الاحمدیہ انڈونیشیا، ملائشیا، سبا اور سنگاپور سے خصوصی خطاب۔ انڈونیشیا اور ملائشیا کے احباب سے انفرادی ملاقاتیں۔ ہوٹل کے میٹنگ ہال میں ظہر وعصر کی نمازیں۔ مغرب وعشاء کی نمازیں بھی یہیں ادا کی گئیں۔ ملائشیا کے احباب کی اجتماعی ملاقاتیں۔ مجلس علم وعرفان۔

۱۳ ستمبر: اس روز حضور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ سیر کے لئے بھی تشریف لے گئے۔ ۳۰: ۱ بجے ہوٹل میں ظہر و عصر کی نمازیں۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد عبدالحمید صاحب سالکین کی طرف سے دیئے گئے عشائیہ میں شرکت فرمائی۔

۱۴ ستمبر: شمسی توانائی کے سائنس سنٹر کی سیر۔ JORUNG HILL نامی جگہ کی سیر۔ رات ½ ۱۰ بجے مجلس عاملہ جماعت احمدیہ سنگاپور کے اجلاس میں شرکت اور تعمیر مسجد سے متعلق ہدایات۔ مغرب و عشاء کے بعد مجلس عرفان۔

۱۵ ستمبر: انفرادی ملاقاتیں اور سفر کی تیاری مسجد سنگاپور میں مغرب و عشاء کی نمازیں۔ بعد ازاں ائیرپورٹ پر تشریف لے گئے۔ مقامی احباب کے علاوہ دوسرے ملکوں سے آئے ہوئے احباب جماعت نے بھی حضور انور کو الوداع کہا۔

۱۶ ستمبر: فجی کے سفر کے دوران سڈنی میں ½ ۲ گھنٹے کا مختصر قیام۔ اسی اثناء میں سڈنی ہلٹن ہوٹل میں مسجد احمدیہ آسٹریلیا کے آرکیٹیکٹ سے ملاقات و مشورہ۔
فجی کے انٹرنیشنل ائیرپورٹ ناندی پر ورود مسعود اور پریس کانفرنس۔ مسجد اقصیٰ ناندی میں نماز مغرب کے بعد احباب سے ملاقاتیں۔

۱۷ ستمبر: عید الاضحیٰ کا خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد مارو اور لٹوکا کی جماعتوں سے الگ الگ اجتماعی ملاقات۔ عصر کی نماز کے بعد سوک سنٹر میں ناندی کے میئر کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت اور حقیقتِ اسلام پر لیکچر۔ بعدہٗ حاضرین کے سوالوں کے دلچسپ جواب۔ یہ تقریب ½ ۱ گھنٹہ جاری رہی۔ نماز مغرب کے بعد مجلس عرفان۔ رات کے کھانے کے بعد معزز مہمانوں سے تبادلۂ خیالات۔

۱۸ ستمبر: سووا تشریف آوری۔ جماعت احمدیہ فجی کی طرف سے احمدیہ مسجد فضل عمر میں استقبالیہ۔ جس میں غیر مسلم احباب بھی تشریف لائے، ان سے تبادلۂ خیالات۔ پیسیفک ہاربر کی ڈرائیو۔ مسجد فضل عمر میں مغرب و عشاء کی نمازوں کے بعد مجلس علم و عرفان جو ۲ گھنٹے تک جاری رہی۔

۱۹ ستمبر: فجی کے قائم مقام وزیر اعظم مسٹر ایڈورڈ بیڈو رنم سے ملاقات۔ (F.R.C) یعنی فجی ریڈیو کارپوریشن کو دو انٹرویو ریکارڈ کروائے۔ مغرب کے بعد مجلس عرفان و سوال و جواب۔

۲۰ ستمبر: حضور ایدہ اللہ کی زیر صدارت مجلس مشاورت کا انعقاد۔ جو کہ مجموعی طور پر آٹھ گھنٹے جاری

رہی - قرآن کریم کا ترجمہ فجیین زبان میں شائع کرنے کا ارشاد - نماز عشاء کے بعد ½ ۱ گھنٹہ مجلس عرفان - بعدہٗ مقامی لجنہ کی اراکین سے ملاقات -

۲۱ ستمبر :- سووا سے لمباسہ روانگی اور ورود مسعود - مسجد ناصر لمباسہ میں ایک استقبالیہ تقریب میں شرکت - ہوٹل میں قیام - غیر مسلم اور غیر احمدی معززین سے خطاب جو تقریباً ½ ۲ گھنٹے جاری رہا - مغرب و عشاء کے بعد مجلس علم و عرفان - لجنہ کی اراکین سے ملاقات -

۲۲ ستمبر :- لمباسہ سے بذریعہ چارٹرڈ (CHARTERED) طیارہ تاوے یونی میں ورود مسعود - انٹرنیشنل ڈیٹ لائن پر ورود - اور سوموسومو میں مقامی احباب اور سکول کے طلبہ سے اردو اور انگریزی میں خطاب - اور پھر واپس سووا تشریف آوری - احباب جماعت سے انفرادی و اجتماعی ملاقاتیں - مغرب و عشاء کے بعد مجلس علم و عرفان -

۲۳ ستمبر :- نماز جمعہ - خطبہ جمعہ میں توحید کے اسلامی تصور اور مسلمان معاشرے میں غیبت کا ذکر کرتے ہوئے غیبت سے بچنے کی تلقین فرمائی - رات آٹھ بجے یونیورسٹی آف ساؤتھ پیسیفک میں مذاہب کے احیاءِ نو کی فلاسفی کے موضوع پر لیکچر - مقامی فجیین احباب کے ایک وفد سے ملاقات -

۲۴ ستمبر :- سووا میں پریس کے نمائندوں کو انٹرویو - عہدیداران جماعت سے خطاب اور ضروری ہدایات - الوداعی ملاقات - ناندی کو روانگی بذریعہ موٹر کار - مسجد محمود مارو میں جماعت کے استقبالیہ سے خطاب اور احباب اور خواتین سے ملاقات - نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی - ½ ۱ گھنٹہ تک مارو کے غیر مبایعین کے ایک اجتماع سے تبادلہ خیالات - ۱۲ بجے شب ناندی تشریف آوری -

۲۵ ستمبر :- صبح کی نماز مسجد اقصیٰ ناندی میں پڑھی ـــــ قیام گاہ پر واپسی کے دوران راستے میں واقع قبرستان تشریف لے جا کر پہلے احمدی مبلغ حاجی محمد رمضان خان صاحب مرحوم کے مزار پر دعا کی ـــــ ناشتے کے بعد لٹوکا میں تشریف آوری - مسجد احمدیہ لٹوکا کا سنگِ بنیاد - احمدیہ سکول میں استقبالیہ تقریب سے خطاب - واپس ناندی تشریف آوری - ناندی کی مسجد اقصیٰ میں ظہر و عصر کی نمازیں - ایک نکاح کا اعلان - اعلانِ نکاح کے بعد ناندی ایئرپورٹ پر تشریف لائے - اور آسٹریلین ایئرلائن سے آسٹریلیا کے لئے روانگی - آسٹریلیا کے وقت کے مطابق ۸ بجے سڈنی میں ورودِ مبارک -

۲۶ر ستمبر:۔ مسجد احمدیہ آسٹریلیا کے لیئے مجوزہ جگہ "بلیک ٹاؤن" کا دورہ۔ ٹیلیفون پر آسٹریلیا ریڈیو کے ایک نمائندے کو انٹرویو۔ نماز مغرب کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تک مجلس عرفان۔

۲۷ر ستمبر:۔ سڈنی ہلٹن ہوٹل میں پریس کانفرنس سے خطاب۔ آسٹریلیا ریڈیو کی اردو سروس کے نمائندوں کو انٹرویو۔

۲۸ر ستمبر:۔ سڈنی کے شمال میں بلو ماؤنٹینز (BLUE MOUNTAINS) اور JENOGAN CAVES دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔

۲۹ر ستمبر:۔ انفرادی ملاقاتیں۔ مغرب اور عشاء کے بعد مجلس علم و عرفان۔ فیملی ملاقاتیں۔

۳۰ر ستمبر:۔ بلیک ٹاؤن کے قریب پُرسوز دعاؤں کے ساتھ "المسجد بیت المھدیٰ" کا سنگِ بنیاد اور حاضرین سے تاریخی خطاب فرمایا۔ قیام گاہ پر نماز جمعہ پڑھائی۔ WISEMAN FERRY نامی جگہ پر ایک مخلص احمدی دوست کی طرف سے دیئے گئے عشائیہ میں شرکت اور ۱۰۰ کے قریب آسٹریلین مدعوین کے ساتھ دو گھنٹے سے زائد مجلس سوال و جواب۔

یکم اکتوبر:۔ سڈنی سے ۶۰ کلومیٹر دور CAMDEN نامی جگہ پر ورود مسعود۔ گائیوں اور گھوڑوں کے فارموں کا معائنہ فرمایا۔ بعدہٗ دوپہر کا کھانا بھی یہیں تناول فرمایا۔ بشیر احمد صاحب کے مکان پر قیام اور نماز ظہر و عصر کی ادائیگی۔ ۳ بجے آسٹریلین مہمانوں کے ساتھ چائے پی۔ ۳½ گھنٹے کی مجلس سوال و جواب۔ مغرب و عشاء کے بعد اپنی قیام گاہ پر مجلس سوال و جواب۔

۲ر اکتوبر:۔ سڈنی کے zoo کولا پارک KUALA PARK کی سیر۔ HEMLEY باؤلنگ کلب میں ایک عصرانہ میں شرکت۔ احمدیوں اور غیر احمدیوں کے اختلافات پر تقریر۔ مجلس شوریٰ کے نمائندگان کی منظوری۔ مجلس علم و عرفان میں پونے دو گھنٹہ علمی و مذہبی سوالات کے جوابات۔

۳ر اکتوبر:۔ انفرادی ملاقاتیں۔ ۱۰½ بجے مجلس شوریٰ۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد مجلس علم و عرفان۔ تجدید عہد بیعت۔

۴ر اکتوبر:۔ RIVER STONE نامی جگہ پر تشریف آوری۔ ایک سکول کے جونیئر اور سینیئر کلاسوں کے طلباء سے خطاب اور سوال و جواب۔ ڈاکٹر اعجاز الحق خان صاحب
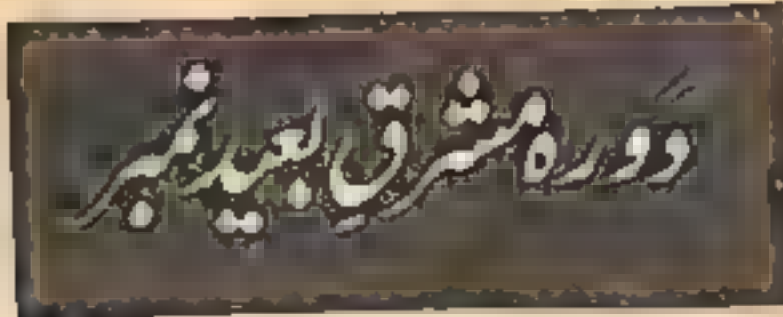
کے ہاں عشائیہ میں شمولیت۔

۵ / اکتوبر :۔ آسٹریلین نیشنل یونیورسٹی کینبرا میں " اسلام کی امتیازی خصوصیات " پر لیکچر دیا۔

۶ / اکتوبر :۔ آسٹریلین کونسل آف چرچز کی نمائندہ MISS MARGI COOK سے انٹرویو۔ اس کے بعد ABORIGINAL CO-OPRATIVE COLLEGE کے لیکچرر مسٹر TERRY WIDDERS سے ۳ گھنٹے سے زائد ملاقات کی۔ ۳ گھنٹے تک ڈاک ملاحظہ فرمائی اور خطوط کے جواب لکھوائے۔

۷ / اکتوبر :۔ سری لنکا کو روانگی۔ رات کے وقت سری لنکا میں ورودِ مسعود۔ ائیرپورٹ پر مقامی احباب کے علاوہ جنوبی ہند کی جماعتوں کے احباب نے بھی حضور کا استقبال کیا۔

۸ / اکتوبر :۔ HOTEL MOUNT LAVINIA میں قیام فرمایا۔ ہوٹل میں ممتاز شہریوں سے ملاقات۔ جنوبی ہند کی پانچ جماعتوں کے موجود احباب سے باری باری ملاقات۔ سری لنکا کی چار جماعتوں کے سینکڑوں احباب سے اجتماعی ملاقات۔ ایک بدھسٹ کو انٹرویو۔ مغرب وعشاء کی نمازوں کے بعد مجلس علم و عرفان۔

۹ / اکتوبر :۔ مجلس شوریٰ۔ پریس کانفرنس۔ ۴ نکاحوں کا اعلان۔ تجدیدِ عہدِ بیعت۔

۱۰ / اکتوبر :۔ NEGOMBO میں احبابِ جماعت سے خطاب۔ ایک نوجوان رشید احمد شہید کی قبر پر دعا۔ آیورویدک سسٹم آف میڈیسن کی وزارت کی دعوت پر آیورویدک کے مختلف طریق علاج ملاحظہ فرمائے۔ مغرب وعشاء کی نماز کے بعد مجلس علم وعرفان۔

۱۱ / اکتوبر :۔ حضور مع قافلہ سری لنکا کے خوبصورت صحت افزا مقام CANDY تشریف لے گئے۔ یہ جگہ بدھوں کا مرکز بھی ہے۔

۱۲ / اکتوبر :۔ واپس کولمبو تشریف آوری۔ احبابِ جماعت سے ملاقات۔ کولمبو میں یتیم بچوں کے ایک سنٹر کا معائنہ فرمایا اور ایک سابق ڈپٹی منسٹر کے گھر رات کا کھانا تناول فرمایا۔

۱۳ / اکتوبر :۔ صبح کی نماز کے بعد الوداعی ملاقات۔ ۱۱ بجے ائیرپورٹ پر تشریف لائے۔ ½۲ بجے سہ پہر کولمبو سے کراچی روانگی اور کراچی میں تشریف آوری۔ نماز مغرب کے بعد مجلس علم و عرفان جو رات دس بجے تک جاری رہی۔ پھر نماز عشاء ادا کی گئی۔

۱۴ / اکتوبر :۔ ۱۰ بجے صبح لاہور میں ورودِ مسعود۔ چوہدری حمید نصر اللہ صاحب کی کوٹھی میں قیام۔ اور لاہور کے احباب سے خطاب۔

نماز جمعہ دارالذکر لاہور میں ادا فرمائی۔
ربوہ کو روانگی اور چھ بج کر چالیس منٹ پر ربوہ تشریف آوری۔ ربوہ کے احباب کی طرف سے اپنے پیارے آقا کا والہانہ گرمجوش استقبال ؞

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

وہ دِن آنیوالا ہے

"عنقریب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے وہ دن آنیوالا ہے جب اسلام ساری دنیا میں غالب آجائے گا اور تمام ملتیں مٹ جائیں گی سوائے اسلام کے۔ جس کا گھر ہر انسان کا سینہ ہوگا اور جس خدا کو اس نے پیش کیا ہے اس کی محبت میں ہر دل مستانہ وار اپنی زندگی گزار رہا ہوگا۔"

(از خطبہ جمعہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ۱۸ جنوری ۱۹۷۴ء)

سری لنکا کی ایک جماعت نگمبو سے حضور (ایدہ اللہ) کا

خطاب

"خدا کی محبت میں اور اسلام کی تبلیغ میں دیوانے بن جائیں"

سری لنکا وہ چوتھا ملک ہے جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے مشرقِ بعید کے حالیہ دورے میں تشریف لے گئے۔ اس ملک میں چار جماعت ہائے احمدیہ میں سے ایک نگمبو (NEGOMBO) کی جماعت ہے جسے یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ یہاں تین سال قبل ایک مخلص نوجوان رشید احمد صاحب کو شہید کر دیا گیا تھا۔ پروگرام کے مطابق نگمبو کے دوست اور خواتین جماعتی تقریبات میں شامل ہونے کے لئے جوق در جوق کولمبو میں حاضر ہو کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے شادکام اور آپ کے کلمات سے مستفید ہوتے رہے تاہم حضور نے اسی پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ مصروفیات میں سے تھوڑا سا وقت نکال کر دس اکتوبر ۱۹۸۳ء قبل دوپہر بنفسِ نفیس نگمبو تشریف لے گئے اور مسجد احمدیہ میں احبابِ جماعت سے ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا جس میں اگرچہ نگمبو کی جماعت مخاطب ہے لیکن اس کا مضمون جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر سے بالعموم اور مجلس خدام الاحمدیہ سے بالخصوص تعلق رکھتا ہے اِس لئے اِس خطاب کا مکمل متن صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر ذیل میں پیش کر رہا ہے۔

(مرتبہ محترم یوسف سلیم ملک ایم۔اے انچارج صیغہ زود نویسی)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے آج مجھے اور میرے ساتھیوں کو نگمبو میں، آنے کی توفیق عطا فرمائی۔

جماعتِ احمدیہ نگمبو کے متعلق ہم نے بہت پہلے سے سُن رکھا تھا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے سیلون میں یہ سب سے زیادہ مستعد اور قربانی کرنے والی جماعت ہے لیکن مَیں نے یہاں آکر دیکھا کہ کولمبو کی جماعت میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اخلاص پایا جاتا ہے اور وہاں کے خدام بھی اور انصار بھی بنیادی طور پر بہت اچھے احمدی ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ شہر کے فاصلے زیادہ ہونے کی وجہ سے اور اچھا مرکز نہ ہونے کی وجہ سے اُن میں تنظیم اور تربیت کی کمی ہے۔ آپ لوگ چونکہ چھوٹی جگہ پر رہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آپکی اقتصادی حالت بھی عموماً اچھی معلوم ہوتی ہے۔ پھر ایک دوسرے سے ملنے اور بھائی چارہ کا موقع بھی زیادہ ملتا ہے اِس لئے آپ کے چہروں پر زیادہ بشاشت نظر آرہی ہے۔ دو دن پہلے جب آپ کی مستورات بھی کولمبو گئیں تو میری اہلیہ اور میری بچیوں نے بھی مجھے یہی بات بتائی کہ نگمبو کی [illegible]ین میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی محبت اور اخلاص پایا جاتا ہے اور ان سب کے چہروں سے احمدیت کی محبت ٹپکتی ہے۔ تعداد کے لحاظ سے آپ کولمبو کے احمدیوں سے کچھ زیادہ لگتے ہیں کیونکہ چندہ دہندگان کے جو اعداد و شمار ہمارے سامنے آئے ہیں اُن سے پتہ لگتا ہے کہ آپ اُن سے زیادہ نہیں تو برابر ضرور ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہاں تعداد زیادہ ہو لیکن چندہ دہندگان کم ہیں اس کی تحقیق مَیں نے ابھی نہیں کروائی مگر جو لسٹیں (LISTS) پیش ہوئی ہیں اُن سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگ تعداد میں کچھ زیادہ ہی ہیں۔ اب کولمبو اور نگمبو کی دونوں جماعتوں کا مقابلہ ہے دیکھنا یہ ہے کہ کون جلدی پھیلتا ہے اور کون زیادہ تیزی کے ساتھ اپنی جماعت کو اِس قابل بناتا ہے کہ سری لنکا میں احمدیت کا مرکز کولمبو کی بجائے نگمبو بن جائے یا نگمبو کی بجائے کولمبو ہی مرکز بنا رہے۔

جماعتِ احمدیہ کوئی سیاسی جماعت نہیں ہے۔ ہمارا دُنیا کے جغرافیوں سے کوئی تعلق نہیں۔

شہادت کا اِعزاز اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا اِنعام ہے

یاد رکھیں جماعتِ احمدیہ کوئی سیاسی جماعت نہیں ہے۔ ہمارا دُنیا کے جغرافیوں سے کوئی تعلق نہیں ساری دُنیا کا جو پہلا مرکز تھا وہ مکہ مکرمہ تھا اور اب بھی ہے اور اس کا دُنیا کے مرکزی شہروں سے کوئی

دُور کا بھی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِس دُنیا میں اِسلام کی خاطر جب دوبارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے فرمودات کے مطابق ایک اُمتی نبی کو بھیجا تو قادیان کو چُنا جو نہ ہندوستان کا مرکز تھا نہ پنجاب کا بلکہ ایک معمولی اور چھوٹا سا گاؤں تھا لیکن اب وہ ساری دُنیا میں تحریکِ احمدیت کا مرکز بن گیا ہے اِس لئے یہ ہرگز ضروری نہیں کہ جماعتِ احمدیہ سری لنکا کا مرکز بھی کولمبو ہی رہے۔ اب آپ کی دوڑ ہے اور آپ کو خدا کے فضل سے بہت اچھا موقع ملا ہے۔ اگر آپ نمایاں طور پر آگے نکل جائیں اور پھیل جائیں تو آپ کولمبو سے مرکز چھین کر یہاں لا سکتے ہیں۔ آپ کی جماعت کو خدا تعالیٰ نے ایک بہت بڑا اعزاز بخشا ہے جو دُنیا میں بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے اس دَور میں شہادت کا اِعزاز اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا انعام ہے شہید خود بھی زندہ ہو جاتا ہے اور جن لوگوں میں پیدا ہوتا ہے اُن کو بھی زندہ کر جاتا ہے اِس لئے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس شہادت کا اتنا اِنعام عطا فرمائے کہ آپ کے دل اپنے ربّ سے راضی ہو جائیں اور شہید مرحوم کی زندگی آپ کی زندگی بن جائے اور آپ کے اندر کثرت کے ساتھ ایسے روحانی لوگ پیدا ہوں جو تبلیغِ اسلام کے اعلیٰ مقصد کے لئے جان کی بازی لگا دینے سے بھی دریغ نہ کریں۔

تبلیغ کے لئے
سب سے بڑا ہتھیار
اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے

کل مَیں نے کولمبو میں بھی جماعت کو یہ نصیحت کی تھی کہ تبلیغ کے لئے سب سے بڑا ہتھیار اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے۔ آپ کو بھی مَیں یہی نصیحت کرتا ہوں کہ علم سے بھی لَو لگائیں لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت اور پیار بھی حاصل کریں کیونکہ سب سے زیادہ اثر دکھانے والا ہتھیار یہی ہے جس شخص کو یہ نصیب ہو جائے وہ لازماً دُنیا پر فتح پا لیتا ہے۔ اِس لئے اگر آپ اس علاقے میں پھیلنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کو روحانی غلبہ عطا ہو تو اس کا طریق صرف اور صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت اور پیار کا تعلق جوڑیں اپنے بچوں کو بھی اور عورتوں کو بھی خدا کی محبت اور اس کی عبادت کرنا سکھائیں اور خود بھی اللہ کی محبت اور یاد میں زندگی بسر کرنا سیکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایک ایسی عجیب طاقت ہے کہ وہ انسان کی ساری زندگی کی کایا پلٹ دیتی ہے اور ان لوگوں میں حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیتی ہے جو خدا کی محبت اختیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کے ساتھ خدا کی ساری قدرتیں شاملِ حال ہو جاتی ہیں۔ خدا کی ساری طاقتیں ان لوگوں کے وجود

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کو روحانی غلبہ عطا ہو تو اس کا طریق صرف اور صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت اور پیار کا تعلق جوڑیں

میں داخل ہو جاتی ہیں جو خدا سے پیار کرتے ہیں۔ وہ ان کی تائید میں حیرت انگیز نشان ظاہر فرماتا ہے اور دُنیا کی آنکھیں دیکھ لیتی ہیں کہ اب یہ کچھ مختلف لوگ ہیں۔ ہم میں سے ہوتے ہوئے بھی اب یہ ہم جیسے نہیں رہے ان کے اندر کچھ ایسی تبدیلیاں پیدا ہو گئی ہیں جو عام دُنیا والوں میں دکھائی نہیں دیتیں۔

یہ عجیب بات ہے جو دُنیا میں ظاہر ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو دُنیا کے لحاظ سے جاہل ہوتے ہیں جن کو علم نہیں ہوتا وہ جب خدا کی محبت میں سرگرداں ہوتے ہیں تو محبتِ الٰہی ان کو ایسا علم عطا کرتی ہے، ان کو ایسی معرفت عطا کرتی ہے کہ وہ ساری دُنیا کے اُستاد بن جاتے ہیں۔ تاریخ اسلام کو اُٹھا کر دیکھیں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کِس ملک میں اور کِس زمانہ میں پیدا ہوئے تھے۔ آج سے چودہ سَو سال پہلے جب کہ ساری دُنیا میں جہالت کا دَور دَورہ تھا اُس وقت سب سے زیادہ جاہل مُلک یعنی عرب میں آپؐ پیدا ہوئے۔ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے لیکن ایک چیز تھی جو آپؐ کو سب سے زیادہ عطا ہوئی تھی اور وہ تھی اللہ تعالیٰ کی محبّت۔ وہی محبت آپؐ کی قوت بھی بن گئی۔ اس نے آپؐ کے لئے ایک ایسا عظیم الشان معجزہ دکھایا کہ آپؐ کی قوم دُنیا میں سب سے طاقتور قوم بن گئی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جہالت کے گہوارے میں پیدا ہونے والے لوگ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کی برکت سے دُنیا کے معلّم بن گئے اور دُنیا میں علم وہدایت کا چشمہ مکّہ سے پھوٹنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں ان کو صرف دینی اور رُوحانی علوم ہی عطا نہیں کئے گئے بلکہ دُنیوی علوم میں بھی ان کو دُنیا کی باقی قوموں پر فضیلت عطا کی گئی اور ایک وقت ایسا تھا کہ دُنیا دین سیکھنے کے لئے ہی نہیں بلکہ دُنیا کے علوم سیکھنے کے لئے بھی اِسلامی دُنیا کی طرف رُخ کرتی تھی۔

> اللہ تعالیٰ کی محبت میں
> ایک ایسی عجیب طاقت ہے
> کہ وہ انسان کی ساری زندگی کی
> کایا پلٹ دیتی ہے۔

پس یہ الٰہی محبّت ہی ہے جو ہر رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ اِنسان کو جس چیز کی ضرورت ہو اللہ کی محبت اُس کے لئے وہی چیز بن جاتی ہے۔ خدا کی راہ میں جو دُکھ اُٹھانے پڑتے ہیں یہ اللہ کی محبت ہی ہے جو ان دُکھوں میں پہنچنے والے زخموں کی مرہم بن جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہی ہے جو انسان کے لئے شفا بن جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی محبت دُکھوں کا مداوا بن جاتی ہے۔ دُکھوں کو لذتوں میں بدل دیتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کی محبت کی تعریف کرتے ہوئے اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر فرماتے ہیں ؎

> جہالت کے گہوارے میں پیدا ہونے والے لوگ
> حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
> کی پیروی کی برکت سے
> دُنیا کے معلّم
> بن گئے

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہِ یار تُو یکساں کردی

کہ اَے محبت تو عجیب آثار دکھا رہی ہے۔ تُو نے حیرت انگیز کرشمے دکھا دیئے یہاں تک کہ میرے محبوب کے رستے میں لگنے والے زخموں کو اور مرہم کو تُو نے ایک ہی چیز بنا دیا ہے۔ خدا کے رستے میں جو زخم اُٹھانے پڑتے ہیں وہ زخم زخم نہیں بلکہ مرہم بن جاتے ہیں۔ دُنیا ان لوگوں کو پہچان نہیں سکتی وہ بھی مجبور ہے کیونکہ ان کی نظر میں یہ دیوانے ہیں۔ ظاہر ہے وہ لوگ جو زخم کھا کر لذتیں پا رہے ہوں اُن کو دُنیا کیسے پہچان سکتی ہے اِسی لئے دُنیا ان لوگوں کو دیوانہ اور پاگل کہتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو اپنے ربِ کریم سے سب سے زیادہ محبت ہوتی ہے اِس لئے سب سے زیادہ انہی کو دیوانہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اِس محبت کا نام دیوانگی بھی رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ؎

اللہ کی محبت دُکھوں کا مداوا بن جاتی ہے

تا نہ دیوانہ شُدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گرد تُو گردم کہ چہ احساں کردی

جب تک مَیں اپنے ربّ کی محبت میں دیوانہ نہیں ہو گیا مجھے کوئی ہوش نہیں تھا مجھے تو عقل ہی خدا کی محبت میں دیوانہ ہونے کے نتیجہ میں آئی ہے۔ اے عشقِ الٰہی کے جنون!! اور اے محبت کی دیوانگی!! مَیں تو تیرے گرد طواف کرتا ہوں۔ تُو نے مجھ پر عجیب احسان کیا ہے کہ دیوانگی کے نتیجہ میں مجھے فرزانگی اور عقل عطا کر دی ہے۔

خُدا کے رستے میں جو زخم اُٹھانے پڑتے ہیں وہ زخم زخم نہیں بلکہ مرہم بن جاتے ہیں

اگر ہم دُنیا پر ذرا نظر دَوڑا کر دیکھیں تو یہ بات معلوم کرنی مشکل نہیں کہ محبت بظاہر ہر جگہ ایک ہی طرح کے اثر دکھاتی ہے اور دُنیا کی محبت والے بھی دیوانے ہو جایا کرتے ہیں۔ مجنوں کے متعلق یہ قصہ مشہور ہے کہ وہ شہروں کو چھوڑ کر صحراؤں میں بس گیا۔ وہ محبت ہی کی دیوانگی تھی جس نے اسے شہروں کی بجائے صحرا نوردی پر مجبور کیا لیکن یہ مشابہت بس اتنی ہی ہے اس سے آگے نہیں بڑھتی۔ اس کے بعد ان دونوں محبتوں میں بڑی نمایاں تبدیلی پیدا ہوتی ہے ان کے اثرات بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ مجنوں کی طرح خدا کی محبت کرنے والوں کے متعلق بھی ہمیں علم ہے کہ انہوں نے شہروں کو چھوڑ

اور صحرا میں چلے گئے لیکن اُن کے لئے پھر صحرا شہر بنا دئے گئے جب کہ دُنیا کی محبت کرنے والوں کے صحرا صحرا ہی رہے اور وہ ان صحراؤں میں کھو گئے اور ان کا کوئی نشان باقی نہیں رہا۔

پس ایک مجنوں تو وہ ہے جو دُنیا کا مجنوں تھا اُس نے بھی شہر چھوڑے اور ویرانوں میں آباد نہ ہُوا لیکن ویرانے اس کو کھا گئے اور اس کا نشان اب کتابوں، قصوں اور کہانیوں کے سوا کہیں نہیں ملتا۔ لیکن ایک خدا کی محبت کا مجنوں وہ تھا جو ابراہیم علیہ السلام کی شکل میں ہمیں نظر آتا ہے۔ اس نے بھی خدا کی محبت میں شہر چھوڑے اور ویرانے میں اپنی اولاد کو آباد کیا لیکن جہاں اس کی اولاد آباد ہوئی اب وہ ساری دُنیا کے مسلمانوں کا مرکز بن چکا ہے اور دُنیا کا کوئی ایسا شہر نہیں جس کی زیارت کے لئے اس کثرت سے لوگ جاتے ہوں جتنے آج مکّہ کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ پھر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھیں کس طرح خدا کی محبت آپ کو شہروں کی رونقوں سے ہٹا کر غاروں میں لے گئی۔ آپؐ نے غارِ حرا میں چُھپ کر اپنے رَبّ کو یاد کرنا شروع کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو غار کے اندھیروں میں نہیں رہنے دیا بلکہ اُس سے نکالا اور رفعتوں پر رفعتیں عطا کیں یہاں تک کہ نبیوں میں سے سب سے بلند مقام عطا کیا جو سورج اور چاند سے کہیں زیادہ بڑھ کر روشن تھا اور آج ساری دُنیا کے رُوحانی آسمان کے آپؐ سُورج کہلاتے ہیں اور یہ نام آپؐ کو خدا نے قرآن کریم میں عطا فرمایا ہے۔[1]

اَے عشقِ الٰہی کے جنون!
اور اَے محبّت کی دیوانگی!!
مَیں تیرے گرد طواف کرتا ہوں۔

چنانچہ اِس زمانہ کے انسان کو یہ یقین دلانے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت جس طرح گذشتہ زمانوں میں حیرت انگیز کرشمے دکھاتی تھی اِس زمانے میں بھی وہ حیرت انگیز کرشمے دکھا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا۔ آپ نے بھی خدا تعالیٰ کی محبت کی خاطر شہرت کو چھوڑا اور گمنامی اختیار کی۔ اپنے خاندان کی عزّتوں کو ترک کیا اور مسجد کے گوشوں میں

دُنیا کا کوئی کونہ نہیں جہاں
قادیان کا نام
نہ پہنچ گیا ہو

---

[1] حضور کا اشارہ سورہ احزاب کی اس آیت کی طرف ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ٥ وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔
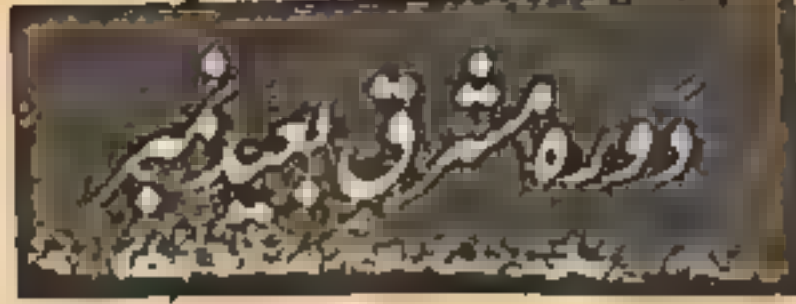
جا چھپے اور اپنے ربّ کی یاد میں محو ہو گئے۔ آپ کا خاندان علاقے کا ایک معزّز خاندان تھا جن کے نزدیک مولوی بننا ایک ذلّت کی بات تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد سخت پریشان اور شرمندہ تھے کہ میرے بیٹے کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ خاندانی عزّت کے رستے چھوڑ کر دین کے گمنام رستے پر چل پڑا ہے۔ چنانچہ جب بھی اُن سے کوئی پوچھا کرتا تھا کہ آپ کا بیٹا کہاں ہے تو وہ شرمندگی کے ساتھ اور غصّے کے اظہار کے طور پر یہ کہتے تھے کہ جاؤ مسجد میں دیکھو کسی صف میں لپٹا ہؤا ہو گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر وہی سلوک فرمایا۔ خدا کی محبّت نے ایک بار پھر وہی کرشمہ دکھایا گمنامی کے گوشے سے نکال کر آج آپ کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا دیا ہے۔ چنانچہ اس عشق اور محبّت کے معجزے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

ایک نگمبو
کام نہیں آسکتا
آج تو ہمیں
یہاں کی بستی بستی کو
احمدیّت کا نگمبو
بنانا پڑے گا

مَیں تھا غریب و بےکس و گمنام و بےہُنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اِس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہؤا
اِک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہؤا

پس یہ محبت ہی ہے جو یہ معجزے دکھاتی ہے۔ اسی محبّت نے قادیان کی گمنام بستی کو آج سارے عالَم میں شہرت بخشی ہے اور دُنیا کا کوئی کونہ نہیں جہاں قادیان کا نام نہ پہنچ گیا ہو۔

پس آج اگر آپ اِس چھوٹی سی بستی نگمبو کو سری لنکا کا مرکز بنانا چاہتے ہیں تو یہی ایک ذریعہ ہے جو آپ کو میسّر ہے کہ اللہ سے محبّت کرنے والے پیدا کر دیں۔ خدا کے پیار سے اپنے گھروں کو رونق بخشیں۔ اپنے دلوں کو محبتِ الٰہی کے رنگا رنگ پھولوں سے سجائیں پھر دیکھیں آپ پر کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوتے ہیں اور نگمبو سری لنکا میں احمدیت کا مرکز بن جاتا ہے اور سب کی نظریں محبّت اور پیار کے ساتھ آپ کی طرف اُٹھنے لگتی ہیں۔

لیکن زمانہ بڑی تیزی کے ساتھ تباہی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ آج ہمیں ایک نگمبو کام نہیں آسکتا آج تو ہمیں یہاں کی بستی بستی کو احمدیت کا نگمبو بنانا پڑے گا۔ جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری درویشوں

کی طرح نکل کھڑے ہوئے تھے ان کے ہاتھ میں کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ ان کی جیب میں کوئی دولت نہیں تھی صرف اللہ کی محبت کا نام لے کر وہ دُنیا میں نکلے اور آخرکار انہوں نے ساری رومن سلطنت کو عیسائی بنا لیا۔ آپ تو مسیحِ محمدی کے غلام ہیں آپ کو تو اُن سے زیادہ طاقت بخشی گئی ہے اس لئے اگر آپ یہ فیصلہ کریں اور دُعا کریں اور اللہ پر توکّل کریں تو ہرگز بعید نہیں کہ چند سال کے اندر اندر آپ کی درویشانہ اور فقیرانہ بلکہ مجنونانہ جدّوجُہد کے نتیجہ میں سارے مُلک کی کایا پلٹ جائے۔

پس آخر پر میرا پیغام آپ کو یہی ہے کہ آپ خدا کی محبّت میں اور اسلام کی تبلیغ میں دیوانے بن جائیں۔ ایک مخلص نوجوان رشید احمد نے اپنا خون دے کر آپ کے لئے جو رستہ بنایا ہے اس رستہ پر آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ میری یہ دعا ہے کہ اللہ ہمارے اِس شہید مرحوم کے خون کے ہر قطرہ سے ایک نیا رشید پیدا کرے اور اس کا خون سارے ملک میں اللہ کی محبّت اور پیار کا ایسا رنگ بھر دے کہ روحانی لحاظ سے یہ ویرانے گل و گلزار بن جائیں اور یہ گلزار بستی میں بہارِ جانفزا دکھانے لگیں اور اُسی رنگ میں رنگین ہو جائیں جو حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بستان کا رنگ ہے۔

ہم کیا اور ہماری کوششیں کیا یہ سب کام دُعا سے ہوں گے اِس لئے خدا کے حضور دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں۔ دعاؤں کے نتیجہ میں سب کام آسان ہو جاتے ہیں۔ ساری طاقتیں ہمارے ربِّ کریم کو حاصل ہیں اس سے پیار کریں، اس سے دُعا کریں اور اُس پر توکّل رکھیں محبّتِ الٰہی اور عاجزانہ دعاؤں کے نتیجہ میں آپ اِس بستی میں حیرت انگیز معجزے دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت جلد جلد بڑھائے گا اور پھیلائے گا یہاں تک کہ آپ سارے علاقے کو اپنی محبّت کے زور سے اور خدا کے فضل اور رحم کی طاقت کے ساتھ خدا اور اس کے رسولؐ کے لئے فتح کر لیں گے۔

اب چونکہ ہم نے کولمبو واپس جانا ہے واپس جانے کا وقت ہو گیا ہے۔ آگے اَور بھی کئی پروگرام ہیں اِس لئے اب مَیں اجازت چاہوں گا۔ آپ سب سے مِل کر جیسا کہ مَیں نے بیان کیا تھا مجھے بہت ہی خوشی ہوئی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احمدیت کے حق میں ایک معجزہ ہے کہ اتنی دُور ایک مختلف قوم میں خدا تعالیٰ نے اِس طرح محبّت کرنے والے فدائی احمدی عطا فرمائے ہیں۔ اب مَیں دُعا کراؤں گا لیکن یہاں مسجد میں دُعا کرانے کی بجائے رشید شہید کے مزار پر دُعا کریں گے (یہ مزار مسجد کی بائیں جانب قریباً ایک سَو گز کے فاصلے پر تھا۔ مرتّب) وہیں سب دوست اِس دُعا میں شامل ہو جائیں۔"

حضور کا دورۂ مشرق اور نئی قوموں کا ردِّ عمل

(مکرم محمد صدیق صاحب امرتسری سابق مبلغ سنگاپور و جزائر فجی)

للہِ الحمد کہ مشرق کا سفر خوب رہا
آپ کا دورہ یہ اے رشکِ قمر خوب رہا
سنگاپور، سڈنی، سری لنکا میں اور فجی میں
آپ کی فیضِ رسانی کا اثر خوب رہا
گاڑنا سڈنی میں سرکارِ رسولؐ کا پرچم
اور بنانا وہاں اللہ کا گھر خوب رہا

فتح و نصرت نے قدم آپ کے چومے ہر دم
ربِّ افلاک نگہبان رہا ہر لحظہ
گئے جس بزم میں، جس سمت کیا رُخ اپنا
ساتھ رحمت کے فرشتوں نے دیا ہر لحظہ
راہ میں آپ کی جس نے بھی بچھائے کانٹے
خائب و خاسر و ناکام رہا ہر لحظہ

مغربِ الشمس کے دورہ کو مکمل کر کے
مطلعِ الشمس کو قرآں سے کیا رخشندہ
تیرہ بختوں کو منوّر کیا مثلِ انجم
علم اور حکمت و عرفاں سے کیا رخشندہ
شرک و طاغوت کی ظلمات سے پُر شہروں کو
صدق کے مطلعِ تاباں سے کیا رخشندہ

نئی قوموں کو بتائیدِ خدا سے برتر
آپ پیغام محمدؐ کا سُنا آئے ہیں
کج روی شیوہ بنا رکھا تھا جن لوگوں نے
اُن کو بھی آپ رہِ صدق دکھا آئے ہیں
پیار سے اپنوں کو سمجھائے مسائل سارے
غیر تھے جو اُنہیں آپ اپنا بنا آئے ہیں

آپ کی بزم میں جو صدق و صفا سے بیٹھے
بادۂ تقویٰ و ایمان سے سرشار ہوئے

آپ کو پا کے ہوا وجد سا طاری سب پر
نئی بیعت، نئے وعدے، نئے اقرار ہوئے

پیار کی نظروں کے جو چلتے رہے تیر وہاں
کچھ دلوں پر لگے اور بعض جگر پار ہوئے

اپنی خوش بختی پہ نازاں ہیں جزائر فجی
کھل گئی آپ کے اِس دَورے سے قسمت اُن کی

آپ سے مِل کے جِلا پا گئیں مُردہ رُوحیں
کیفیت آپکی قُربت سے دلوں کی بدلی

حضرتِ مہدیؑ کے گلشن پہ بہاریں چھائیں
سب کے دل پاک ہوئے، ہوگئی کافور دُوئی

پسرِ مصلح موعودؓ کو اے ہم وطنو!
ایک دن آکے خدارا ذرا دیکھیں تو سہی

چرخِ اسلام کی پُر نور جبیں پر یہ ضیا
جگمگاتا ہُوا تارا، ذرا دیکھیں تو سہی

نائبِ مہدیٔ معہود، محمدؐ کا غلام
ربِّ کعبہ کا دُلارا، ذرا دیکھیں تو سہی

چند گھڑیوں کے لئے آکے یہاں آپ کبھی
پیارا آقا یہ ہمارا، ذرا دیکھیں تو سہی

اپنے مُرشد کی طرح تو بھی اے [illegible] ہے
غیر کو اپنا بنا لے وہ نظر پیدا کر

ہمت و عزم و فراست ہو جو تجھ میں موجود
پھر اگر چاہے تو پتھر سے شرر پیدا کر

تُو وفا کیش ہے گھبرا نہ جفا سے زِنہار
کوہِ غم کو بھی اُٹھا لے جو وہ سَر پیدا کر

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے

افتتاحی خطاب

مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۳ء چار بجے شام دار النصر غربی ربوہ کے گراؤنڈ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے انتالیسویں (۳۹) سالانہ اجتماع کا افتتاح کرتے ہوئے جو خطاب فرمایا تھا اس کا مکمل متن ذیل میں صیغۂ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر پیش کر رہا ہے۔

(مرتبہ محترم یوسف سلیم صاحب ملک ایم۔اے۔ انچارج صیغہ زود نویسی)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ایک غلط رُجحان کی بروقت اصلاح

"سب سے پہلی بات تو مَیں یہ کہنی چاہتا ہوں جس کا مجھے ابھی خیال آیا ہے کہ اگرچہ آپ کا جوان خون ہے اور جوان خون میں لازماً جوش اور ولولہ بہت پایا جاتا ہے اور فلک شگاف نعرے لگانے کو دل بھی چاہتا ہے لیکن نئے نئے نعرے نہ ایجاد کیا کریں مثلاً ابھی ایک نعرہ یہ لگایا گیا "مثیلِ مصلح موعود"۔ مَیں تو ایک بہت عاجز انسان ہوں۔ یہ اللہ کا کام ہے کہ کسی کو کسی کا مثیل بنائے یا نہ بنائے انسان کا نہ تو یہ مقام ہے کہ وہ اپنی طرف سے ایسی باتیں بنائے نہ اُس کے کہنے کی کوئی قدر و قیمت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کے دیئے ہوئے القابات اگر شروع ہو جائیں تو اُن کی کوئی حد ہی نہیں رہتی۔ ہندوستان میں پُرانے زمانے میں جب نوابی قائم تھی تو نوابوں کو بہت بڑے بڑے القابات دیئے جاتے تھے۔ بے چارے دو کوڑی کے ریاست کے نواب ہوتے تھے اور پُورا صفحہ اُن کے نام کے ساتھ القابوں کا لگ جایا کرتا تھا۔ انسان کے دیئے ہوئے القاب کی قیمت بھی کوئی نہیں اور نہ صرف یہ کہ اِس کی مثبت قیمت

نہیں بلکہ اس کی منفی قیمت ہے۔ اس سے قوموں کے رُجحان بگڑ جاتے ہیں۔ اُن میں خود پسندی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ وہ مقام آجاتا ہے کہ پیر تو نہیں اُڑتا لیکن مُرید اُسے خوب اُڑاتے ہیں۔ میرا یہ فرض ہے کہ مَیں آپ کے اخلاق کی گہری نظر سے نگرانی کروں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اِس منصب پر فائز فرمایا ہے اِس لئے پہلی نصیحت تو مَیں یہ کرتا ہوں کہ جذبات کا مناسب اظہار تو بہرحال جائز ہے اس سے آپکو کوئی روک نہیں سکتا لیکن وہاں تک رہیں جہاں تک آپ کا دائرہ کار ہے اُس سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کیا کریں۔ ہاں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خدمت کی توفیق بخشے۔ یہ ہے اصل محبت نہ کہ نعرہ بازی۔

امام وقت سے اصل محبت اس کیلئے دُعا کرنا ہے نہ کہ نعرہ بازی

اِس کے بعد اب مَیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا بے اِنتہاء شُکر ادا کرتا ہوں۔ پہلے بھی کر رہا تھا اب سورۃ فاتحہ کے دَوران بھی خاص کر کیا اور اب پھر اُس کا اظہار کرتا ہوں کہ ہمیشہ کی طرح اِس دفعہ بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ اجتماع بہت ہی کامیاب اور پُر رونق نظر آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِسے ہر پہلو سے غیر معمولی ترقی عطا فرمائی ہے۔ گذشتہ سال جو اضافے ہوئے تھے خدام کی تعداد میں، آپ کی مجالس کی تعداد میں، اور انصار کی حاضری اور مقامی دوستوں کی حاضری میں، اُس کی وجہ سے دِل میں ایک خیال سا پیدا ہوُا تھا کہ اب آئندہ سال تو شاید تھوڑی سی گنجائش ہو لیکن میرے سامنے جو اعداد و شمار رکھے گئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حیرت انگیز ہیں۔ چنانچہ پہلے دِن ہی ہر پہلو کے لحاظ سے غیر معمولی اضافہ نظر آرہا ہے۔ ۱۹۸۲ء میں پہلے دن خدام کی حاضری ۴۳۴۵ تھی اِس کے مقابل پر آج ۱۹۸۳ء میں ۶۲۸۲ ہے اور ۱۸۴۸ خدام کا اضافہ ہوُا ہے۔ گذشتہ سال ۴۱۸ مجالس پہلے روز شامل ہوئی تھیں امسال خدا کے فضل سے اِس وقت تک ۶۱۵ مجالس شامل ہو چکی ہیں۔ پچھلے سال زائرین کی حاضری پہلے دن افتتاح کے وقت ۲۰۰۰ تھی اور آج خدا کے فضل سے ۲۵۸۰ ہے۔

اسی طرح سائیکل سوار بھی مختلف علاقوں سے آئے ہیں اور بعض بڑی ہمت کر کے، پتھر کھا کے بھی پہنچے ہیں۔ اُن کی تعداد گذشتہ سال ۱۱۶۹ تھی اِس سال ۱۳۱۶ ہو چکی ہے۔ پچھلے سال ۱۱۶۹ سائیکل سواران میں اطفال بھی شامل تھے لیکن اِس سال ۱۳۱۶ صرف خدام کی تعداد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بے انتہا احسان ہے کہ وہ ہر پہلو سے جماعت کو ترقی پر ترقی دیتا چلا جارہا ہے۔ خدا کا یہ وعدہ تھا کہ مَیں اِس جماعت کو بڑھاؤں گا چنانچہ ہم ہر روز بڑی شان کے ساتھ یہ پورا ہوتا دیکھتے ہیں۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نے اپنے ہاتھ سے یہ پَودا لگایا ہے اور اُس کو پرورش دینا، اور

مَیں اِس جماعت کو بڑھاؤں گا مَیں نے ہی یہ پَودا لگایا ہے

اُسے بڑھانا، اور اُسے برکت دینا، یہ میرا کام ہے۔ پس یہ وعدہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا گیا تھا یہ پوری شان کے ساتھ جماعت کی تمام تاریخ میں ہمیں ہمیشہ پورا ہوتا نظر آتا ہے۔ یہ پنڈال پہلے سے بہت بڑا بنایا گیا تھا اِس خیال سے کہ جگہ تھوڑی ہو جاتی ہے اور باہر کھڑے ہونے والوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اب آپ دیکھ لیں کہ باہر کھڑے ہونے والے پھر بھی باہر کھڑے ہیں اور پنڈال بھرا ہؤا ہے۔ یہ اللہ کی شان ہے وہ برکت پر برکت دیتا چلا جا رہا ہے۔ اِس لئے خدام کو چاہیئے کہ وہ اپنے حوصلے بلند کریں۔ اپنی امیدوں کو بلند کریں۔ خدا تعالیٰ پر اپنے حُسنِ ظن کو بلند کریں اور وسیع کریں پھر دیکھیں کہ اللہ کس طرح یہ ظرف بھی بھرتا چلا جائے گا اور ظرف بڑھاتا بھی چلا جائے گا کیونکہ ہمارا مُحسن خدا دیتا تو ظرف کے مطابق ہے لیکن اُسی کو یہ طاقت بھی ہے کہ ظرف بھی ساتھ بڑھا دے

اپنے حوصلے بلند کریں، اپنی امیدوں کو بلند کریں، خدا تعالیٰ پر اپنے حسنِ ظن کو بلند کریں اور وسیع کریں پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح یہ ظرف بھی بھرتا چلا جائے گا اور ظرف بڑھاتا بھی چلا جائے گا

چنانچہ آج مَیں نے خطبہ جمعہ میں جس آیت کی تلاوت کی تھی اُس میں یہی وعدہ دیا گیا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ کہ تم میری رضا ڈھونڈو مَیں تمہیں رضا عطا کروں گا لیکن ساتھ ہی تمہارا ظرف بھی بڑھاتا چلا جاؤں گا۔ وسعتیں پیدا کرتا چلا جاؤں گا تمہارے حوصلوں میں تاکہ میری زیادہ سے زیادہ رضا جذب کر سکو۔

دوسرا پہلو جو مَیں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ جیسا کہ مَیں نے آج خطبہ جمعہ میں کہا تھا فجی کے دَورے کے مزید حالات بیان کرنے سے متعلق ہے لیکن جب مَیں نے اجتماع کا پروگرام دیکھا تو مجھے خیال آیا کہ پہلے ہی خاصی دیر ہو چکی ہے۔ پروگرام کے مطابق سوا چار بجے اِس افتتاحی خطاب کو ختم ہونا چاہیئے اور کھیلوں کا پروگرام شروع ہونا چاہیئے تھا لیکن چونکہ پروگرام کچھ تاخیر سے شروع ہؤا ہے اِس لئے کچھ وقت تو مَیں زائد لے سکتا ہوں لیکن بہر حال خدام نے کھیلوں میں حصہ لینا ہے یہ بھی پروگرام کا حصہ ہے اِس لئے اِس حصے کو کلیّتہً قربان نہیں کیا جا سکتا اِس لئے خوشخبریوں سے تعلق رکھنے والی ایک دو اہم باتیں بیان کرنے کے بعد مَیں انشاء اللہ افتتاحی دعا کروا دوں گا پھر آپ اپنے پروگرام جاری

> مسیح موعود کا انتظار کرنے والی کنواری اقوام میں سے ایک
> فجی قوم بھی ہے جو اسلام کے نقطہ نگاہ سے بالکل کنواری ہے
> کیونکہ اس میں اسلام نہیں پھیلا

رکھیں۔ آخری دن کی تقریر میں چونکہ نسبتاً زیادہ وقت مِل جاتا ہے اُس وقت مَیں اِس دَورے کے بقیہ امور آپ کے سامنے رکھوں گا۔

سب سے پہلے تو ایک ایسی خوشخبری کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس کا مَیں پہلے کراچی کی جماعت میں بھی ذکر کر چکا ہوں۔ لیکن خدام کے اِس وسیع اجتماع میں یہ بتانا بہت ضروری ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ جماعت کو غیر معمولی خوشخبریاں عطا فرما رہا ہے۔ اِس دَورے پر روانہ ہونے سے ایک دن پہلے سندھ کے ایک گاؤں کے ایک دوست کا خط ملا جس میں اُنہوں نے اپنی ایک رؤیا لکھی تھی کہ مَیں نے دیکھا کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی ایک انگوٹھی ہے جس کے حروف میں سے شعاعیں نکل رہی ہیں۔ پھر وہ حروف باہر آکر روشنی میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور فضا کو روشنی سے بھر دیتے ہیں۔ اُس وقت مجھے یہ بتایا گیا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ہے۔ چنانچہ اُس خواب سے مَیں یہی سمجھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدے پورے فرمائے ہیں اور اُن وعدوں کا ایفاء ویسے تو جاری و ساری ہے لیکن خاص طور پر اُن وعدوں کا ایفاء ہوتا مَیں دیکھوں گا اور اِس سفر میں اللہ تعالیٰ کئی طرح سے یہ جلوے دکھائے گا کہ مَیں اپنے بندے کے لئے کافی ہوں۔ اِس سے مجھے بہت خوشی ہوئی اور حوصلہ ہؤا۔

آج ایک ہی آواز ہے جو تمہیں زندہ کرنے کے لئے اپنی طرف بُلا رہی ہے اور وہ محمد مصطفیٰ ؐ کی آواز ہے

چنانچہ جب مَیں سفر پر گیا تو فجی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسی رؤیا دکھائی جس کے متعلق مَیں سمجھتا ہوں کہ اُس کا بھی دراصل اُسی رؤیا سے تعلق تھا جو ہمارے لئے دکھائی گئی تھی۔ اِس رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ ایک معزز اور بزرگ خاتون ہیں جن کو مَیں جانتا ہوں اُن کا نام لینے کی ضرورت نہیں میری والدہ کے ساتھ اکٹھے اُنہوں نے دُودھ پیا ہؤا ہے۔ وہ بچپن سے بَرص کی بیماری میں مُبتلا ہو گئی تھیں اِس لئے شادی بھی نہیں کی۔ معمّر خاتون ہیں۔ مَیں نے اُن کے متعلق کبھی رؤیا نہیں دیکھی زندگی میں پہلی دفعہ اُن کو رؤیا میں، فجی میں دیکھا کہ وہ مادرانہ شفقت اور محبت سے مجھے گلے لگا رہی ہیں اور خواب میں مَیں بڑا تعجب کر رہا ہوں کہ انہوں نے پہلے تو کبھی اِتنے پیار کا اظہار نہیں کیا تھا۔ باوجود اِس کے کہ اُن کے جسم پر ایک بیماری کا اثر ہے مَیں اُس سے قطعاً کسی قسم کا کوئی تردّد محسوس نہیں کرتا اور اُسی طرح اُن کی محبت کا جواب دیتا ہوں۔ صبح جب میری آنکھ کھُلی تو مَیں یہ خواب بھول چکا تھا اور بالکل ذہن سے

مسیحیت میں زندہ کرنے کی کوئی طاقت باقی نہیں رہی اب زندگی بخش ساری قوتیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دی گئی ہیں۔

اُتر چکی تھی۔ اب اِس کا اگلا پہلو بہت دلچسپ ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اِس رؤیا کو یاد کروانے کا اِنتظام کیا۔ میرا طریق یہ تھا کہ صُبح کی نماز کے بعد تھوڑا سا آرام کرکے پھر مَیں ڈاک دیکھتا تھا پھر دفتر چلا جاتا تھا وہاں چوہدری حمید اللہ صاحب کو ڈاک کے متعلق مختلف ہدایات دیتا تھا کچھ ڈاک اُن کے پاس پڑی ہوتی تھی وہ پھر مَیں وہاں دیکھتا تھا تو اُنہوں نے جو ڈاک دی اُس میں ایک خط نکلا جو میری ہمشیرہ کی طرف سے تھا اور اُس میں اُن کا نام لے کر یہ لکھا ہوُا تھا کہ اُن کے لئے دعا کریں وہ بیمار ہیں۔ اور زندگی میں یہ بھی پہلا واقعہ ہوُا ہے کہ خط میں اُن کا ذکر آیا ہو۔ اُسی وقت مَیں سمجھ گیا کہ خدا تعالیٰ نے اِس میں بھی ایک حِکمت رکھی تھی کہ مَیں اُس کو بُھول جاؤں اور پھر خاص طور پر یاد کروایا جاؤں تاکہ مَیں یہ نہ سمجھوں کہ کوئی عام خواب ہے ورنہ ایسا انسان بعض دفعہ تأثر لے لیتا ہے کہ ایک عام خواب ہے۔ اِتفاق سے خواب میں انسان اپنے کسی رشتے دار کو دیکھ بھی لیتا ہے۔ دراصل اُس میں دو پیغام تھے جس کا اُس خوشخبری سے تعلق ہے جو پاکستان میں ایک دوست کو خواب کے ذریعہ دی گئی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کو روشن حروف میں دکھایا جا رہا ہے۔

فجی قوم
اِسلام قبول کرنے کیلئے
بالکل تیار بیٹھی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ پیشگوئی تھی جس کا بائیبل میں ذکر ہے کہ کنواریاں اُس کا انتظار کریں گی اور مسیح کے متعلق اس کی صفات میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ برص زدہ کو اچھا کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے اِس رؤیا میں دو خوشخبریاں عطا فرمائیں ایک یہ کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن کنواریوں کو برکت بخشنے کی خوشخبری دی گئی ہے اِس سفر میں انشاء اللہ ایسی کنواری قوموں سے ہمارا واسطہ پڑے گا۔ اور پھر برص دکھائی گئی جو مسیح سے تعلق رکھتی ہے کہ مسیح جس بیماری کو شفا بخشے گا اُس میں سے ایک برص ہے۔ تو خدا تعالےٰ نے اِن دونوں کو اکٹھا کر دیا ایک خاتون میں جو کنواری بھی ہیں اور جن کو برص بھی ہے اور ذاتی طور پر اُن کے اندر نیکی پائی جاتی ہے۔ تو یہ بھی خوشخبری تھی کہ یہ بیماری سطحی ہے گہری نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاموں میں سے جو یہ اہم کام ہے کہ نئی قوموں کو اِسلام سے روشناس کرائے گا اُس کا وقت آپہنچا ہے۔ چنانچہ اِس رؤیا کے بعد جب فجی قوم سے ہمارا تعارف ہوُا تو معلوم یہ ہوُا کہ فجی قوم بھی اُن قوموں میں سے ایک قوم ہے جس کو خدا تعالیٰ نے بطور کنواری اور بیمار دکھایا۔

ایک ہندو دوست نے کہا
"آج جو مجلس لگی ہے اس کی ساری باتوں سے ہمیں اِتفاق ہے۔"

صورت یہ ہے کہ جب مَیں نے جائزہ لیا تو یہ دیکھ کر تعجب ہوُا کہ فجینز (FIJIANS) میں مسیحیت تو

پھیلی ہے لیکن اسلام نہیں پھیلا اور اسلام کے نقطۂ نگاہ سے فجی قوم بالکل کنواری بیٹھی ہوئی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ ایک لمبے عرصے سے مسلمان بھی وہاں آباد ہیں اور عیسائی بھی آباد ہیں لیکن عیسائیوں کو تو توفیق ملی کہ وہ فجی قوم کو اپنے مذہب میں داخل کریں چنانچہ عیسائیت کی طرف سے بڑے وسیع پیمانے پر اُن میں کام کیا گیا ہے لیکن بڑے دُکھ کا موقع ہے اور بڑی تکلیف کا مقام ہے کہ عیسائیوں کی اِس کوشش کو دیکھنے کے بعد بھی مسلمانوں کے دِل میں یہ گُدگدی نہیں اُٹھی۔ ان کو یہ خیال نہیں آیا کہ حضرت محمد مصطفٰےؐ کا جاں بخش پیغام اُن کو پہنچائیں کیونکہ اب مسیحیت میں زندہ کرنے کی کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اب زندگی بخش ساری قوتیں حضرت محمد مصطفٰےؐ کو عطا کر دی گئی ہیں اِسی لئے قرآن کریم فرماتا ہے اِسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (الانفال آیت ۲۵) آج ایک ہی آواز ہے جو تمہیں زندہ کرنے کیلئے اپنی طرف بُلا رہی ہے اور وہ محمد مصطفٰےؐ کی آواز ہے۔ پس مجھے بڑا دکھ پہنچا یہ دیکھ کر کہ جہاں زندگی کا چشمہ تھا اُس طرف تو بُلانے والوں نے نہیں بُلایا اور جہاں موت پھوٹ رہی تھی اور شرک بہہ رہا تھا۔ جہاں پانی کے اندر ایسا زہر ملا دیا گیا تھا کہ وہ پانی جو کسی زمانہ میں زندگی بخشتا تھا اب موت عطا کرنے والا پانی بن چکا تھا اُس کی طرف لوگ بڑی کثرت کے ساتھ بُلا رہے تھے اور نادان اُنکی طرف جا بھی رہے تھے اور نقصان بھی اُٹھا رہے تھے۔

> اگر آپ آدمی بھیجیں
> تو تھوڑی دیر میں
> ہمارا سارا گاؤں
> احمدی ہو جائے گا

غرض اِس رؤیا نے مجھے متوجہ کر دیا کہ خاص طور پر فجی قوم میں تبلیغ کے لئے کوشش کی جائے اور باقاعدہ منصوبہ بنایا جائے اور اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا کہ اُس کے بعد جب ہم نے مختلف زاویوں سے حالات کا جائزہ لیا، فجی قوم کا گہری نظر کے ساتھ مطالعہ کیا اور بعض فجینز سے ملاقاتیں کیں تو معلوم ہوا کہ یہ قوم اللہ کے فضل سے قبولِ اسلام کے لئے بالکل تیار بیٹھی ہے پس معمولی سی کوشش کی ضرورت ہے۔ شفا بخشنے والا تو اللہ ہے انسان تو کسی مبروص کو شفا نہیں دے سکتا۔ دمِ مسیح تو خواہ مخواہ مشہور ہے اصل تو میرے اللہ کی برکت تھی جس دَم میں بھی آجائے وہ دمِ مسیح بن جایا کرتا ہے۔ اِس لئے ہم کمزوروں کے ہاتھوں اگر خدا نے یہ شفا مقدّر فرمائی ہے تو یہ اس کا احسان ہے اور مجھے یقین ہے کہ ضرور شفا عطا فرمائے گا کیونکہ یہ رؤیا اُس کے بغیر دکھائی نہیں جا سکتی تھی۔

چنانچہ اِس واقعہ کے دوسرے یا تیسرے دن ہم ایک ایسے جزیرے میں بھی پہنچے جس کا نام VANUA LEVU (وینوا لیوُہ) ہے لیکن اُس کے صدر مقام کا نام لمبا سا ہے وہاں بھی حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شیدائی کافی تعداد میں موجود ہیں وہاں جب اُن سے ملاقاتیں ہوئیں تو اُنہوں نے شام کو ایک پروگرام رکھا ہوا تھا جس میں بعض فجینز، جو اس علاقہ کے معزز زین شمار ہوتے تھے اُن کو بھی مدعو کیا ہوا تھا اور پروگرام تو یہ تھا کہ صرف سرسری ملاقات ہو گی، چند باتیں ہوں گی، ایک دوسرے کا حال احوال پوچھنے کے بعد پھر ہمارا جماعت کا پروگرام شروع ہو جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ نے وہاں بھی غیر معمولی طور پر خود ہی یہ انتظام فرما دیا کہ تبلیغی گفتگو چل پڑی۔ ایک ہندو دوست بھی آئے ہوئے تھے انہوں نے ایک سوال چھیڑ دیا۔ پھر سوال کے بعد ایک اور سوال، پھر اَور سوال۔ اِس طرح وہاں اچھی خاصی لمبی مجلس لگ گئی اور جو فجین دوست تھے وہ عیسائی تھے۔ اکثر تعلیم یافتہ فجین وہاں عیسائی ہیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے گہری دلچسپی لینی شروع کر دی اور یہ دیکھ کر مجھے تعجب ہوا کہ باوجود اِس کے کہ ایک چھوٹی سی مجلس لگی ہے۔ ایک دَم تو انسان کے خیالات نہیں بدلا کرتے لیکن اُن میں مَیں نے یہ حوصلہ بھی دیکھا۔ یہ ذہانت دیکھی۔ یہ دل کی سچائی دیکھی کہ جب بات مَیں اُن کو سمجھاتا تھا تو وہ تسلیم کرتے تھے ساتھ کہتے تھے ہاں یہ ٹھیک ہے اور جتنے مسائل بھی ہوئے ہیں ایک کے متعلق بھی اختلاف پیدا نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ جو ہندو دوست شامل تھے انہوں نے بھی تائید شروع کر دی [illegible] بعد میں اُنہوں نے کہا کہ آج جو مجلس لگی ہے اُس کی ساری باتوں سے ہمیں اتفاق ہے۔ چنانچہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا اور اُس نے اِس رؤیا میں جو خوشخبری دی تھی ساتھ ہی اُس کو پُورا ہوتے دیکھنے کی بھی توفیق عطا فرمائی اور یہ سمجھا دیا کہ اِن کی بیماریاں صرف سطحی ہیں اگر ذرا بھی توجّہ دی جائے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ لوگ شفا پا جائیں گے۔

آپ کی محنت کو پھل نہیں لگے گا جب تک آپ دُعائیں نہیں کریں گے

علاوہ ازیں اَور بھی کئی جگہ فجین سے رابطہ پیدا ہوا۔ ہم نے ہر موقع پر اُن کو اچھا دیکھا، جلدی متأثر ہوتے ہوئے دیکھا چنانچہ ایک فجین احمدی وہاں تشریف لائے ہوئے تھے ہمارے ساتھ ایک دِن سَیر پر بھی گئے۔ اُن کو نہ پُوری طرح انگریزی آتی تھی نہ اُردو آتی تھی۔ وہاں تو زبان یا اُردو چلتی تھی یا انگریزی چلتی تھی لیکن اِس کے باوجود بڑے ہی اِنہماک سے صبح سے رات تک مجلسوں میں بیٹھے رہتے تھے۔ سَیر پر گئے تو وہ بھی ساتھ تھے۔ مَیں نے اُن سے چند باتیں کیں۔ مقامی دوستوں نے ہمیں ایک دوسرے کو اپنا مفہوم سمجھانے میں کچھ مدد دی۔ اُنہوں نے بتایا کہ ہمارے گاؤں میں ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے احمدیت

مگر اللہ کی برکت بھی دم میں آجائے وہ دَم مسیح بن جایا کرتا ہے

گئی ہے اور چھ احمدی ہو چکے ہیں اور اگر آپ آدمی بھیجیں دوبارہ تو مجھے یقین ہے کہ تھوڑی دیر میں سارا گاؤں احمدی ہو جائے گا اللہ کے فضل سے (چنانچہ جب مَیں نے جائزہ لیا کہ اب کس طرح دیہات میں تبلیغ کی جائے تو یہ کمزوری سامنے آئی کہ اکثر احمدی وہاں فجین زبان نہیں جانتے۔ یعنی ساری زندگی وہاں بسر ہوتی ہے، بچپن وہاں گزرتا ہے، جوانی وہاں آتی ہے، بڑھاپے تک بھی پہنچتے ہیں اور کئی نسلوں سے یہ ہو رہا ہے لیکن فجین کی کاویتی زبان کی طرف توجہ نہیں کی۔ پہلے جبکہ انگریزی حکومت تھی اور عیسائی پادری آیا کرتے تھے انہوں نے اِن کے کلچر کا مطالعہ کیا، اُن کی مختلف عادات، اُن کے رہن سہن اور اُن کے خیالات پر بڑی بڑی کتابیں لکھیں اور بڑی گہری تحقیق کی اور پھر اُن کی زبانیں سیکھیں تب جاکر اُنہوں نے کام کیا ہے تو اب مَیں نے احمدی نوجوانوں کو خصوصیت سے متوجہ کیا ہے کہ آپ نے خدمت کے عہد کر رکھے ہیں اور اب مَیں آپ کے چہروں پر بڑا بھاری عزم بھی دیکھ رہا ہوں۔ مجھے نظر آرہا ہے کہ آپ جو کہتے ہیں سچ کہہ رہے ہیں۔ آپ کی خواہش ہے کہ اِسلام کی خدمت کریں تو اس خدمت کی تیاری کی بھی تو کوشش کریں بغیر تیاری کے کس طرح خدمت ہو جائے گی۔ اِس لئے آپ اپنے بچوں کو شروع سے ہی اِس نیت کے ساتھ فجی سکولوں میں داخل کرنا شروع کریں کہ وہ فجی زبان سیکھیں اور اُس زبان کو صرف سیکھیں ہی نہیں بلکہ اُن کے ساتھ تعلقات استوار کریں۔ بچپن سے اُن کے خاندانوں میں داخل ہوں۔ اُن سے میل جول رکھیں۔ اُن کے دیہات میں پھر جانا شروع کریں۔ جو بڑے ہیں وہ بھی سیکھنا شروع کریں۔ چنانچہ اِس کا انتظام کیا گیا ہے۔ وہاں ہمارے ایک سے زائد مشن ہاؤسز ہیں۔ مساجد اور مشن کی عمارتیں ہیں وہاں باقاعدہ کلاس لگا کرے گی خدام کے لئے، بڑوں کے لئے اور جہاں تک ممکن ہو عورتیں بھی سیکھیں گی اور بچوں کو فجی سکولوں میں داخل کیا جائے گا۔ اور یہ بھی پتہ لگا کہ ایک احمدی بچی ہے جو اتفاق سے فجی سکول میں داخل کی گئی، اصل میں اُس کے والد بڑے مخلص اور فدائی احمدی ہیں اور تبلیغ کا بڑا جوش ہے چنانچہ اُن کو یہ خیال آیا کہ مَیں اپنی بچی کو فجین پڑھاؤں تاکہ فجی قوم کے ساتھ رابطہ بھی قائم ہو جائے اور پھر تبلیغی کام میں، ترجموں کے کاموں میں آسانی پیدا ہو جائے، قرآن کریم کی خدمت میں اِس بچی کا علم کام آئے، تو اُس بچی کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ اپنے سکول میں فجی زبان میں اوّل آئی حالانکہ باقی سب فجین بچے تھے۔ تو اُس سے مجھے اُمید اَور بھی بڑھ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے احمدی دماغ کو چمک عطا فرمائی ہوئی ہے غیر معمولی ذہانت بخشی ہوئی ہے۔ احمدی تھوڑی سی کوشش کریں گے تو اللہ کے فضل کے ساتھ بڑی جلدی اِس

ایک قدم،
ایک چھلانگ
اور ایک جھپٹا
اور سارا فجی
اللہ تعالیٰ کے فضل سے
محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
کے قدموں میں پڑا ہوگا

زبان میں مہارت حاصل کرلیں گے چنانچہ اِس کا اب مکمّل اِنتظام کیا جا چکا ہے اور وہاں جماعت نے وعدہ کیا ہے کہ نہ صرف ہم اپنے بچّوں کو کاویتی سکولوں میں داخل کرائیں گے بلکہ بڑے بھی سیکھیں گے اور اِسکے علاوہ تعلقات کے دائرے بھی بڑھائیں گے بلکہ اِن سب امور میں براہِ راست آپ کو رپورٹ کریں گے کیونکہ آخر میں مَیں نے اُن کو یہ تاکید کی تھی کہ اِن باتوں میں صرف مجھے دفتری رپورٹ بھیج کر آپ تسلّی نہ پایا کریں مجھے آپ کی براہِ راست رپورٹ چاہیئے کہ آپ نے کتنے بچّوں کو باقاعدہ فجی سکولوں میں داخل کرا دیا ہے ، کتنی جگہ کلاسیں شروع ہو گئی ہیں ، کتنے بڑے باقاعدہ زبان سیکھ رہے ہیں۔

اِس کے علاوہ وہاں ایک بات مَیں نے محسوس کی جو بہت خوشکن تھی کہ تعداد کے لحاظ سے تو جماعت بہت تھوڑی ہے لیکن اثر کے لحاظ سے غیر معمولی اثر رکھتی ہے۔ یہاں تک کہ ہندو اور سِکھ لیڈر جو ہماری مجالس میں آئے اُنہوں نے بڑے کُھلے لفظوں میں جماعت کی تعریف کی اور کہا کہ یہ عظیم الشّان لوگ ہیں ۔ یہ اِس زمانے کے قابلِ اِحترام وجود ہیں جن کی وجہ سے سوسائٹی زندہ ہے ، اِن کا ماحول پر نیک اثر ہے۔ ایسے لوگوں سے جو دوسرے مذاہب سے تعلق رکھتے ہوں اِس قِسم کی کُھلے لفظوں میں تعریف کا سُننا یہ ایک حوصلہ بڑھانے والی بات تھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مجھے بہت ہی اطمینان نصیب ہُوا کہ جماعت کے اندر پھیلنے کا اور اثر قائم کرنے کا مادہ موجود ہے۔

ساری دُنیا میں
اِسلام کے پھیلنے کے دِن
قریب آگئے ہیں

پھر وہاں بعض ایسے اساتذہ ہیں جن کے ہاتھوں سے کئی نسلیں تعلیم حاصل کرتی ہوئی نکلی ہیں۔ احمدی اساتذہ کی نیکی اور بچّوں سے شفقت اور پیار اور سچّی ہمدردی کا بڑا گہرا اثر پایا جاتا ہے وہاں کی سوسائٹی میں چاروں طرف اُن کے شاگرد پھیلے پڑے ہیں اور بڑے بڑے عُہدوں پر فائز ہیں ۔ وہ اپنے اساتذہ کا بہت اِحترام کرتے ہیں۔ پس فجی کی جماعت میں اللہ کے فضل کے ساتھ کام کرنے کی بڑی صلاحیت موجود ہے اور وہ فیصلہ بھی کر چکے ہیں کہ وہ کام کریں گے۔ مَیں نے اُن کو دُعاؤں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور بتایا ہے کہ آپ کی محنت کو پھَل نہیں لگے گا جب تک آپ دعائیں نہیں کریں گے۔ مَیں نے اُن سے یہ وعدہ کیا ہے کہ مَیں بھی انشاء اللہ تعالیٰ دعاؤں میں یاد رکھوں گا چنانچہ مجھے جہاں تک توفیق ملتی ہے مَیں اُن کو باقاعدہ دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں۔ لیکن آپ کو بھی مَیں یہ کہتا ہوں کہ آپ بھی اُن کے لئے بکثرت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی توقعات سے بڑھ کر پھَل عطا فرمائے اُن کی عقلیں حیران رہ جائیں کہ اِس طرح

خدا تعالیٰ فضلوں کی بارش برسایا کرتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فجی کوئی بڑی جگہ نہیں ہے چند دِنوں کا قصّہ ہے۔ بس ایک قدم اور ایک چھلانگ اور ایک جھپٹا مارنے کی دیر ہے سارا فجی اللہ تعالیٰ کے فضل سے محمد رسول اللہؐ کے قدموں میں پڑا ہوگا اِس لئے مَیں بڑا پُر اُمید ہو کر لَوٹا ہوں اور اپنے رَبّ سے بہت ہی توقعات وابستہ کر کے آیا ہوں لیکن مَیں جانتا ہوں۔ مَیں کیا اور میری توقعات کیا۔ میرے خدا کے فضل لا اِنتہاء ہیں اور اُس کی عطا کرنے کی قوتیں لامحدود ہیں۔ جب وہ فضل کرنے پر آئے گا، جب وہ رحم فرمائے گا تو میری توقعات اُس کے مقابل پر اِس طرح لگیں گی جیسے کیڑی کا گھروندا ہو اور کوہِ ہمالہ کے دامن میں پڑا ہُوا ہو۔ کوئی بھی اُس کی حیثیت نظر نہیں آئے گی۔ پس آپ بھی دُعائیں کریں اور مَیں بھی دعائیں کروں گا ساری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اِنتظار کرے کیونکہ مَیں دیکھ چکا ہوں، مجھے نظر آرہا ہے کہ خدا کے فضل بارش کی طرح نازل ہونے والے ہیں اور ساری دُنیا میں اِنشاء اللہ تعالیٰ اسلام کے پھیلنے کے دن قریب آگئے ہیں“۔

> مَیں بڑا پُر اُمید ہو کر
> لَوٹا ہوں۔
> اپنے رَبّ سے
> بہت سی توقعات وابستہ کر کے
> آیا ہوں۔

مشرقِ بعید کے چار ملکوں کا نہایت کامیاب دورہ

اور

مجالس خدام الاحمدیہ کے نئے دور کا بابرکت آغاز

(مکرم یوسف سلیم صاحب ملک۔ انچارج صیغہ زود نویسی۔ ربوہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال مشرقِ بعید کے چار ملکوں کا جو دورہ کیا ہے وہ خدا کے فضل سے اس لحاظ سے بھی بڑا بابرکت اور کامیاب رہا کہ اس دورہ میں خدام الاحمدیہ کی تربیت و اصلاح کی طرف حضور ایدہ اللہ خصوصی توجہ فرماتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کی کوششوں کے بڑے خوشکن نتائج سامنے آئے۔ حضور کے خطبات جمعہ، خطبہ عید الاضحیٰ، کئی کئی گھنٹے کی مجالس شوریٰ، انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں، مجالسِ علم و عرفان اور اہم تقاریر نے مسیحائی کا کام کیا اور نوجوانوں کے اندر نئی رُوح پھونک دی۔ ان میں بیداری کی لہر دوڑ گئی۔ خدمتِ اسلام کی سچی تڑپ، کام کرنے کا بہترین سلیقہ اور آگے بڑھنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔ مختصراً یہ کہ حضور ایدہ اللہ نے خدام کے دل میں اللہ تعالیٰ سے پیار، رسول اکرمؐ کی اطاعت، اسلام سے حقیقی لگاؤ اور احمدیت سے سچّی وابستگی پیدا کر دی کہ وہ ایک نئے جوش اور ولولے کے ساتھ ایک نئے عزم اور یقین کے ساتھ خدا تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنے اور بنی نوع انسان کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ہر قربانی کے لیے تیار ہو گئے۔ یہ ایک ایسا رُوحانی انقلاب تھا جو خلافت احمدیہ کی برکت اور احمدیت کی صداقت کا اُن ملکوں کے احمدیوں کے لیے بھی ایک زبردست نشان تھا۔

فجی کے خدام کا پختہ عزم

ان ملکوں میں جن کا حضور نے دورہ فرمایا
فجی وہ واحد ملک ہے جہاں خدا کے فضل سے جماعت
احمدیہ کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ یہاں ایک مرکزی
مجلس خدام الاحمدیہ بھی قائم ہے جس کے نیشنل قائد
مقرر ہیں۔ مختلف جگہوں پر خدام الاحمدیہ کی پانچ
شاخیں بھی قائم ہیں میری مراد ناندی، سووا، لباسا
مارو اور لٹوکا کی مجالسِ خدام الاحمدیہ سے ہے جہاں
خدام ماشاء اللہ تعداد میں بھی خاصے تھے اور مخلص
بھی تھے لیکن ان میں وہ یک رنگی نہیں تھی۔ دین سے
اس قدر وابستگی نہیں تھی اور سلسلہ کے کاموں میں حصہ
لینے کا وہ جذبہ نہیں تھا جو حضور ان میں دیکھنا چاہتے
تھے۔ فجی میں قیام کے پانچویں روز جو مجلسِ شوریٰ منعقد
ہوئی وہ اس لحاظ سے بھی بڑی اہم مجلس تھی کہ اس میں
حضور نے ازراہِ شفقت نصف سے زیادہ نمائندے
مجلس خدام الاحمدیہ کے اراکین میں سے مقرر فرما کر خدام
الاحمدیہ کو جماعت کے کاموں میں عملاً حصہ لینے کا موقع
عطا فرمایا۔ شوریٰ میں حضور کا افتتاحی خطاب سُنکر
خدام نمائندوں نے بڑے اعتماد کے ساتھ مفید مشورے
دیکر ایک فعال کردار ادا کیا۔ چنانچہ دورانِ مشاورت
فجی کے مشرق اور مغرب میں واقع بعض بڑے بڑے
جزیروں کو اسلام کے نور سے منور کرنے اور وہاں
اسلامی پرچم لہرانے کی جب ایک اہم تحریک کی گئی تو
حضور کی آواز پر لبیک کہنے والے محمد علیم خان،
محمد عقیب خان اور مبارک احمد خان خدام ہی تھے جنہوں نے نام پیش کر
کے اول المجاہدین کا درجہ پایا۔ فجی کے امیر جماعت
جب حضور کو الوداع کہتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے
کہ اے ہمارے پیارے آقا! آپ نے سچ مچ ہماری
آنکھیں کھول دی ہیں۔ ہم تو اندھیرے میں پڑے تھے
ہمیں تو خلافت کی برکت اور احمدیت کی حقیقت کا پورا
علم نہیں تھا تو وہاں کے سبھی خدام کے دل کی بھی دراصل یہی
آواز بن چکی تھی وہ بھی صدقِ دل سے یہ کہہ رہے تھے
کہ اے ہمارے آقا! اب ہمیں پتہ لگا ہے کہ
احمدیت کیا ہے اور اپنے اس پختہ عزم کا حضور کی
خدمت میں اظہار کر رہے تھے کہ وہ حضور کی
رہنمائی میں اسلام کا جھنڈا ساری دنیا میں سربلند
کریں گے اور اس کے لیے خواہ کتنی بڑی قربانی
کرنی پڑے وہ اس سے کبھی دریغ نہیں کرینگے۔

چنانچہ مجلس خدام الاحمدیہ فجی کے دو نمائندے علیم خان
اور فرہاد خان آسٹریلیا کی مسجد کے سنگ بنیاد کی
تقریب میں شامل ہوئے۔ علیم خان تو جلدی واپس چلے
گئے لیکن فرہاد خان حضور کے آسٹریلیا سے روانگی تک
وہیں رہے اور مقامی خدام کا ہاتھ بٹاتے رہے۔

مٹھی بھر خدام کی مثالی خدمات

فجی سے حضور
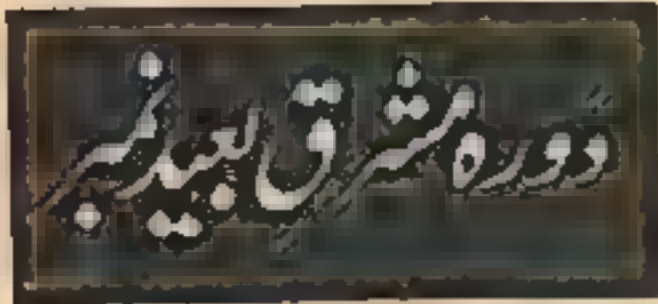
جب آسٹریلیا تشریف لے گئے، سڈنی کے ایئرپورٹ پر ہم یہ دیکھکر تو بہت خوش ہوئے کہ چھوٹے بڑے مرد اور عورتیں سب اپنے آقا کے استقبال کے لیے چشم براہ ہیں، لیکن یہ سُنکر بہت حیران ہوئے کہ جماعت احمدیہ آسٹریلیا تعداد میں بس یہی کچھ ہے جو اُس وقت انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی۔ فجی کی آبادی کے لحاظ سے وہاں کی جماعت کو وہی نسبت ہے جو آٹے میں نمک کی ہوتی ہے لیکن آسٹریلیا جو دنیا کا چھٹا براعظم اور سب سے بڑا جزیرہ ہے اس میں جماعت کی تعداد بہت ہی تھوڑی ہے البتہ جتنی بھی ہے اس میں نوجوان زیادہ ہیں۔ یوں باقاعدہ خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں تو وہ منسلک نہیں تھے لیکن ایک بڑا حصہ خدام کے فرائض اور ذمہ داریوں سے بخوبی آگاہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے ورودِ مسعود پر جہاں وہ انتہائی خوش تھے وہاں عملاً اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے مستعد اور بے قرار بھی تھے اور سچ تو یہ ہے کہ ان مٹھی بھر خدام نے خدمت و تواضع کا خوب حق ادا کیا۔ اکثر ان میں سے بے روزگار تھے انہوں نے اس کو غنیمت سمجھا کہ اس طرح اُن کو حضور سے ملاقات اور آپ کی پُر معارف مجالس سے مستفید ہونے کے زیادہ مواقع ملیں گے اور جو برسرِ روزگار تھے وہ اپنے اپنے محکموں سے چھٹیاں لے کر شمعِ خلافت کے اردگرد پروانہ وار جمع رہے۔

سڈنی ایک بہت بڑا اور وسیع شہر ہے میلوں میل میں پھیلے ہوئے اس شہر اور اس کے مضافات میں ہونے والی ایک کے بعد دوسری تقریب کا صرف انتظام کرنا ہی اچھا خاصا مشکل کام تھا، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا اور حضور کے وجود کی برکت تھی کہ چند خدام نے وہ وہ کام کر دکھائے جو پاکستان کی کسی مجلس کے سینکڑوں خدام بھی شاید نہ کر سکتے۔ اس وقت جب میں ماہنامہ خالد کے لیے یہ چند سطور لکھ رہا ہوں۔ مجھے ایک انتہائی مخلص اور فدائی خادم عثمان خان صاحب بار بار یاد آتے ہیں جو وہاں کی جماعت کے سیکرٹری مال بھی ہیں۔ تقریبات کے جملہ انتظامات اور مہمان نوازی کی ڈیوٹی ان کے سپرد تھی۔ انہوں نے ہر موقع پر کہیں اکیلے اور کہیں ایک دو اَور خدام کے تعاون سے بڑے حسن و خوبی سے انتظامات کیے۔ چنانچہ BLUE MOUNTAINS اور TENO LAN CEVES جیسی دور دراز پہاڑی سیرگاہوں کو دیکھنے کے موقع پر دوپہر کے کھانے کی تیاری میں اُن کے ساتھ مظفر احمدی اور بشیر احمدی (احمدی برادرز) نے بڑا تعاون کیا جو حال ہی میں مشرقی افریقہ سے ترک وطن کر کے آسٹریلیا میں آباد ہوئے ہیں اور جماعت کے کاموں میں حصہ لینے میں پیش پیش ہیں۔ المسجد بیت الہدیٰ کی تقریب سنگِ بنیاد ایک تاریخی تقریب تھی۔ یہاں بھی چند خدام نے بڑی جانفشانی اور اَن تھک محنت سے بڑے خاطر خواہ رنگ میں اور دیدہ زیب طریق پر انتظامات کیے۔ اس تقریب کے بعد اکثر احباب حضور ایدہ اللہ کے ہمراہ WISE MAN FERRY

(حاشیہ میں ہاتھ سے لکھا ہوا: کے عشائیہ میں شامل ہونے کے لیے چلے گئے پیچھے عثمان صاحب شہر سے دُور اکیلے رات گئے تک)

سامان کو سمیٹنے اور اس کی واپسی میں مصروف رہے اور ہوتا بھی کون۔ صرف چند خدام تھے جو کئی دوسری ڈیوٹیوں پر مامور تھے۔ اسی طرح انہوں نے اور مکرم

کریم احمد سنوری صاحب نے ہنسلے بولنگ کلب کی دعوت عصرانہ اور سڈنی سے کئی سو کلو میٹر دور کینبرا (CANBERRA) یونیورسٹی میں لیکچر کے موقع پر ٹیلی کام ٹاور پر پکنک کا انتظام کرنے اور بعد میں لیکچر ہال کے سامنے ریفرشمنٹ پیش کرنے اور بک سٹال لگانے میں خدمت کا انمول نمونہ پیش کیا۔ محمد علیم خالد، رانا اجمل خان۔ رانا اکرم خان، رانا امجد خان اور ان کے ایک اور بھائی بھی تھے جن کا نام میں اس وقت بھول گیا ہوں۔ (یہ چاروں بھائی رانا برادرز کہلاتے ہیں) خدمت کے کاموں میں پیش پیش رہے۔

نئی ذمہ داریاں ۔ نئے عزم

محمد علیم خالد صاحب کو حضور نے مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کے پہلے قائد کا اعزاز بخشا اور اُن کو بعض ضروری شعبہ جات پر مشتمل مجلس عاملہ بنانے کی ہدایت فرمائی۔ جبکہ کریم احمد سنوری صاحب کو حضور نے جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے جنرل سیکرٹری کی اہم خدمت سپرد فرمائی۔ ایک اور خادم باسط طارق صاحب کی یہ خدمت بھی کچھ کم نہ تھی کہ انہوں نے اپنے ہاں مولوی محمد حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ٹھہرایا۔ وہ خود بھی اور اُن کی بیگم صاحبہ بھی حضرت مولوی صاحب کے قیام و طعام اور آرام و آسائش کا بڑا خیال رکھتے رہے۔ ایک اور مخلص نوجوان مکرم بشیر احمد صاحب سڈنی کے مضافات میں ایک قصبے (CAMDEN) میں رہتے ہیں۔ وہ نہ صرف یہ کہ ہر محفل کی رونق بنے رہے اور ان کے بعض علمی سوال اور مشوروں کو حضور پسند بھی فرماتے رہے بلکہ اس وجہ سے بھی قابل ذکر ہیں کہ انہوں نے اپنے مکان پر حضور کی دعوت کی اور پھر ۲۰، ۲۵ ممتاز آسٹریلین شہریوں کو چائے پر بُلایا جن کے ساتھ تین ساڑھے تین گھنٹے تک حضور نے بڑی دلچسپ اور مؤثر گفتگو فرمائی اس سے قبل اسی قسم کی ایک نہایت کامیاب تقریب WISEMAN FERRY میں منعقد ہو چکی تھی ہمارے ایک نہایت مخلص دوست محترم رانا عبدالغفار خان صاحب نے حضور کے اعزاز میں عشائیہ دیا اس میں سو سے زیادہ آسٹریلین شامل ہوئے۔ دو گھنٹے تک بڑی دلچسپ اور پرمعارف گفتگو ہوئی جس سے مدعوین بہت متاثر ہوئے اُن کے تاثرات رانا صاحب کی صاحبزادی نائلہ خان صاحبہ سلمہا نے اکٹھے کئے اور اُس مجلس علم و عرفان میں بیان کئے جو آسٹریلیا میں حضور کی آخری مجلس تھی۔ انہوں نے آسٹریلین دلوں کی آواز حضور تک پہنچانے پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس موقع پر جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے چھوٹے بڑے سب افراد کے دلوں کی کیفیت کو اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہوئے کہا، پیارے حضور! آپ کی یہاں تشریف آوری پر ہم رب العزت کا شکر ادا کرتے ہیں۔ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کی پیاری پیاری اور پرحکمت باتیں سنکر ہمارے احساسات اور خیالات کو ایک نیا رُخ عطا ہوا۔ پہلے ہمیں نہ اسلام کی تبلیغ کا طریقہ آتا تھا نہ

ہم اس کا حوصلہ پاتے تھے لیکن اب آپ کے روح پرور ارشادات، پُر معارف کلمات اور پُر مغز گفتگو نے ہمارے ایمان کو تازگی اور ہمارے خیالات کو نئی جلا بخشی ہے۔ آپ نے ہمارے سامنے کامیابی کی نئی راہیں کھول دی ہیں اب ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان راہوں پر گامزن ہو کر آگے سے آگے بڑھتے رہیں گے اور جب دوبارہ حضور آسٹریلیا کی سرزمین پر قدم رکھیں گے تو دیکھیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں ایک بہت بڑی اور مضبوط جماعت قائم ہو چکی ہو گی۔

سری لنکا کے خدام اور نئی ذمہ داریاں

آسٹریلیا کا بارہ روزہ دورہ مکمل کرنے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو تشریف لے گئے۔ یہاں کی جماعت کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ جنوبی ہندوستان کی بعض جماعتوں کے احباب بھی یہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ جن میں بعض خدام بھی تھے۔ مقامی خدام کی تعداد بھی گو اچھی خاصی ہے لیکن وہ بشاشت اور بلند ہمتی جو خدام کے چہروں پر ٹپکنی چاہیئے وہ شروع میں ہمیں نظر نہ آئی۔ یہاں پہلے دن بڑی لمبی انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں ہوئیں ان ملاقاتوں کے دوران ... نے فجی اور آسٹریلیا کے دورے کے بعض ایمان افروز واقعات بیان فرمائے نیز سری لنکا کے ایک مخلص نوجوان رشید احمد صاحب کا ذکر کیا۔ جنہوں نے تین سال قبل جام شہادت نوش کر کے سری لنکا میں قربانی کی ایک زبردست مثال قائم کر دی تھی۔ شہید مرحوم کے بھائی اور دیگر اقرباء سے ملاقات کے وقت حضور نے اُن سے معانقہ فرمایا اور بہت پیار کیا۔ مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد حضور جب احباب میں رونق افروز ہوئے تو سب سے پہلے حضور نے اپنے دورے کے مقاصد بیان فرمائے اور پھر جب احباب کو سوال کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تو سب سے پہلا سوال ایک نوجوان کی طرف سے کیا گیا اور وہ سوال یہ تھا کہ فجی اور آسٹریلیا کی طرح یہاں مجالس سوال و جواب اور پبلک تقاریر کا پروگرام کیوں نہیں رکھا گیا۔ حضور نے فرمایا یہ سوال تو آپ کو مقامی جماعت سے کرنا چاہیئے تھا کہ انہوں نے یہاں عام تقریروں وغیرہ کا پروگرام کیوں نہیں بنایا مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ جماعت احمدیہ سری لنکا دنیا سے ڈر کر ایک خول تیار کر کے اس میں سمٹ سمٹا کر بیٹھ گئی ہے جماعت کو اس خول سے باہر نکالیں۔ تب عام روابط کی نوبت بھی آجائے گی۔

اس سے اگلے روز مجلس شوریٰ منعقد ہوئی اس میں بھی حضور کی اجازت سے سری لنکا کے خدام میں سے بھی کئی نمائندے شامل ہوئے، دورانِ مشاورت حضور نے اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ اسلام کو دُنیا میں غالب کرنے کے لیے کیا خدام اور کیا انصار، کیا مرد اور کیا عورتیں کیا چھوٹے اور کیا بڑے۔ سب خدا کے ہو جائیں دنیا سے نہ ڈریں خدا سے ڈریں اور صرف اسی کو اپنا والی اور متکفل بنا لیں پھر دیکھیں کہ اسلام کا روحانی انقلاب کتنا جلدی اور کس شان کے ساتھ برپا ہوتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ اس جماعت کو دیکھنے اور ان سے ملنے کے لیے

بھی تشریف لے گئے جس سے رشید شہید صاحب کا تعلق تھا میری مراد نگمبو کی جماعت سے ہے جہاں حضور نے احباب جماعت سے خطاب فرمایا اور شہید مرحوم کا ذکر کرکے جماعت کو اپنے اندر ویسی ہی قربانی کی روح پیدا کرنے کی تلقین فرمائی (یہ ولولہ انگیز خطاب خالد کے اسی شمارہ میں شائع ہو رہا ہے) کولمبو کے خدام بھی اس خطاب کو سن چکے تھے جس سے ان کی حالت ہی بدل چکی تھی، چنانچہ مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد جب مجلس علم و عرفان شروع ہوئی تو ایک نوجوان نے عرض کیا۔ حضور! اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ احمدیت کی کیا شان ہے ہم پر ڈرپوک ہونے کا جو داغ ہے ہم اس کو دور کرنا چاہتے ہیں حضور ہماری راہنمائی فرمائیں کہ اس کے لیے ہم کیا ذریعہ اختیار کریں۔ یہ سوال اپنی ذات میں اس بات کا ثبوت تھا کہ نوجوان بیدار ہو کر خدمتِ اسلام کے جذبہ سے سرشار ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ان کے اندر یہ خوشکن تبدیلی دیکھ کر حضور نے سری لنکا کی جماعت کی قیادت کے لیے بھی ایک نوجوان کو منتخب فرمایا۔ قبل ازیں ایک بزرگ نیشنل پریذیڈنٹ کے منصب پر فائز تھے جو بہت ضعیف ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی نوجوانوں کو اُن کمیٹیوں میں بھی نامزد فرمایا جو سری لنکا میں مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر کے سلسلہ میں بنائی گئیں

سنگاپور میں قائدین سے خطاب

سری لنکا سے آپ کو ایک بار پھر سنگاپور لیے چلتا ہوں جہاں سے اس مبارک سفر کا آغاز ہوا تھا۔ سری لنکا کی طرح سنگاپور بھی ایک جزیرہ ہے بلکہ

> یہ ایک عجیب اتفاق تھا کہ مشرق بعید کے یہ چاروں ملک جن کا حضور نے دورہ فرمایا چھوٹے بڑے جزائر کی حیثیت میں دنیا کے نقشے پر اہم درجہ رکھتے ہیں اس طرح جزائر کے بسنے والوں پر بھی حضور نے بتمام و کمال حجت پوری کر دی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

سنگاپور میں حضور کی مصروفیات کی کسی قدر تفصیلی روداد بھی الفضل میں شائع ہو چکی ہے اس میں خاکسار نے یہ مختصراً ذکر کر دیا تھا کہ سنگاپور میں قیام کے دوران حضور ایدہ اللہ نے ہوٹل پیراماونٹ میں انڈونیشیا، ملیشیا، ساباہ اور سنگاپور کے عہدیداران جماعت سے خطاب فرمایا تھا جس میں ان ملکوں کے قائدین خدام الاحمدیہ بھی شامل تھے، لیکن حضور نے اسی پر اکتفا نہ فرمایا، بلکہ قائدین کا ایک خصوصی اجلاس طلب فرمایا جو ۱۲ر ستمبر ۱۹۸۳ء کو ہوٹل پیراماؤنٹ میں حضور کے کمرۂ ملاقات میں منعقد ہوا اور ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہا اس اجلاس میں محترم مبارک محمود احمد صاحب قائد انڈونیشیا۔ محترم عبد المطلب عدنان صاحب قائد سنگاپور، محترم علوی دنتمورا صاحب قائد کوالالمپور (ملیشیا) محترم امین احمد ابن یوسف بیسی بیٹی قائد ساباہ (SABAH) کے علاوہ مرکزی مبلغین نے بھی شرکت کی۔ ساباہ (SABAH) اگرچہ ملیشیا کا حصہ

ہے لیکن اسے بعض لحاظ سے خود مختاری حاصل ہے اس لیے ایک الگ ملک کا درجہ بھی دیا جاتا ہے۔ برما سے بھی وفد متوقع تھا لیکن وہ شامل نہ ہو سکا۔ اس اہم اجلاس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس خدام الاحمدیہ کی تنظیم اس کے بنیادی ڈھانچے اور اس کے اہم مقاصد کے بارہ میں بڑے دلنشین پیرایہ میں اور پرحکمت طریق پر قائدین کی جو بریفنگ کی اس کی روئیداد کسی قدر تفصیل کے ساتھ ذیل میں پیش کرنے کی سعادت چاہتا ہوں۔

مجلس خدام الاحمدیہ اور اسکے مقاصد

سب سے پہلے حضور نے خدام الاحمدیہ کے لائحہ عمل کو سمجھنے پر زور دیا۔ آپ نے قائدین کو یہ ہدایت فرمائی کہ قواعد وضوابط کو چھپوا کر ہر خادم تک پہنچانے کا انتظام کیا جائے تاکہ ہر خادم کو یہ معلوم ہو سکے کہ جس تنظیم سے وہ منسلک ہے اس میں اس کی اپنی حیثیت کیا ہے اور اس سے کام لینے والوں کو کیا مقام حاصل ہے حضور نے مبلغین کو بھی یہ ہدایت فرمائی کہ وہ خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے بنیادی ڈھانچے سے خدام کو آگاہ کرتے رہا کریں۔ فرمایا جہاں تک عہدیدار کا تعلق ہے اُسے صرف یہی معلوم نہیں ہونا چاہیئے کہ اس تنظیم کا بنیادی ڈھانچہ کیا ہے بلکہ اُسے یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ مرکزی صدر کا انتخاب کس طرح ہوتا ہے۔ نائب صدر۔ معتمد اور پھر درجہ بدرجہ دوسرے عہدیدار کس طرح نامزد ہوتے ہیں۔ خدام کے فرائض کیا ہیں۔ اُن کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ ان کا دائرہ کار کیا ہے جماعت کی مرکزی انجمنوں کے ساتھ ان کے باہمی تعلق اور مقامی امیر یا صدر کے ساتھ اُن کے باہمی ربط وضبط کی کیا نوعیت ہونی چاہیئے۔ تقسیم کار بعض ملکوں میں اگر مختلف ہے تو کیوں ہے جب تک اس کے متعلق ان کو پورا علم نہ ہو اُس وقت تک اس بات کا امکان موجود رہے گا کہ ان کا آپس میں اختلاف اور غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے اس لیے مرکزی نمائندگان یعنی مبلغین کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ خدام الاحمدیہ کی اس رنگ میں بھی BRIEFING کرتے رہا کریں۔ اس وقت خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے بعض خاص خاص پہلوؤں کی بات ہو رہی ہے۔ بعد میں مبلغین آپ کو تفصیل سے بتائیں گے۔ ہاں مَیں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ خدام کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کی طرح مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی جو ذیلی تنظیمیں قائم ہیں ان کی غرض وغایت کیا ہے تاکہ باہمی صلاح مشورے سے وہ جماعت کی مجموعی کارکردگی کو بہتر بنا سکیں۔

خدام الاحمدیہ کا دائرہ کار

دوسری بات یہ ہے کہ آپ کا دائرہ کار اور میدان عمل کیا ہے۔ یہ بھی آپ کو معلوم ہونا چاہیئے اور اس لحاظ سے آپ نے اپنی ذمہ داری سے کس طرح عہدہ برآ ہونا ہے یہ نہایت ہی اہم بات ہے یعنی مجلس کے قیام اور اس کی تنظیم کا مقصد کیا ہے اس موقع پر حضور نے محمود مبارک احمد صاحب قائد انڈونیشیا سے فرمایا کہ وہ

یہ سمجھیں کہ انہوں نے اپنے حلقے کے عہدیداروں کو اُن کے فرائض کے متعلق بتانا ہے ۔ مثلاً سیکرٹری تربیت ، سیکرٹری تعلیم، تجنید، عمومی، تحریک جدید۔ وقار عمل خدمتِ خلق، صحت جسمانی ۔ اشاعت (یہ الگ بات ہے کہ کسی ملک میں سارے عہدیدار تو نہیں بنائے جا سکتے) تو وہ کس طرح ان کو بتائیں گے کہ خدام کا لائحہ عمل کیا ہے ۔ چنانچہ حضور کے ارشاد پر انہوں نے انڈونیشین میں شعبہ جات اور ان کی تقسیم کار کے متعلق تقریر کی اور بتایا کہ ہماری تنظیم کے یہ مقاصد ہیں اور ان کو اس طرح سے بروئے کار لایا جائے گا۔ شعبہ جات کس طرح کام کریں گے ۔

جب وہ تقریر کر چکے تو حضور نے میاں عبدالحی صاحب سے دریافت فرمایا کہ کیا ان کی تقریر سے وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے جو میں خدام کو بتانا چاہتا ہوں اگر کوئی کمی رہ گئی ہے تو وہ ان کو سمجھائیں ۔ میاں صاحب انہیں انڈونیشین میں سمجھانے لگے تو حضور نے پوچھا ، " کرجا بھگتی کیا چیز ہے " ؟ میاں صاحب نے عرض کیا حضور ! انڈونیشین میں وقار عمل کو کرجا بھگتی کہتے ہیں ۔

وقارِ عمل سے قومی کردار اُبھرتا ہے
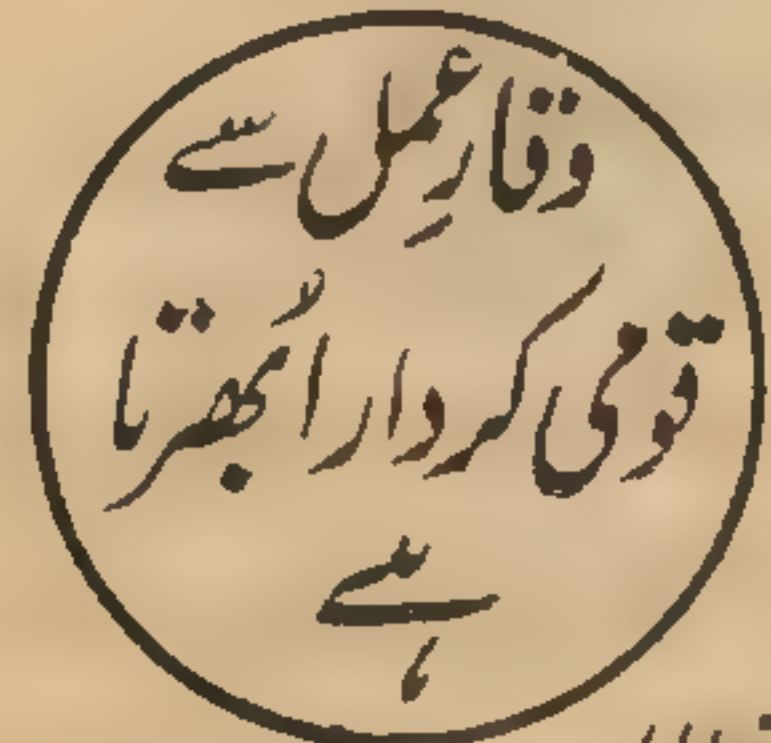
اس پر فرمایا ! بنی نوع انسان کی خدمت کے لیے آپ کی یہ سرگرمیاں خود بخود اسلام کے حق میں بہترین نمونہ بن جائیں گی اس سلسلہ میں آپ کے اشاعت کے سیکرٹری کو بڑا فعال ہونا چاہیئے وہ ہر وقت پریس کے ساتھ صحیح رابطہ و تعلق رکھے ۔ فرض کریں صحتِ عامہ کا مسئلہ ہے ۔ سڑکوں کی مرمت ہے ۔ یا کسی جگہ گندگی ہے ۔ جہاں سے اُسے ہٹانے کے لیے حکومت چاہتی ہے کہ لوگ مدد کریں ۔ کیونکہ یہ کام پبلک کے مفاد میں کئے جاتے ہیں ۔ یہ سب وقار عمل میں آتے ہیں ۔

وقار عمل کی اصطلاح استعمال کی جائے ۔ کرجا بھگتی (انڈونیشین) یا کرجا اماں (ملیشین) کی اصطلاح استعمال نہ کی جائے ——— وقار عمل کا مطلب ہے DIGNITY OF LABOUR اس لیے کہ ہر شخص خواہ وہ کتنے ہی بڑے عہدے کا مالک ہو جب وہ وقار عمل میں حصہ لیتا ہے تو یہ عمل اپنی ذات میں عزت اور وقار کا ذریعہ بن جاتا ہے ۔ ایسی صورت میں اگر سیکرٹری اشاعت ، پریس کے نمائندوں کو بھی بلا لے اور اُن کے فوٹو لے لیے جائیں اور مختصر انٹرویو لیے جائیں اور دوسروں کو بھی ساتھ شامل کیا جائے انہیں کہیں دیکھو یہ کتنا اچھا IDEA ہے ۔ آپ بھی کیوں ہمارے ساتھ شامل نہیں ہوتے ۔ کیونکہ اسلام کہتا ہے جو اچھا کام ہے اس میں سب کو شامل ہونا چاہیئے ۔ چنانچہ اگر آپ باقاعدگی سے وقار عمل کریں گے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ دوسرے نوجوان بھی اس کی تعریف نہ کریں اور عملاً آپ کے ساتھ شامل نہ ہوں ۔ حضور نے اپنا ایک واقعہ بتایا کہ ایک دفعہ ربوہ اور سرگودھا کے درمیان سڑک پر ایک مرا ہوا کتا پڑا تھا اس کی بدبو دُور دُور تک پھیلی

ہوئی تھی۔ لوگ پاس سے ناک پر رومال رکھکر گذر جاتے لیکن کوئی بھی اس کو وہاں سے ہٹا کر گڑھا کھود کر دبانے کی کوشش نہیں کرتا تھا مجھے پتہ لگا۔ مَیں نے ایک گڑھا کھودا اور اس میں اسے ڈال کر اوپر مٹی ڈالنے لگ گیا تو اس وقت وہاں سے بعض غیر از جماعت لوگ گزر رہے تھے انہوں نے کہا ہم بھی آپ کے ساتھ شریک ہونے ہیں وہ جانتے تھے کہ مَیں احمدی ہوں اس کے باوجود انہوں نے مل کر کام کرنا پسند کیا کیونکہ یہ کام اپنی ذات میں بہت اچھا کام تھا اس طرح آپ اپنے ہاں بھی وقارِ عمل کے ذریعہ بہت سے لوگوں کی مدد کر سکتے ہیں۔ اس سے ایک قومی کردار اُبھرتا ہے اور اپنے آپ کو لوگوں سے روشناس کرانے کا موقع ملتا ہے۔ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ بے لوث خدمت کرنے والے لوگ ہیں۔ ان کا اَور کوئی مقصد نہیں ہے یہ صرف انسانیت کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔

اسی طرح خدمتِ خلق بھی بہت ضروری ہے اس کے لیے "منگ خدمتِ مخلوق" کی اصطلاح ترک کر دیں۔ خدمتِ خلق کہا کریں۔ مرکز نے جو اصطلاحیں قائم کی ہیں ان کو بہرحال قائم رکھا جائے۔ جماعت احمدیہ کی عالمی حیثیت کے پیشِ نظر مقامی زبان کے الفاظ کو مرکزی اصطلاحوں کے تابع رکھا جائے۔

اجتماعی خدمتِ خلق

فرمایا! خدمتِ خلق کا شعبہ بھی ایک اہم شعبہ ہے بیماروں، مصیبت زدوں، سیلاب اور وبائی امراض سے متاثرہ لوگوں کی خدمت کر کے ملک کے خادم کہلائیں۔ خدانخواستہ جب کبھی ایسے حالات پیدا ہوں آپ کے ملکوں کی حکومت کو معلوم ہو کہ یہ صرف آپ لوگ ہیں جو مخلوق کی بے لوث خدمت کرنے والے ہیں۔

پھر فرمایا! خدمتِ خلق کا کام دو حصوں میں بٹ جاتا ہے۔ ایک اجتماعی رنگ میں خدمت ہے اور دوسری انفرادی طور پر خدمت ہے جہاں تک اجتماعی خدمت کا تعلق ہے اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کہیں حادثہ ہو گیا ہے زخمیوں کو خون دینے کی ضرورت پیش آگئی ہے اور حکومت چاہتی ہے کہ لوگ اس کارِ خیر میں حصہ لیں تو اس صورت میں خدام الاحمدیہ کو بحیثیت تنظیم آگے بڑھنا چاہیئے اور خون کے عطیے دینے چاہئیں یہ خدمت کا اجتماعی رنگ ہے۔ اسی طرح ہسپتالوں میں مریضوں کی عیادت کے لیے بھی اکٹھے جائیں۔ ملک میں سیلاب آگیا ہے تو حکام سے ملکر اپنی اجتماعی خدمات پیش کریں اور جو بھی خدمت سپرد ہو اُس کو یک جان ہو کر بجا لانے میں فخر محسوس کریں۔ اب دنیا میں بعض ایسی تحریکات کام کر رہی ہیں جو احمدیت کو صفحۂ ہستی سے مٹا تو نہیں سکیں لیکن اب کم از کم دنیا کی نظر سے ضرور ہٹانا چاہتی ہیں تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ متروک لوگ ہیں اور ان میں کوئی دلچسپی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ بنی نوع انسان کی بے لوث خدمت کریں گے تو وہ آپ کو لوگوں کی نظروں سے گرا نہیں سکیں گے بلکہ آپ سوسائٹی کی صف اول میں شمار ہونگے آپ سوسائٹی کا ایک اہم حصہ بن جائیں گے۔ یہ اجتماعی خدمت خلق ہے جو مخالفت کی دھول کے باوجود نکھر کر سامنے آجاتی ہے اور لوگ اس کا نوٹس لیے بغیر نہیں رہ سکتے۔

انفرادی خدمتِ خلق

جہاں تک انفرادی طور پر خدمت خلق کا تعلق ہے ہر خادم اپنے اپنے ماحول میں کوئی نہ کوئی خدمت ضرور بجا لائے۔ خدمتِ خلق کی رُوح اس کے اندر عادتِ ثانیہ بن جائے۔ مثلاً ایک شخص راستہ بھول گیا ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی اس کی مدد کرے تو اس موقعہ پر خادم کو آگے آنا چاہیئے اور راستہ بھولے مسافر کی پوری پوری مدد کرنی چاہیئے انگلینڈ میں لوگ بڑی مدد کرتے ہیں۔ وہ اپنا کام چھوڑ کر بھی مدد کرتے ہیں، لیکن مشرقی ممالک میں عام طور پر اس طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ ایسی صورت میں لبس آنا کہہ دیں گے اِس طرف جاؤ اُس طرف جاؤ اور سمجھیں گے کہ بس خدمت ہو گئی، لیکن ایسے مواقع پر خدام کو خدمت کا پورا حق ادا کرنا چاہیئے۔ اور راستہ گم کرنے والوں کی پوری پوری مدد کرنی چاہیئے۔

خدمت خلق کا پورا حق ادا کریں

میں جب یورپ گیا تو ایک دفعہ آدھی رات کے وقت جب ہم ایمسٹرڈم پہنچے تو یہ معلوم نہیں تھا کہ ہماری مسجد کہاں اور کس طرف ہے۔ کچھ نوجوان لڑکے بائیسکل پر سوار ملے ہم نے کار روکی اور اُن سے راستہ پوچھا۔ ان میں ایک انگریزی بھی جانتا تھا اور ہماری مسجد کا بھی اس کو علم تھا اس نے رات کے اندھیرے میں صرف راستہ بتانے پر اکتفا نہ کیا اور اگر بتاتا بھی تو ہم FOLLOW نہیں کر سکتے تھے اس نے کہا آیئے میں کار کے آگے اپنا بائیسکل چلاتا ہوں۔ آپ میرے پیچھے آئیں اور میں آپ کو مسجد کے دروازے تک چھوڑ کر آؤں گا۔ چنانچہ ایمسٹرڈم سے خاصا فاصلہ طے کر کے وہ ہمیں مسجد تک لے گیا۔ وہ عیسائی لڑکا تھا۔ اگر وہ اس قسم کی خدمت بجا لا سکتا ہے تو اسلام کی نمائندگی کرنیوالے خدام الاحمدیہ کو اس سے کہیں زیادہ خدمت خلق کرنی چاہیئے۔ انفرادی طور پر خدمتِ خلق میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اپنے ہمسایہ کا خیال رکھا جائے۔ بیواؤں اور یتامیٰ کی خبر گیری کی جائے۔ ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری کی جائیں۔ خدام الاحمدیہ کو یہ عادت پیدا کرنی چاہیئے کہ ایسے مواقع پر وہ خود بخود مدد کریں۔ اس بات کا انتظار نہ کریں کہ کوئی ان کو مدد کے لیے بُلانے آئے گا تب وہ مدد کریں گے۔ بلکہ اپنے آپ مدد کے لیے تیار رہنا چاہیئے بلکہ مدد کے بہانے ڈھونڈنے چاہئیں۔ خدمت خلق سے SENSE OF NOBILITY یعنی شرافت کا احساس اجاگر ہوتا ہے اس سے قوم کا کریکٹر بنتا ہے۔ خدمت خلق کے کاموں میں حصہ لینے کی وجہ سے خدام بُرے کاموں میں پڑنے سے بچ جاتے ہیں اور اچھے اور نیک کاموں میں گزرے ہوئے لمحات انسانی زندگی کو پُر لطف بنا دیتے ہیں۔ اچھے کام کرنا نہ صرف شرافت کی علامت ہے بلکہ اس طرح پر خدمت کر کے انسان رُوحانی طور پر تسکین اور دلی حظ بھی اُٹھاتا ہے۔ خدمتِ خلق کی یہ موٹی موٹی باتیں ہیں۔ قائدین کا یہ فرض ہے اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم کا یہ اولین مقصد ہے کہ خدام کو ان میں مشغول اور مصروف رکھیں تاکہ خوش گپیوں میں پڑنے اور بے کار اور دوسرے فضول مشغلوں میں حصہ لینے کا موقع ہی نہ ملے۔ [خد]متِ خلق کے ذریعے

حاصل ہونیوالے اعلیٰ کریکٹر اور بلند کردار میں فخر محسوس کریں اور سوسائٹی کو عملاً بتادیں کہ دیکھو یہ وہ زندگی ہے جو ہر لحاظ سے اطمینان بخش اور پُرامن زندگی ہے ۔ لوگ اس کو بہرحال اچھا کہیں گے اور وہ آپ کے قریب آجائیں گے ۔

آہستہ آہستہ مضبوط قدموں کے ساتھ چلیں !

سیکرٹری تعلیم کا شعبہ بھی بہت اہم ہے اس سے مراد سکول اور کالج کی پڑھائی نہیں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ خدام کو اسلام کے متعلق ۔ احمدیت کے متعلق ۔ اسلامی تاریخ کے متعلق باتیں بتائی جائیں ۔ روزانہ پانچ وقت عبادت کس طرح ادا کی جائے ۔ اگرچہ اس میں زیادہ سے زیادہ بتانے کی بھی ضرورت ہے لیکن سردست کم سے کم حصے چنے جائیں ۔ کیونکہ جب خدام کو یاد کرنے کے لیے بہت زیادہ کام دے دیا جائے تو بعض دفعہ وہ زیادہ بوجھ نہیں اُٹھا سکتے اور راستے ہی میں ہمت ہار جاتے ہیں ۔ آپ خدام کو تھوڑا تھوڑا کام دیں اس موقع پر سابانہ کے قائد نے پوچھا کہ کیا اس سے مراد دوسرے مذاہب کی واقفیت حاصل کرنا بھی ہے ۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ تو جامعہ احمدیہ کا کام ہے جہاں تک خدام کا تعلق ہے آپ ان کو یہ سب چیزیں نہیں پڑھا سکتے کیونکہ آپ کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا ۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ آہستہ چلیں لیکن مضبوط قدم اٹھاتے ہوئے چلیں ۔ بنیادی طور پر خادم کی تعلیم وہی ہے جو ایک احمدی کو حاصل ہونی چاہیئے کہ وہ خود اپنے اندر دین کا معیار پیدا کرکے دوسرے کے سامنے اپنا ما فی الضمیر بہتر طریق پر پیش کر سکے ۔ اب مثلاً اگر آپ کو نماز پڑھنی نہیں آتی یا اس کا ترجمہ نہیں آتا تو آپ حقیقی احمدی نہیں بن سکتے ۔ اگر آپ قرآن کریم سے کچھ آیات یاد کرکے نماز میں پڑھتے ہیں تو سمجھیئے کہ آپ زندہ ہیں ۔ تبلیغ کا بھی تعلیم کے ساتھ تعلق ہے ۔ اگر آپ کو اپنے عقیدہ کے بارہ میں معلومات حاصل نہیں تو آپ دوسرے کے ساتھ بات نہیں کر سکتے ۔ اس لیے خدام کو مسائل یاد کروانے پڑیں گے ۔ مثلاً سیکرٹری تعلیم نے خدام کو آیات یاد کرانی ہیں تو کیوں نہ وہ آیات یاد کروائی جائیں جو مسائل کے سمجھنے میں کام آئیں ۔ مثلاً مسئلہ ختم نبوت ، وفات مسیح ، توحید الٰہی وغیرہ ۔ گویا سیکرٹری تعلیم خدام کو ایسی آیات یاد کرائے جو دوہرا مقصد پورا کرتی ہوں ۔ یہاں یہ تینوں شعبے آپس میں مل جاتے ہیں ۔ تربیت ، تعلیم اور تبلیغ ، لیکن سب سے اہم کردار سیکرٹری تعلیم ادا کرتا ہے کہ وہ خدام کو ایسی آیاتِ قرآنیہ سکھائے جو کہ صرف تبلیغ میں ہی نہیں بلکہ تربیت میں بھی کام آئیں ۔ مثلاً ایسی آیات جو غیبت سے روکتی ہیں تجسس سے منع کرتی ہیں ۔ جو اعلیٰ اخلاق سکھاتی ہیں ۔ خدا سے محبت کرنی اور اطاعتِ رسول کرنی سکھاتی ہیں ۔ پھر جماعت کے عام رویہ کو درست رکھنا بھی تربیت میں شامل ہے ۔ پس تعلیمی اور تربیتی اغراض کے لیے آیات اور احادیث کا انتخاب بڑی احتیاط سے کرنا چاہیئے صرف انہی چیزوں کو لیا جائے جو مختصر ہوں ۔ یاد بھی ہو سکتی ہوں اور اطفال اور خدام پر گہرے اثر ڈالنے والی ہوں اور آگے سکھانے کا کام بھی آسان طریق پر ہی جاری رکھنا چاہیئے ۔ پروگرام زیادہ

بھاری نہ رکھے جائیں یعنی زیادہ ITEMS شامل نہ کیے
جائیں جب پروگرام بن جائے اور اس کے مطابق کوئی خاص
حصہ یاد کرانے کے لیے دیا جائے تو پھر خدام کو اس کے
متعلق یاد دہانی بھی کرائی جاتی رہے اور اس عرصہ میں صرف
اسی پروگرام پر توجہ مرکوز کیجائے۔ جب اس بات کی تسلی ہو
جائے کہ اب خدام نے اس حصہ کو ازبر کر لیا ہے
تو پھر دوسرا حصہ شروع کروا دے اور اس میں یہ نکتہ
یاد رکھنا چاہیئے کہ اتنا سبق دیا جائے جتنا کہ وہ
آسانی سے جذب کر سکیں۔ ورنہ خدام تھک جائیں گے۔
یہ ایسے ہی ہے کہ اگر آپ کسی کو اتنا زیادہ کھلا دیں کہ
وہ ہضم نہ کر سکے تو اس کا اُسے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا
سارا کھانا ٹائیلٹ میں چلا جائیگا۔ اسی طرح خدام کو
روحانی غذا دینے میں بھی حکمت اور سمجھ سے کام لینا
چاہیئے۔

درثمین کی نظمیں پڑھنے پڑھانے پر زور دیں

سیکرٹری تعلیم کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ
خدام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظمیں بھی یاد کروائے
جو اسلام کی پیاری تعلیم پر مشتمل ہیں۔ ان کا بھی بڑا اثر
ہوتا ہے۔ یہ نظمیں نہ صرف کریکٹر کو سنوارنے اور اسلامی
روح کو اجاگر کرنے میں ممد ہیں بلکہ آپ کو ان ذمہ داریوں
کی بھی یاد دلاتی ہیں۔ جو آپ پر عائد ہوتی ہیں اور آپ
کے دل میں خدا کی محبت کا بیج بونے اور رسولِ اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کی جوت جگانے کا بڑا اہم
ذریعہ ہیں۔ پس اس مقصد کے لیے بعض نظموں کا انتخاب
کیا جائے خاص طور پر خدام کے لیے کہ وہ اچھے خدام بنیں۔
قوم کا مفید وجود بنیں۔ ان کا انتخاب کر کے انڈونیشین اور
ملائیشین زبان میں ترجمہ کروا کر اچھے ترنم سے پڑھوانے کو
رواج دیں۔ اس سے آپ کی تربیت بھی ہو جائیگی اور
موسیقی سننے کی خواہش بھی پوری ہو جائیگی۔ پھر آپ کو
مغربی موسیقی سے دل بہلانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

تبلیغِ اسلام کا فریضہ اور بیدار مغزی

اسی طرح سیکرٹری تبلیغ کو بھی بہت EFFICIENT
یعنی مستعد اور بیدار مغز ہونا چاہیئے۔ سیکرٹری تبلیغ وہی
کامیاب ہو سکتا ہے جو ہمیشہ بہت ACTIVE یعنی
سرگرم عمل رہے۔ ہر خادم سے ماہ بماہ تبلیغ کی رپورٹ
لے۔ سال کے بعد پوچھنے کی عادت نہ رکھے۔ سنگاپور کو
لے لیجئے۔ یہاں چینی لوگوں کی کثرت ہے۔ جن کے اندر ہم
اسلام کی تبلیغ کی صورت میں ابھی تک رسائی حاصل نہیں
کر سکے۔ ہم ابھی تک باہر باہر پھر رہے ہیں ہم نے ابھی تک
انکے اندر اسلام کا پیغام داخل نہیں کیا۔ آپ ان میں سے
اچھے سلجھے ہوئے خاندان کا انتخاب کریں۔ ان کے رجحانات
کا مطالعہ کریں۔ ان کے ساتھ راہ و رسم پیدا کریں۔ اس
موقعہ پر عدنان صاحب قائد سنگاپور نے اس راہ میں بعض
مشکلات کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا۔ اس کا مطلب ہے
کہ آپ اپنی کوششوں کو جاری رکھیں لیکن پہلے سے زیادہ
بیدار مغزی سے کام لیں۔ حضور نے تفصیل سے بتایا کہ
خدام کو کس طرح اسلام کی تبلیغ کے کام کو مؤثر طریق پر
جاری رکھنا چاہیئے اور پھر اپنے ماہانہ اجلاس میں اس

مسئلے کو موضوع بحث بنائیں اور ایک دوسرے کے تجارب سے فائدہ اُٹھائیں اور کامیاب راہوں کو اپنائیں اور جو خامیاں رہ گئیں ان کو دور کرنے کی تجاویز سوچیں۔ اس سے آپ کے اجلاس میں جدت پیدا ہوگی۔ اگر آپ لکھے لکھائے مضامین پڑھیں گے تو اجلاس میں اتنی دلچسپی پیدا نہیں ہوگی خدام آہستہ آہستہ اجلاس میں آنا ہی چھوڑ دینگے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ سے کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں پتہ ہے قائد صاحب یا سیکرٹری صاحب نے کیا کہنا ہے۔ لیکن اگر آپ خدام کو ٹھوس کام دیں گے اور پھر ان کا جائزہ لیں گے تو اس سے نہ صرف خدام الاحمدیہ چوکس اور بیدار رہیں گے بلکہ ان کے اجلاسوں میں بھی ایک روح اور نئی کشش پیدا ہوگی۔

خدام الاحمدیہ نے موجودہ زمانہ کے چیلنج کے جواب دینے ہیں

یاد رکھیں نوجوان ہر سوسائٹی اور معاشرہ کا ایک اہم جزو ہوتے ہیں۔ اس لیے عالمی تنظیمیں مثلاً جیوازم، کمیونزم وغیرہ میں نوجوانوں کی طرف خاص توجہ دی جاتی ہے کئی قسم کے پروگرام بنائے جاتے ہیں۔ نوجوانوں میں عیش وعشرت کے نئے نئے طریقے اور بے راہ روی کی ترغیبات کے نئے نئے سامان مہیا کئے جاتے ہیں تاکہ نوجوانوں کی ٹھوس مشاغل سے توجہ ہٹا کر ان کو کلبوں کی زینت بنا دیا جائے اسی طرح اب یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ کمیونزم بھی اپنے بیج نوجوانوں سے بوتا ہے۔ کالج اور سکول کے لڑکوں میں علیحدگی پسندانہ رجحانات پیدا کرتا ہے۔

یہ احمدیت ہے جس نے ان خطرناک CHALLENGES کے سامنے سینہ سپر ہوکر اسلام کی کشتی کو بحفاظت ساحلِ مراد پر پہنچانا ہے اس لیے مَیں آپ کو بار بار توجہ دلاتا ہوں کہ آپ خدام کی طرف توجہ کریں۔ ان کے اندر آپ ایک ایسی اسلامی رُوح پیدا کر دیں اور ایک ایسی لگن اور جذبہ پیدا کر دیں کہ وہ موجودہ زمانہ کے ہر خطرناک چیلنج کا مقابلہ کر سکیں۔ خصوصاً ان مشرقی ممالک میں خدام کو بڑا چوکس اور بیدار رہنا چاہیئے اور پیش آمدہ خطرات کا بڑی بیدار مغزی اور بلند ہمتی کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیئے۔

ہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ انڈونیشیا کی قیادتِ خدام الاحمدیہ کو اس علاقے کے دوسرے ممالک کی سرپرستی کرنی چاہیئے اور انڈونیشین خدام کے وفود سنگاپور، ملیشیا اور ساباہ بھجوائے جائیں جو مقامی خدام کی کارکردگی کا جائزہ لیں اور ان کو پروگرام کی تکمیل میں مدد دیں۔ تنظیمی طور پر آپ سب اپنے اپنے علاقہ میں آزادانہ کام کریں گے مرکز کی راہنمائی آپ کو حاصل رہے گی۔ صرف تعاون کے طور پر انڈونیشیا مدد کرے گا اور مقامی خدام کو منظم کرنے میں راہنمائی کرے گا۔

جسمانی اور رُوحانی ضرورتوں کا عجیب توارد

ایک چیز جو بڑی بنیادی اہمیت کی حامل ہے اور تربیت کا ایک لازمی حصہ ہے وہ قیام نماز ہے۔ آپ کھانا کھانے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ نماز روحانی غذا

ہے۔ اس کے بغیر رُوحانیت زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس لیے
نمازوں کی تعداد بھی اتنی ہی ہے جتنے کھانے کے اوقات

تربیت کا ایک لازمی حصّہ قیامِ نماز ہے

ہیں آپ کہہ سکتے ہیں کہ غریب ملکوں میں تو لوگ دو
وقت کی روٹی کھاتے ہیں، لیکن اسلام تو غریب مذہب
نہیں ہے۔ یہ آپ کو امیر قوم کی طرح تصور کرتا ہے
اور امیر قومیں دن میں کم از کم پانچ وقت کھاتی ہیں —
آپ امیر قوموں کی عادات کا مطالعہ کیجیئے وہ صرف ایک
یا دو وقت کے کھانے پر اکتفا نہیں کرتیں۔ وہ کم از کم
پانچ وقت کھاتی ہیں اور بعض اس سے بھی زیادہ، اس کے
مقابل نوافل رکھ دیئے گئے ہیں۔ امریکہ میں لوگ جونہی
نیند سے بیدار ہوتے ہیں اولاً BED TEA پیتے
ہیں۔ ثانیاً پورا ناشتہ ثالثاً لنچ (دوپہر کا کھانا)
رابعاً شام کی چائے کی پیالی۔ خامساً DINNER
رات کا کھانا اور اگر آپ صبح کی چائے کو چھوڑ دیں
تب SUPPER پانچویں نمبر پر آئے گا اور علی الصبح
کی چائے نفل بن جائے گی۔ رات کے وقت اگر انہیں
بھوک لگ جائے تو اُٹھ کر کچن میں یا فرج میں چیزیں
ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ ایک مومن ایسے میں تہجد میں اللہ
کے فضل ڈھونڈنے میں لگ جاتا ہے۔ اگر آپ نوافل ادا نہیں
کرسکتے تو پانچ وقت کی نمازیں تو ضرور ادا کریں جو دنیا کی
ہر امیر قوم کی عادات میں شامل ہے۔ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے
وہ رُوحانی طور پر مردہ ہو جاتے ہیں کیونکہ جس طرح خوراک
کے بغیر انسان جسمانی طور پر زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح
نماز ترک کرکے انسان روحانی طور پر زندہ نہیں رہ سکتا۔
اس لیے مسلمان کی زندگی میں قیام صلوٰۃ نہایت اہم چیز
ہے اس کی طرف خاص طور پر توجہ کی جائے کیونکہ اس کے
بغیر ہم کوئی بھی کامیابی حاصل نہیں کرسکتے۔ سیکرٹری تعلیم آپ
کو نماز کا مواد مہیا کرے گا یعنی وہ یہ بتائے گا کہ نماز میں
کیا کہتا ہے اور سیکرٹری تربیت دیکھے گا کہ خدام باقاعدگی
سے اس کو یاد کرتے اور نمازیں ادا کرتے ہیں۔

نماز پڑھیں اور باجماعت پڑھیں۔

اسی طرح اچھے خاندانوں اور قوموں کا رواج ہے
کہ کھانا اکیلے دُکیلے نہیں کھاتے بلکہ دستر خوان بچھاتے
ہیں اور اکٹھے کھانا کھاتے ہیں ان کے کھانے کے اوقات
مقرر ہوتے ہیں۔ میز لگ جاتے ہیں تو گھنٹی بجتی ہے
یا آواز دی جاتی ہے تو لوگ کھانے کے لیے میزوں پر
اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ ہر چیز میزوں پر سیٹ SET
ہوتی ہے اور خاندان کے سربراہ یا اگر گروپ ہو تو اپنے
لیڈر کی راہنمائی میں کھانا کھانے لگ جاتے ہیں۔ اگر کوئی
اس وقت کھانے سے رہ جائے تو اگرچہ اس کا کھانا پلیٹ
کرکے رکھ دیا جاتا ہے لیکن اس میں وہ مزہ نہیں رہتا جو تازہ
اور اجتماعی کھانا کھانے میں ہوتا ہے۔ اس میں باجماعت

نماز کی تلقین ملتی ہے۔ اسلام کتنا خوبصورت مذہب ہے۔ کتنے منظم طریق پر عبادت کا حکم دیا گیا ہے۔ دورِ حاضر میں مادہ پرستوں نے تہذیب و تمدن کے نام پر ایک لمبے تجربے کے بعد کھانے کے جو طریقے اور اوقات مقرر کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ۱۴۰۰ سال پہلے ہی مقرر کروا دیئے تھے اس لیے قیام صلوٰۃ کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ نماز باجماعت کا بھی انتظام کیا جائے۔ اگر آپ سردست تعداد میں کم ہونے کی وجہ سے ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے یا باجماعت نماز کے لیے پانچ وقت مسجد میں نہیں جا سکتے۔ فاصلے زیادہ ہیں۔ اس کے باوجود بھی باجماعت نماز پڑھ سکتے ہیں مثلاً دو احمدی کسی فیکٹری میں کام کرتے ہیں وہاں اکٹھے باجماعت نماز پڑھیں اگرچہ وہ مسجد نہیں ہوتی لیکن آپ کی نماز باجماعت نماز متصور ہوگی۔ گھر پر ہیں تو خاندان کا بڑا آدمی افرادِ خانہ کو نماز باجماعت پڑھائے۔ اس سے آہستہ آہستہ آپ کے اندر نماز باجماعت کی اہمیت اجاگر ہوگی اور آپ مسجد میں جاکر باجماعت نمازوں میں بھی شامل ہونے لگ جائیں گے۔ اگر آپ خود نماز باجماعت کا اہتمام نہیں کریں گے تو آپ کی نسلیں آہستہ آہستہ نماز پڑھنا ہی چھوڑ دیں گی۔ اس لیے قائدین خدام الاحمدیہ اس طرف خصوصی توجہ کریں اور خدام کو نماز باجماعت پڑھنے کی عادت ڈالیں کہ ہر کامیابی کی یہی ایک راہ ہے اور ہر خیر و برکت کے حصول کا یہی ایک ذریعہ ہے۔

حضور کے ان زریں ارشادات اور پُرحکمت نصائح کا قائدین نے بہت گہرا اثر لیا۔ وہ ہمارے ساتھ لپٹ لپٹ کر اس خوشی کا اظہار بھی کرتے رہے کہ انہیں آج پہلی دفعہ معلوم ہوا ہے کہ قائدین کی ذمہ داری کتنی بڑی اور اُن کے فرائض کتنے اہم ہیں اور دُعا کے لیے بھی کہتے رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں ان اہم ذمہ داریوں سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؁

جی آیاں نوں

جناب عبدالکریم قدسی
رچنا ٹاؤن، لاہور

جگ دے اندر خوشبوواں ورتاون والے ------ جی آیاں نوں

ساڈی اجڑی اجڑی جھوک وساون والے ------ جی آیاں نوں

گیت امن دے، پیار وفا دے، گا آئے ہو

بوٹے عشق محبّت والے لا آئے ہو

چانن، گھُپ ہنیرے وچ کھنڈاون والے ------ جی آیاں نوں

بانگاں دتیاں نیں تثلیث دے گڑھ وچ جا کے

پرت آئے ہو اللہ دا پیغام سُنا کے

تہذیباں دے زخمی دل پرچاون والے ------ جی آیاں نوں

نفرت کرنے والے نال محبّت کرنی

گالی دیون والے نال وی شفقت کرنی

دشمن نوں وی سینے نال لگاون والے ------ جی آیاں نوں

گل تے اوہ دے جیہڑی گل نوں غیر وی منّنے

گل نوں ایویں سُٹ نہ دیون تِلے بنھن

غیراں کولوں حق دی گل منواون والے ------ جی آیاں نوں

حضرت مولوی محمد حسین صاحب صحابیؓ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے المسجد بیت الہدیٰ (آسٹریلیا) کے سنگ بنیاد کی تقریب میں شرکت کی توفیق عطا فرمائی۔ ادارہ خالد کی درخواست پر محترم مولانا موصوف نے اپنی ناسازیٔ طبع کے باوجود اس سفر کے حالات اور مشاہدات پر مشتمل یہ انٹرویو ریکارڈ کروایا جو ادارہ اپنے معزز قارئین کی خدمت میں بصد انبساط پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

داستان پارینہ

محترم مولوی محمد حسین صاحب سے

ادارہ "خالد" کی ایک ملاقات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اوّلین اصحاب تو عرصہ ہوا رخصت ہو چکے ہیں۔ اب تو حضور کے آخری دور کے اصحاب بھی خال خال نظر آتے ہیں اور بے اختیار اس شعر کا مضمون ذہن میں اتر آتا ہے

اسلام کے فدائی احمد کے خاص پیارے
اب رہ گئے ہیں ایسے جیسے سحر کے تارے

حضرت مولوی محمد حسین صاحب اسی تاریخ ساز گروہ کے ایک فرد ہیں جو اپنی ذات میں اک انجمن اور ایک عہد کی چلتی پھرتی تاریخ ہیں آپ ایک پُرجوش اور کامیاب داعی الی اللہ ہیں۔ اور آپ کی ساری زندگی اسی سے عبارت ہے۔

امسال آپ کو یہ توفیق بھی عطا ہوئی کہ آپ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر آسٹریلیا میں پہلی احمدیہ مسجد "المسجد بیت الہدیٰ" کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب میں شرکت کی۔ حضرت مولوی صاحب سے اس تاریخی تقریب کا حال سننے اور قارئین "خالد" کو اس پُرلطف روحانی محفل میں شریک کرنے کے لئے" ادارہ خالد" نے حضرت مولوی صاحب سے اس سلسلہ میں ایک انٹرویو لینے کا پروگرام بنایا۔

محترم مولوی صاحب موصوف کی ناسازی طبع کی وجہ سے پہلے تو خاطر خواہ کامیابی نہ ہو سکی آخر ۲۹ نومبر کو گوہر مقصود ہاتھ آیا۔ خدمت بابرکات میں حاضری کے بعد محترم مولانا موصوف سے ہمارا پہلا سوال یہ تھا کہ آپ کے آسٹریلیا جانے کا پروگرام کیسے بنا اور جب حضور کی طرف

سے آپ کو تیاری کا پیغام ملا تو آپ کے محسوسات کیا تھے؟

حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ "جس روز حضور نے دار القضاء کی نئی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا تو اس تقریب میں مَیں بھی موجود تھا اور حضور کے قریب ہی کھڑا تھا میرے ساتھ ہی حضرت مولوی عطا محمد صاحب صحابی اور حضرت صوفی غلام محمد صاحب بھی کھڑے تھے۔ حضور انور نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ آپ طاقتور ہیں یا مولوی عطا محمد صاحب۔ مَیں نے بے تکلفی سے جواب دیا کہ حضور ہم نے کشتی تو کی نہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔ اتنے میں پیچھے سے کسی صاحب نے کہا کہ حضور مولوی محمد حسین صاحب زیادہ طاقتور ہیں۔

یہ واقعہ تو حضور کی خوش طبعی اور شفقت کا نمونہ تھا، مگر چند دن کے بعد وکالتِ تبشیر کی طرف سے مجھے پیغام موصول ہوا کہ کسی روز دفتر تبشیر حاضر ہوں جب مَیں دفتر گیا تو مجھ سے پوچھا گیا کہ مسجد بیت الہدیٰ کے سنگ بنیاد کی تقریب میں شرکت کے لیے ہم آپ کو آسٹریلیا بھیجنا چاہتے ہیں کیا آپ تیار ہیں۔

مَیں نے کہا کہ میں تو انگریزی کا ایک لفظ بھی نہیں جانتا۔ آپ مجھے کیسے بھیج سکتے ہیں۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک صحابیؓ حضرت اقدسؑ کو ضرور بھجوایا جائے۔ مَیں نے کہا کہ پھر مجھے کوئی انکار نہیں — بعدہٗ مجھے کہا گیا کہ ۲۱ ستمبر کو تیار رہیں۔ دفتر والوں نے پاسپورٹ اور ویزا وغیرہ کا انتظام کیا۔ بلکہ میرا اور عطا محمد صاحب دونوں کا بنوالیا۔ مَیں نے پوچھا کہ آپ اتنا زائد خرچ کیوں کرتے ہیں تو کہنے لگے کہ یہ ہماری احتیاط ہے۔

بہر حال ۲۱ ستمبر کو ربوہ سے لاہور پہنچا۔ وہاں سے ڈالرز تبدیل کروائے اور اسی دن ۴ بجے کراچی کے لیے روانہ ہو گیا اور شام کو ۶ بجکر ۲۵ منٹ پر کراچی کے ہوائی اڈہ پر اترا۔ اگلے دن ۲۲ ستمبر کو سنگا پور کے لیے روانگی تھی۔ احباب جماعت نے بڑی محبت و اپنائیت اور دعاؤں کے ساتھ مجھے رخصت کیا۔ اسی روز خاکسار دوپہر کو ۱½ بجے سنگا پور پہنچ گیا۔"

• دوسرا سوال ہمارا یہ تھا کہ اچھا تو مولوی صاحب! یہ بتائیے کہ سنگا پور میں آپ کی مصروفیات کیا رہیں؟

فرمایا!

"جب میں سنگا پور کے ہوائی اڈے پر اترا تو دیکھا کہ بہت سے احباب میرے استقبال کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ جن میں عورتیں بھی شامل ہیں اور بچے بھی۔ اِن سب احباب سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ تاہم مَیں نے پوچھا کہ مستورات نے یہاں آنے کی تکلیف کیوں کی ہے؟ اس پر امیر جماعت صاحب نے بتایا کہ حضرت صاحب کی طرف سے فون آیا تھا کہ مولوی صاحب آ رہے ہیں۔ ساری جماعت ان کا استقبال کرے۔ اس لیے جتنے احباب بھی آ سکتے تھے وہ سارے یہاں موجود ہیں۔ حضور کی اس شفقت اور احباب کی محبت پر دل اللہ کی حمد سے بھر گیا۔

۲۳ ستمبر کو جمعہ تھا نماز جمعہ کے بعد خاکسار نے "ذکر حبیب" کے موضوع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے کچھ ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ ایک انڈونیشین مبلغ ساتھ ساتھ ترجمہ کرتے جا رہے تھے۔ سب حاضرین بہت خوش نظر آ رہے تھے گویا سبھی حضورؒ کی باتیں سنکر بڑے محظوظ ہوئے۔

۲۴ ستمبر کو احباب نے محبت بھری دعاؤں کے ساتھ مجھے آسٹریلیا کے لیے رخصت کیا۔ اسی دن میں سڈنی پہنچ گیا۔"

● ہمارا اگلا سوال یہ تھا کہ:

مولانا! سڈنی میں حضور کی آمد اور سنگ بنیاد کی تقریب سے پہلے کی مصروفیات کے متعلق کچھ بیان فرمائیے!

اس پر آپ نے فرمایا! "حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۵ ستمبر کو سڈنی پہنچنا تھا۔ ہم سب استقبال کے لیے ہوائی اڈے پر حاضر تھے مجھ پر نظر پڑی تو خیریت دریافت فرمائی اور پھر حضور کی معیت میں ہم سب حضور کی قیام گاہ پر پہنچے۔

حضور نے مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرائیں پھر مجلس عرفان میں تشریف فرما ہوئے اس کے بعد سب احباب نے کھانا کھایا اور رات ۱۱ بجے یہ مجلس برخاست ہوئی۔

قیام وطعام کا انتظام بہت وسیع تھا اور ہر پہلو سے بہت عمدگی اور نفاست کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ میرے متعلق حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مولوی صاحب کو جہاں آرام میسر ہو وہاں ٹھہرائیں۔ چنانچہ میں قیام آسٹریلیا کے دوران محترم عبدالباسط صاحب کے مکان پر ٹھہرا رہا۔

اگلے دن حضور ایدہ اللہ الودود مسجد کی مجوزہ جگہ پر معائنہ کے لیے تشریف لے گئے۔ کاروں کا ایک لمبا قافلہ ہمراہ تھا۔ یہ جگہ جائے قیام سے قریباً ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر تھی۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ سڈنی میں ہم نے کہیں مکھی اور مچھر کا نام و نشان نہیں دیکھا۔ سڑک پر کوئی تنکا تک نہ تھا۔ مکان یوں صاف شفاف گویا شیشے کے بنے ہوں۔

اس دن حضور نے تفصیلی معائنہ فرمایا اور اس کے بعد آنے والے چند دن بہت ہی مصروف گذرے۔ مرد اور عورتیں کثرت سے مجالس عرفان میں شرکت کرتے رہے اپنے سوالوں کا جواب پاکر بہت مطمئن ہوتے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان میں نمایاں تبدیلیاں رونما ہونے لگیں۔ عام ملاقاتوں کا بھی بہت زور تھا۔ اس کے علاوہ حضور روزانہ کسی تقریب میں خطاب کرنے یا کسی دعوت میں شرکت کے لیے تشریف لے جاتے رہے۔

سچ تو یہ ہے کہ ہر خلیفہ ہی بہت محنتی اور انتھک ہوتا ہے مگر اس خلیفہ کی تو شان ہی نرالی ہے۔ حضور انتھک، بے حد محنت کرنے والے اور ہر آن مستعد اور چاق و چوبند رہنے والے وجود ہیں بے اختیار حضور کے لیے دل سے دعائیں پھوٹتی رہیں۔"

● تب ہم نے پوچھا کہ ان ایام میں آپ نے بھی کسی مجلس سے خطاب کیا؟

جواباً فرمایا! "جی ہاں - ۲۹ ستمبر کو حضور نماز مغرب کے بعد مجلس عرفان میں رونق افروز ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ اگر حضور مناسب سمجھیں تو میں بھی کچھ بیان کروں۔

حضور نے فرمایا! کیوں نہیں! بڑی خوشی سے!۔

اس پر میں نے ایک مختصر سی تقریر کی۔ اور احباب کو بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جماعت کی کیا حالت تھی اور اب اللہ نے کتنی ترقیات سے نوازا ہے۔ میں نے تقریر کا آغاز اس واقعہ سے کیا کہ قادیان کی مسجد اقصیٰ بہت چھوٹی سی تھی - عیدین یا دوسری تقاریب کے موقع پر تو مسجد بہت ناکافی ہوجاتی۔ مسجد کے اردگرد ہندوؤں کے مکانات تھے۔ خصوصی تقاریب کے موقع پر جب احباب ان کے گھروں کے سامنے والے راستوں پر بھی کھڑے ہوجاتے تو ہندو خوب گالیاں دیتے اور خوب مذاق اڑاتے۔

آخر ایک دن حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور ہندو بہت تنگ کرتے ہیں۔ اگر ان کے یہ مکانات خرید کر مسجد میں اضافہ کر لیا جائے تو بہتر ہوگا۔ حضور نے فرمایا! ٹھیک ہے ان سے بات کرو۔ چنانچہ انہوں نے ایک ہندو خوشحال چند سے جو عملاً بہت بدحال تھا بات کی۔ اس نے ۵۰۰ روپے کا مطالبہ کیا۔ یاد رہے کہ اس وقت ۵۰۰ روپے پہاڑ نظر آتے تھے۔ جب حضور کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے گھر کے لیے لینا ہے لے لو۔ چنانچہ طے پایا کہ اگلے دن بٹالہ جاکر رجسٹری کرائی جائے۔

مگر رات کو ہندوؤں کے کہنے پر خوشحال چند مکر گیا۔ اور کہا کہ میری بیوی ہزار سے کم پر راضی نہیں ہوتی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے بھی تسلیم کر لیا مگر وہ پھر منحرف ہوگیا اور بیٹے کے راضی نہ ہونے کا بہانہ کرکے ۲۰۰۰ روپے کا مطالبہ کر دیا۔ وہ بھی تسلیم کیا گیا تو پھر بہو کے نام پر ۳۰۰۰ روپے پر اڑ گیا۔ یہ سب ہندوؤں کی شرارت تھی جب خوشحال چند نے تین دفعہ وعدہ خلافی کی تو حضور نے فرمایا:

> "اب ہم اس مکان کا ایک پیسہ بھی نہیں دیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے گھر کے لیے اب خود انتظام کرے گا۔"

اس کے بعد خوشحال چند بہت منتیں کرتا رہا قیمت بھی گھٹائی مگر حضور نے فرمایا اب یہ معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

اور پھر ہمارے دیکھتے دیکھتے طاعون نے ان تمام ہندوؤں کا صفایا کر دیا۔ ان کے مکانات احمدیوں کے قبضہ میں آگئے۔ اور حضرت خلیفۃ اول رضی

کے زمانہ میں مسجد میں توسیع کی گئی۔ خوشحال چند کا ایک پوتا طاعون کے زمانہ میں قادیان سے باہر کسی گاؤں میں تھا اور بچ گیا تھا۔ وہ بعد میں حضرت خلیفہؓ اوّلؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بہت شکستہ اور مصیبت زدہ۔ اس نے بہت گڑگڑا کر حضور سے خُدا کے نام پر کچھ رقم مانگی تو حضور نے ازراہ شفقت اسے ۲۰۰ روپے دینے کا ارشاد فرمایا۔

اس طرح کے بعض اور واقعات بھی سنائے جو احباب کے لیے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوئے"۔

● انٹرویو کے دوران اب وہ مرحلہ آچکا تھا جو سارے دورہ کی روح رواں تھا اور جس کی خاطر ہم نے مولوی صاحب کو تکلیف دی تھی یعنی مسجد کے سنگِ بنیاد کا آنکھوں دیکھا حال۔ چنانچہ جب اس تاریخی تقریب کے بارہ میں ہم نے حضرت مولوی صاحب سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا!

"وہ ۳۰ر ستمبر جمعہ کا دن تھا۔ حضور نے جمعہ جائے قیام پر ہی پڑھایا اور پھر سارے احمدی حضور کی قیادت میں کاروں کے ایک طویل قافلے میں بلیک ٹاؤن کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنا تھا۔ وہاں مہمانوں کا بہت وسیع انتظام تھا مگر جیسا کہ حضور بیان فرما چکے ہیں مخالفین کے شدید دباؤ کی وجہ سے مہمان زیادہ نہ آسکے۔ مگر یہ تقریب اپنی ذات میں بہت روح پرور اور مسرت انگیز تھی۔ مسرت ہر چہرے سے چھلک رہی تھی۔ تقریب میں پہلے حضور ایدہ اللہ نے ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ پھر سورج غروب ہونے سے کچھ پہلے حضور محراب کی جگہ پر تشریف لے آئے۔

یہ بتانا ضروری ہے کہ وہاں سنگِ بنیاد میں اینٹیں نہیں رکھتے بلکہ بجری اور سیمنٹ کا بیلچہ بھر کر بنیاد میں ڈالتے ہیں۔ چنانچہ حضور نے پہلا بیلچہ ڈالا پھر حضور نے اس عاجز کو ارشاد فرمایا اس کے بعد باری باری بہت سے احباب بیلچے بھر کر ڈالتے رہے حتّٰی کہ وہاں موجود تقریباً سبھی مردوں، عورتوں اور بچوں نے اس میں شرکت کی۔ اختتام پر بہت عاجزی اور تضرّع سے دعا کی گئی کہ الٰہی! یہ مسجد مکمل ہو کر لوگوں کے ایمان مکمل کرے اور کئی مسجدوں کا پیش خیمہ ہو۔

رات دس بجے اس انقلابی تقریب سے واپسی ہوئی۔"

● اس کے بعد ہم نے دریافت کیا کہ اس تقریب کے بعد تو حضور کی مصروفیات بہت بڑھ گئی ہونگی؟

فرمایا! "بالکل۔ بہت مصروف وقت حضور نے گزارا بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ دن رات ایک کر دیا اور اپنے ہر آرام سے بے پرواہ ہو کر دین کی خدمت میں لگے رہے اور یہی کیفیت ۷ر اکتوبر تک جاری رہی جب کہ حضور آسٹریلیا سے سری لنکا کے لیے روانہ ہوئے"۔

● **مولوی صاحب!** آسٹریلیا کے احباب آپ سے کس طرح پیش آتے رہے؟

فرمایا! "احباب بے انتہا محبت اور پیار سے ملتے رہے۔ خصوصاً مستورات کی طرف سے تو بے انداز جذبہ

کا مظاہرہ ہوا۔ وہ اپنے والدین کا اتنا احترام نہیں کرتی ہوں گی جتنا میرا کرتی رہیں۔ انہوں نے لجنہ کے ایک اجلاس میں میری تقریر بھی کروائی۔ الغرض محبت کا ایک طوفان تھا جو ہر احمدی کے دل میں موجزن تھا اور محبت کے ایک سمندر میں غرق ہو کر ہمارے دل بے پناہ سکون محسوس کر رہے تھے اور زبانوں پر اللہ کی حمد جاری رہتی تھی۔

اپنے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتیں سن کر تو بے انتہا خوش ہوتے۔ میری بہت دعوتیں ہوئیں۔ میرا طریق یہ تھا کہ میں جہاں جاتا انکی تربیت کا خاص خیال رکھتا۔ مثلاً" نماز باجماعت کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتا۔ اس طرح بہت اطمینان اور پیار کے ساتھ یہ دن گزرے اور ختم بھی ہو گئے۔"

● اچھا تو مولانا یہ فرمایئے کہ اس سفر کے دوران آپ کے ساتھ کوئی دلچسپ واقعہ بھی پیش آیا۔ فرمانے لگے۔" سنگاپور سے سڈنی کے لیے روانگی کے وقت غلطی سے میرا سوٹ کیس ہوائی اڈہ پر ہی تبدیل ہو گیا تھا مگر مجھے اس کا علم سڈنی پہنچ کر ہوا۔ سوائے میری سبز پگڑی، اچکن اور پاسپورٹ کے سب کچھ اسی میں تھا۔ بہت پریشانی ہوئی مگر صبر کر کے بیٹھ رہا۔

حضور جب سڈنی پہنچے تو میں نے اثنائے گفتگو میں سوٹ کیس کی گمشدگی کا واقعہ بھی عرض کیا تو فرمایا آپ فکر نہ کریں اور مجھے فوراً ۱۵۰ ڈالر دیئے جانے کا ارشاد فرمایا۔ بہت ہی شفیق خلیفہ ہے۔ بہت مہربان، بہت پیار سے باتیں کرنیوالا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں بہت برکت ڈالے اور دینی و دنیوی ہر لحاظ سے آپ کے پروگراموں کو کامیاب کرے آمین"

● اور جب ہم نے حضرت مولانا سے اسقدر کامیاب سفر سے واپسی کے بارہ میں پوچھا تو فرمایا:۔

" میں ۱۳ر اکتوبر کو آسٹریلیا سے سنگاپور پہنچا۔ ۱۴ر کو وہاں سے کراچی، اگلے دن لاہور اور ۱۶ر کو بخیر و عافیت ربوہ پہنچ گیا۔"

● اس سارے سفر کے متعلق حضرت مولوی صاحب کے تاثرات پوچھے تو فرمایا کہ" اللہ تعالیٰ نے ہر رنگ میں اس سفر کو برکتوں سے بھر دیا تھا اور ہر تکلیف بالآخر خوشی میں بدل دی۔ اپنے فضل سے صحت بھی دی اور دین کی خدمت کی توفیق بھی عطا فرمائی۔

واپسی پر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمانے لگے کہ آپ کا بہت اچھا اثر رہا۔ میرے پاس خط آ رہے ہیں جن میں احباب نے بہت اچھے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔

یہ میری خوش قسمتی تھی کہ حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔"

● اب حضرت مولوی صاحب تھک چکے تھے تو ہم نے انٹرویو کو سمیٹتے ہوئے ان سے آخری سوال یہ کیا کہ خدام کے نام اپنا کوئی پیغام عطا کریں تو فرمایا کہ

(بقیہ صفحہ ۱۰۲ پر)

ہم جلسہ سالانہ پر آنے والے احباب کی خدمت میں

تہِ دل سے خوش آمدید کہتے ہیں

میسرز رفیع سنز،

فورٹرس سٹیڈیم - لاہور چھاؤنی

فون دفتر: ۳۷۲۴۹۳ ——— فون گھر: ۳۷۰۷۸۰

UNIVERSAL VOLTAGE STABILIZER
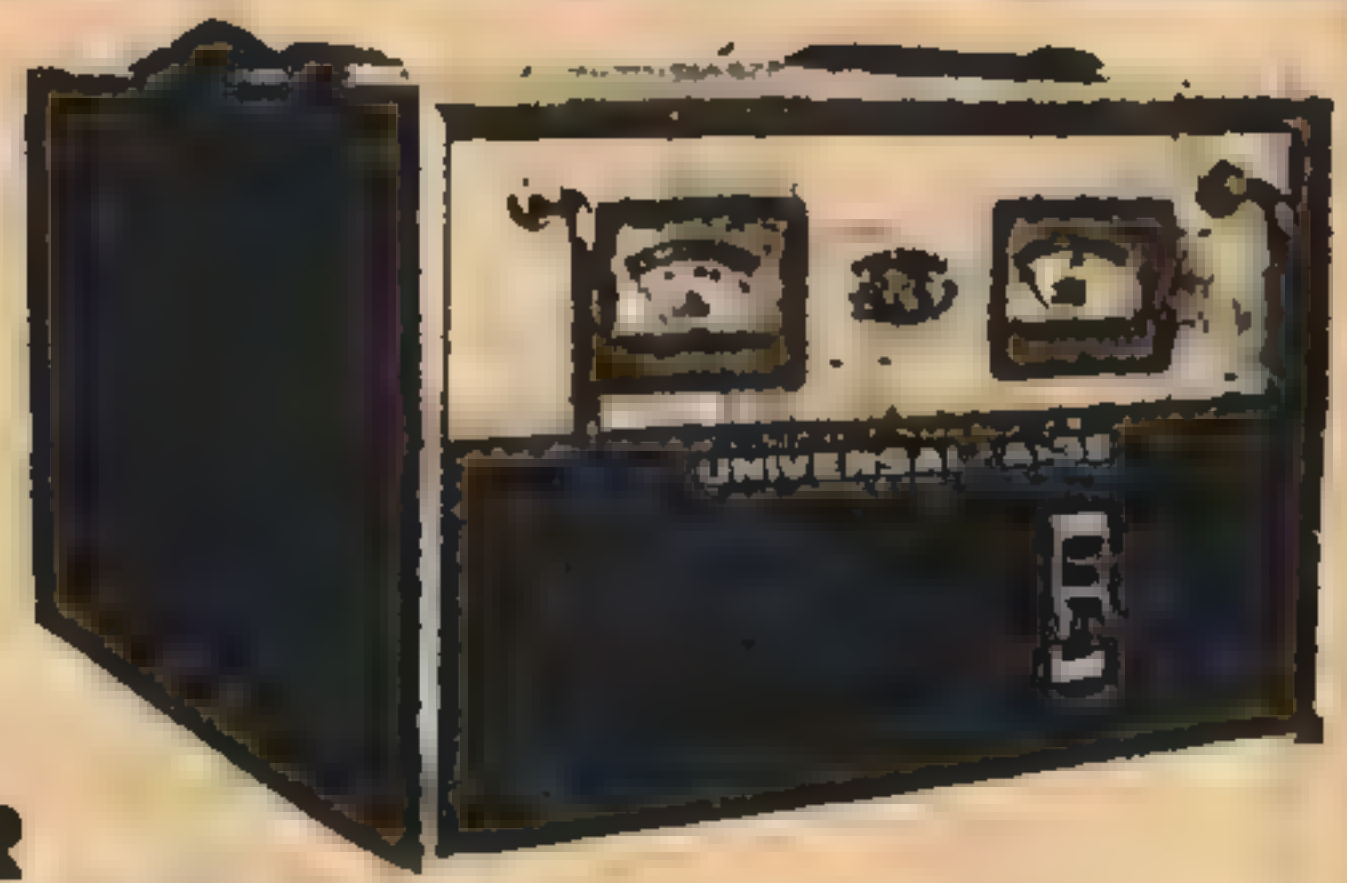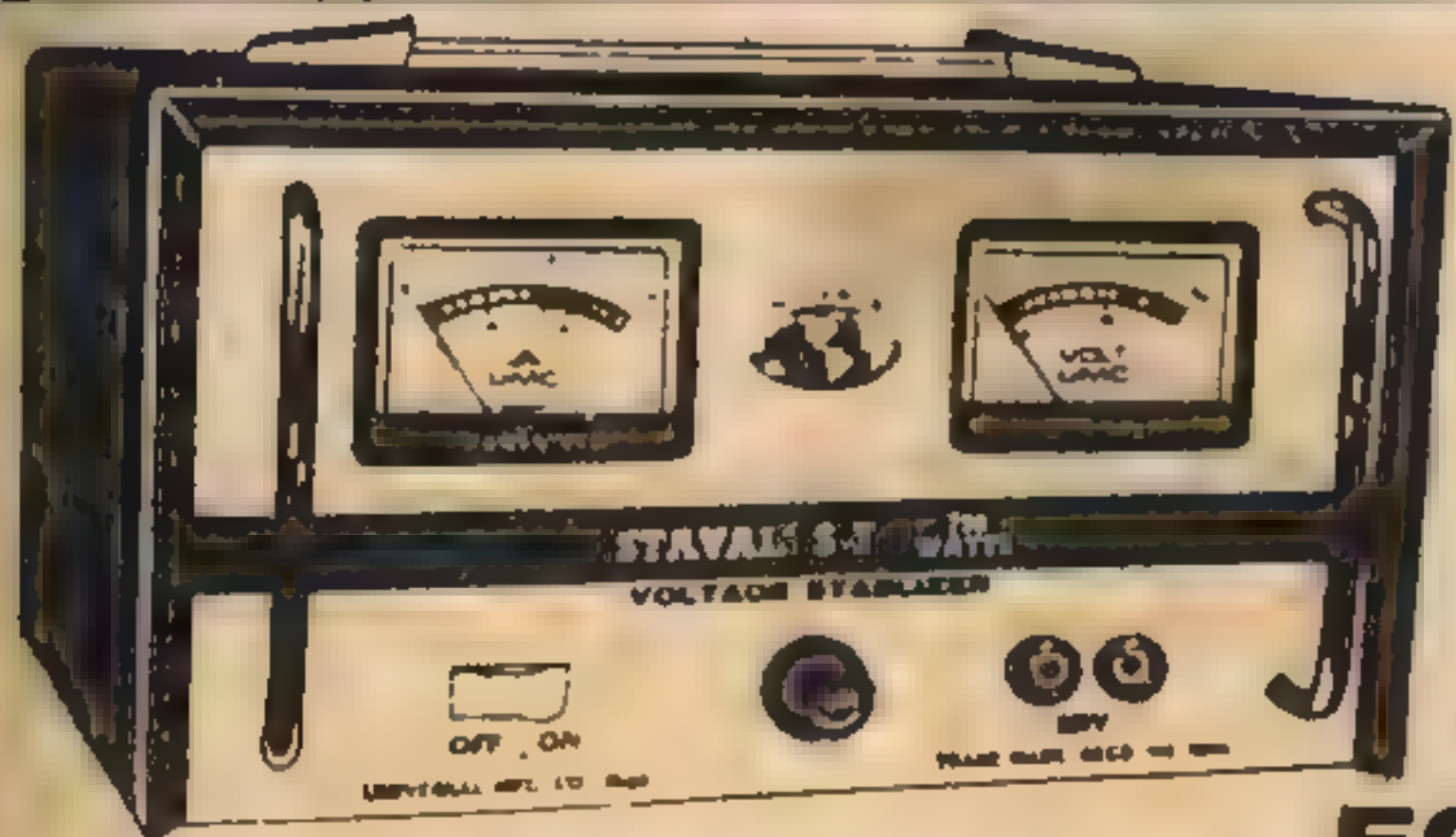
FOR
REFRIGERATORS
DEEP FREEZERS T.V. &
AIR-CONDITIONERS

یونیورسل الیکٹرونکس،

۲۲ - یٰسین سٹریٹ

ہال روڈ - لاہور فون: ۶۱۷۶۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم
جلسہ سالانہ
کے موقع پر
احباب جماعت
کی خدمت میں
ہدیۂ تبریک
منجانب
ملٹی کلر لمیٹڈ
۱۲۹۔سی رحمان پورہ، فیروز پور روڈ۔لاہور۔۱۶
فون: ۴۱۸۷۷۷
جدید ترین آٹومیٹک پلانٹ پر بہترین کارکردگی
ڈیزائننگ۔ اینوڈائزڈ ایچنگ نیم پلیٹس۔ سکرین پرنٹنگ۔ سٹیکرز۔ پروگرام۔ کلاک ڈائلز اور ایڈورٹائزنگ آئٹمز
سالِ نو کی آمد پر
ملٹی کلر لمیٹڈ کی طرف سے کلاک سازی کے میدان میں ایک خوبصورت اضافہ
ملٹی کلر کوارٹز کلاک

حضور ایدہ اللہ کے دورہ مشرقِ بعید کی روشن روئیداد

مکرم چوہدری صاحب اس خوش نصیب قافلہ کے ایک فرد تھے جس کو سفر کے دوران حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہمراہی کا شرف حاصل رہا - ادارہ خالد کی خواہش پر آپ نے اپنے یہ تاثرات اور مشاہدات رقم فرمائے ہیں - فجزاہ اللہ احسن الجزاء

محترم
چوہدری انور حسین صاحب
امیر جماعت احمدیہ
ضلع شیخوپورہ کے
قلم سے

حضور انور کے اس مقدس دورہ کا مقصد خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا قیام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور نور سے اس خطۂ عالم کو آشنا کرنا اور غلبہ اسلام کے لیے ایک عظیم روحانی انقلاب کے لیے سازگار حالات پیدا کرنا تھا

بظاہر یہ انقلاب دستِ امکانی سے باہر نظر آتا ہے کہ یہ عظیم تغیر دانشوروں فلاسفروں عالموں اور مفکروں کی دسترس سے باہر ہے - مگر اُس وجود کے لیے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی قبولیت کا شرف بخشا ہو اور اپنے نور سے اُسے نورِ قلب - نورِ عقل اور نورِ فہم عطا فرمایا ہو اور اپنی تائیدوں، قدرتوں اور نصرتوں سے نوازا ہو یہ حقیقت ممکن الحصول ہو جاتی ہے - ایسے وجود اپنی زندگی کی بازی لگا کر اور اپنا سب کچھ جھونک کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرتے ہوئے، اس انتہائی مشکل مہم کو کامیابی کے راستے پر چلانے کی توفیق پا لیتے ہیں - یہ سفر بھی الٰہی تائیدوں اور نشانوں کی ایک روشن روئیداد ہے -

تیاری شروع ہوئی تو ایک دِقت پیش آگئی کہ کوئی بھی ہوائی سروس مجوزہ پروگرام کے مطابق نجی وقت پر نہیں پہنچاتی تھی اور عیدالاضحیٰ سفر میں آجاتی

تھی۔ اس سے پریشانی ہوئی۔ حضور کی خواہش تھی کہ کسی مقام پر قیام کے دَوران ہی یہ مبارک دن آئے۔ کوشش بھی کی گئی مگر پروگرام مرتب نہ ہو سکا۔ روانگی سے صرف چند دن پہلے ایک نئی ہوائی سروس کا اجراء ہوا جو عین وقت پر فجی پہنچاتی تھی۔ یہ ایک نمایاں تصرفِ الٰہی تھا۔

سنگاپور سے دَورہ کا آغاز ہوا۔ وہاں مختلف ممالک سباء، انڈونیشیا اور ملائیشیا وغیرہ سے بکثرت احباب اپنے پیارے امام سے شرفِ ملاقات حاصل کرنے کیلئے پہنچے۔

حضرت اقدس کا روزانہ معمول جو کہ سارے دَورہ میں ہی جاری رہا۔ یہ تھا کہ عام طور پر تین چار گھنٹے سے زیادہ رات کو آرام نہیں فرماتے تھے صبح کی نماز مسجد میں جو کہ عام طور پر قیام گاہ سے زیادہ فاصلہ پر ہوتی۔ نماز باجماعت کے لیے تشریف لے جاتے۔ واپسی پر تھوڑے سے آرام کے بعد ڈاک ملاحظہ فرماتے اور پھر ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا مساجد میں مجالس عرفان۔ سوال و جواب کی مجالس شوریٰ کے اجلاس تقریروں اور گفتگو کا سلسلہ مسلسل جاری رہتا۔

جو احباب مختلف ممالک سے وہاں جمع ہوئے تھے۔ انہیں یہ پہلا شرفِ ملاقات حاصل ہوا تھا۔ پہلے تو اُن پر تھوڑی سی اجنبیت کی سی کیفیت طاری رہی مگر حضور کے وعظ و نصیحت، دعا، توجہ اور تاثیر محبت سے اُن کے دل گداز ہوئے اور شوق و محبت کی عجیب والہیت پیدا ہوئی۔ تعلق باللہ اور آنحضرتؐ سے عشق کا نور جب انہوں نے حضور کے چہرے پر دیکھا تو اُن کے اندر بھی ایک ایسا جوش پیدا ہوا کہ اُن کی حالت یکسر بدل گئی۔ پھر تو یہ حالت تھی کہ ہر نماز میں مسجدوں میں اُن کی آہ و بکا کی آوازیں شروع ہو جاتیں اور ہر نماز کے بعد بھی گریہ و زاری کی کیفیت جاری رہتی۔

سنگاپور میں اشاعتِ اسلام کے متعلق تجویزیں پیش ہوئیں اور اشاعت لٹریچر کے سلسلہ میں مختلف زبانوں میں لٹریچر کے ترجمہ کا اہتمام کیا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ تبلیغ اسلام میں بڑی مشکلات ہیں اور اس میں کامیابی کا ایک ہی راز ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو خدا نے فرمایا کہ "جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو" یہاں سے روانہ ہو کر فجی کا دَورہ شروع ہوا۔ یہاں بھی بہت ہی مصروف وقت گزرا اور ہر کام اور پروگرام میں اللہ تعالیٰ کی تائید اور فضل نمایاں طور پر شامل حال محسوس ہوتے رہے۔ چند ایک اہم واقعات کا مختصر ذکر جو کہ نہایت ہی ایمان افروز ہیں کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ فجی پہنچنے کے دوسرے دن ناندی قصبہ کے پبلک ہال میں ایک تقریب ہوئی۔ مختلف طبقوں کے لوگ کافی تعداد میں وہاں جمع ہوئے۔ شہر کے میئر نے استقبال کیا اور تعارفی تقریر میں حضرت اقدس کا بین الاقوامی احمدیہ مسلم تحریک کے سربراہ اور رہنما کی حیثیت سے نہایت ہی ادب اور احترام کے ساتھ خیر مقدم کیا۔

حضرت اقدس نے حقیقت مذہب پر تاریخ مذہب کے عرفان کی روشنی میں نہایت ہی پُر معارف اور ایمان افروز تقریر فرمائی۔

اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ عیسائی مشنری نے چند ایک سوالات کئے اور جواب سن کر بے ساختہ کہا کہ میرے سوالوں کا جواب مل گیا ہے ایک اور صاحب نے جو غالباً سی۔پی کے مولوی تھے۔ اُٹھ کر کہا کہ عربی میں گفتگو ہونی چاہیئے۔ حضور نے فرمایا اس ہال میں میں اور آپ ہی عربی جانتے ہیں باقیوں کا کیا کریں گے۔ تھوڑی دیر بعد ہی یہ قلعی کھل گئی کہ وہ صاحب ہندوستان کے رہنے والے ہیں اور اردو اچھی جانتے ہیں۔ پھر انہوں نے اردو میں سوال شروع کیے۔ انہوں نے پھر کہا کہ جی اصلاح اللہ تعالیٰ خلافت حقہ کے ذریعہ ہی کرتا ہے حضور نے فرمایا "میں نے تو کہا ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مامور ہی دُنیا میں اصلاحی انقلاب لاتے ہیں آپ کے سوال میں ہی میرا جواب آگیا ہے۔ پھر اُس نے موضوع بدلنے کی کوشش کی کہ نہیں میرا سوال اور تھا۔ حضور نے فرمایا کہ سوال تو آپ کا ٹیپ ہو چکا ہے اور آپ اس سے پہلو نہیں بچا سکتے۔ پھر وہ خفیف ہوکر ہال سے باہر چلے گئے۔ حاضرینِ مجلس نے بھی محسوس کیا کہ ان کا رویہ نا واجب تھا اور عوام الناس میں بھی اسی طرح مشہور ہوا۔

فجی:۔ دوسرا نہایت ہی ایمان افروز واقعہ فجی کے دارالحکومت سووا (SUVA) کا ہے۔ حضور وہاں تشریف لے گئے۔ پہلے سے ہی وہاں استقبال کا اہتمام کیا گیا تھا اور ایک جلسہ کی صورت میں مختلف مذاہب کے لوگ کافی تعداد میں وہاں جمع تھے۔ سب سے پہلے ایک سکھ ممبر پارلیمنٹ نے تقریر کی۔ اللہ تعالیٰ کے عجیب در عجیب تصرفات ہیں کہ اس نے اپنی تقریر میں یہ ذکر کیا کہ ہندوستان میں پچھلی صدی میں تین تحریکیں اٹھی تھیں۔ ایک حضرت مرزا صاحب کی تحریک۔ دوسرے سوامی دیانند کی آریہ سماج اور تیسرے سردار امر سنگھ کی تحریک۔ حضرت مرزا صاحب کی تحریک کامیاب ہوگئی اور باقی دو تحریکیں دم توڑ گئیں۔ نادانستہ طور پر حضرت مسیح موعودؑ کی ایک بڑی زبردست پیش گوئی کی بھی سردار صاحب کی زبان سے تصدیق ہو گئی۔ آریہ سماج کی تحریک بڑے زور شور سے اٹھی تھی شہر شہر اور قصبہ قصبہ، آریہ سماج کے مندر تھے اور سکولوں اور کالجوں کا سارے ملک میں جال پھیلا ہوا تھا۔ اخباروں میں اس تحریک کا بڑا چرچا تھا اور ہندو قوم ہر طرح سے اس کی تائید اور مدد کرتی تھی۔ یہ تحریک اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی معاندانہ رنگ میں خلاف تھی اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ایک اسلام کے دفاع میں سینہ سپر تھے اور اس وجہ سے آریہ سماج کے لیڈر بلند بانگ دعویٰ کرتے تھے کہ یہ تحریک احمدیت ہمارے سامنے تھوڑے عرصہ میں تباہ ہوجائیگی تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر یہ پیشگوئی فرمائی کہ ابھی تم میں سے لوگ زندہ ہوں گے کہ وہ انکی تحریک کو نیست و نابود ہوتا دیکھ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اب اس تحریک کا کہیں نشان تک نہیں ملتا۔ دوسری تقریر ہندو قوم کے ایک لیڈر کی تھی۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کا تصرف ہی تھا کہ اس لیڈر نے کہا کہ گو جماعت کی تعداد اتنی زیادہ نہیں مگر خوبیوں

اعلیٰ قابلیتوں والی جماعت کی تعداد دوسروں کے مقابلہ میں تھوڑی ہی ہوا کرتی ہے۔

اسی دارالحکومت میں فجی کے وزیر اعظم سے حضور کی ملاقات ہوئی۔ یہ ملاقات بھی ایک الٰہی نشان تھی۔ پہلے تو وزیر اعظم اسی خیال سے کہ یہ مذہبی عالم ہیں روایتی احترام سے پیش آیا مگر جب گفتگو شروع ہوئی اور حضور نے جماعت کا تعارف کرایا اور مذہب کی حقیقت اور معرفت بیان فرمائی۔ نیز فرمایا اس زمانہ میں تمام مذاہب ایک راہنما کے منتظر ہیں۔ عیسائی بھی عیسیٰ علیہ السلام پر امیدیں لگائے بیٹھے ہیں کہ وہ مسیح آئے گا اور دنیا کی اصلاح کرے گا۔ تاریخ مذہب میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ فوت شدہ واپس آئے اور دنیا کی اصلاح کرے تورات میں ایسے استعارات ہیں کہ پہلے ایلیا نبی آسمان سے اترے گا اور پھر عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تو ان پر یہ اعتراض کیا گیا کہ ایلیا نبی تو ابھی آسمان سے اُترا نہیں تو آپ کو کیسے مان لیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ یحییٰ ہی ایلیا ہے چاہے قبول کرو یا نہ کرو۔

حضور نے فرمایا کہ الٰہی جماعتیں آغاز میں ہمیشہ ہی بے سروسامان ہوتی ہیں۔ ان کی مخالفت کی جاتی ہے۔ ان پر مصائب کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔ ساری دنیا اُن کی مخالف ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ انکو غالب اور کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے اور ہم بھی انہی مراحل میں سے گذر کر کامیابی پر کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔ آخر میں حضور نے فرمایا کہ یہاں کے لوگوں کو بات کرنے کا سلیقہ بھی ہے اور سننے کا سلیقہ بھی ہے۔ میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ کے لوگوں کا رجحان مغربیت کی طرف بڑھ رہا ہے اور مغربی تہذیب، شرافت، اخلاق اور معاشرہ کو تباہ کر دیتی ہے۔ وزیر اعظم نے اس کو تسلیم کیا۔ حضور وہاں سے رخصت ہونے لگے تو وزیر اعظم موصوف اپنی جگہ سے اُٹھے اور نہایت ادب اور احترام سے ایک رجسٹر اٹھا کر حضور کے سامنے رکھدیا جس طرح کہ ایک سیکرٹری رجسٹر پیش کرتا ہے اور کہا کہ اپنے تاثرات لکھ دیں حضور نے اس پر چند ایک فقرات تحریر فرما دیئے۔

نصرت اور رُعب کا یہ جلوہ تھا۔ بے ساختہ میری زبان پر یہ مصرع آگیا کہ

" شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہاں داروں کی"

اس کے بعد ریڈیو والوں نے بھی انٹرویو لینے کا اہتمام کیا۔ حضور وہاں تشریف لے گئے۔ انگریزی اور اردو میں علیحدہ علیحدہ انٹرویو ریکارڈ کیا گیا۔ وہی باتیں جو وزیر اعظم سے حضور نے بیان فرمائی تھیں۔ انٹرویو لینے والوں نے جب بعض سوال کیے تو حضور نے ان کے سوالوں کے جواب میں بھی ارشاد فرمائیں۔ البتہ ایک سوال انہوں نے زائد کیا کہ آپ کو آپ کے ملک میں غیر مسلم قرار دیا گیا ہے حضور نے فرمایا کہ الٰہی جماعتوں کے ساتھ ہمیشہ ہی سے ایسا سلوک ہوتا چلا آرہا ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے نمایاں ترقی کر رہے ہیں۔ بڑی ہی تواضع، ادب اور احترام سے انہوں نے حضور کو رخصت کیا اور وہ بڑے ہی متاثر تھے۔

ایک نہایت ہی اہم واقعہ جو تاریخِ احمدیت میں نمایاں طور پر ریکارڈ کیا جائے گا وہ حضور کے DATE LINE (بین الاقوامی خطِ تاریخ) پر تشریف لے جانے کا ہے تاویونی ایک جزیرہ ہے جہاں پر ایک مقام پر ایک ستون نصب ہے اس مقام پر تاریخ تبدیل ہوتی ہے ستون کے ایک طرف "آج" اور دوسری طرف "کل" لکھا ہوا ہے ۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت قائم ہے اور اس جزیرہ کے ہوائی اڈہ پر احباب جماعت اور لجنہ کی ممبرات موجود تھیں ۔ اپنی آنکھوں سے یہ مشاہدہ کیا کہ گمنامی اور بے سرو سامانی کی حالت میں کی گئی پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت، رحمت اور فضل سے کس طرح پوری کی اور وہ پیشگوئی یہ تھی ۔ "مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

فجی میں بھی شوریٰ، سوال و جواب کی مجالس، تقریروں اور گفتگو کا سلسلہ جاری رہا ۔ یہاں بھی تبلیغ اسلام کے متعلق اشاعت لٹریچر اور دیگر پروگرام مرتب کئے گئے ۔ ایک معزز اور خوش حال دوست نے فجی کے ایک دور اُفتادہ جزیرہ میں تبلیغ اسلام کے لیے اپنے آپ کو وقف کیا۔

احبابِ جماعت نے حضور کی تقریروں اور شفقت و محبت اور جذب میں آسمانی تاثیرات اور عجائبات الٰہیہ کے جلوے دیکھے جن سے ان کے اندر بھی صدق اور اخلاق اور محبت اور فدائیت کا چشمہ پھوٹ پڑا جس کا اظہار انہوں نے الوداعی اجلاس کے ذریعہ کیا جس میں ان کے امیر (جو ایک بہت بڑے پولیس آفیسر ہیں) نے اپنے الوداعی خطاب میں عرض کیا کہ حضور ہم پہلے پوری طرح سے آشنا نہیں تھے ۔ آپ کے دورے نے ہماری کایا پلٹ دی ہے ہمیں زندہ ایمان نصیب ہوا ہے اور ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم خدمت اسلام کے سلسلہ میں آپ کی اطاعت فرمانبرداری اور وفا میں اپنی جان کی بازی لگا دیں گے اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے ۔

آسٹریلیا

فجی کے بعد حضور ایدہ اللہ کا ورود مسعود آسٹریلیا کے شہر "سڈنی" میں ہوا ۔ یہاں پر پہلی احمدیہ مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنا تھا ۔ آسٹریلیا میں احباب جماعت تو تھے ۔ مگر وہاں کام کرنے والے گنتی کے چند لوگ تھے جماعتی لحاظ سے ان کی کارگزاریوں کا کوئی اتنا ذکر نہیں ہوتا تھا ۔ مسجد کی تعمیر اور جماعتی تنظیم کے سلسلہ میں وہاں تحریک پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تحریک جلدی ہی کامیابی سے ہمکنار ہوئی ۔ مکرم ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب نے بڑی محنت اور خلوص سے احباب جماعت کو ایک لڑی میں پرو دیا مختلف تنظیمیں قائم ہوئیں اور کچھ اور احباب بھی جماعت میں شامل ہوئے۔

حضور جوں ہی وہاں پہنچے مصروفیات شروع ہوئیں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ویرانے میں بہار آگئی ہو ۔ ملاقاتوں کی گہما گہمی، پریس کانفرنس ۔ مختلف تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں میں تقریریں، مسجد کا سنگِ بنیاد، کثیر الاشاعت اخبارات میں حضرت اقدس کی مصروفیات کا تذکرہ اور جماعت کے حالات کے متعلق خبریں اور حضور کی تصویریں ایسے رنگ

خُدا کی سچّی توحیدؐ

"وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں۔ ملکوں میں پھیلے گی۔"
(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

میں شائع ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا چرچا ہوا جس سے ایسا محسوس ہونے لگا کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آسٹریلیا کے دور افتادہ براعظم میں بھی جماعت کے اشاعتِ اسلام کے کام اور جماعت کی کارگزاریوں کو عزت اور احترام سے دیکھا جائے گا۔

یہ روئیداد تو بڑی طویل ہے چند ایک واقعات جن سے اللہ تعالیٰ کی نمایاں تائید اور نصرت اور اس کی رحمت اور برکت کے روشن نشانات جو اس امر کی نشاندھی کرتے ہیں کہ اب یہاں بھی اسلام کو فروغ ملے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم ہوگی اور جماعت کے لیے کامیابی کے وسیع امکانات پیدا ہوں گے۔ لکھے جاتے ہیں۔

پریس کانفرنس اس میں آسٹریلیا کے مشہور اور کثیر الاشاعت اخبارات کے نمائندے موجود تھے اور امریکن خبر رساں ایجنسی A.B.C کا نمائندہ بھی شامل تھا۔ پہلا سوال A.B.C کے نمائندہ نے کیا کہ مشرق وسطیٰ میں جو ہیجان ہے اس کے متعلق آپ کا کیا تبصرہ ہے۔ فرمایا "کہ میرا تو یہ میدانِ عمل نہیں مگر میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ دو بڑی طاقتوں کے مہرے لڑ رہے ہیں۔ ایک طاقت کے خیال کے مطابق جو امن کی تعریف ہے دوسری کے مطابق وہ جنگ کے مترادف ہے۔ یہاں امن قائم ہونا مشکل نظر آتا ہے۔"

پھر ایک کثیر الاشاعت مذہبی اخبار کے نمائندہ نے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق سوالات کئے حضور نے انجیل کی رُو سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور صلیب سے بعد کی مصروفیات کا ذکر کیا۔ اس نے کچھ کج روی اختیار کی اور پھر عرض کیا کہ میں علیحدہ بات کرنی چاہتا ہوں چائے کے وقفہ میں اُن سے علیحدہ بات ہوئی تو کہنے لگا کہ میں آپ کے موقف کا حامی ہوں۔ مگر بات اس لیے تیز لہجہ میں کرتا تھا کہ حقیقت زیادہ نمایاں ہو جائے۔ ان اخباروں نے حضور کے تبصرے اور جماعت کے حالات حضور کی تصاویر کے ساتھ نمایاں طور پر شائع کئے۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت نمایاں طور پر ظاہر ہوتی تھی۔

جمعہ کی نماز کے بعد حضور اہل قافلہ کے ساتھ قیام گاہ سے ۱۵ میل کے فاصلہ پر مسجد کا سنگ بنیاد

رکھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ سنگ بنیاد کی تقریب سے پہلے حضور نے خطاب فرمایا جس میں اسلام میں عبادت گاہ کی تاریخ اور فلسفہ اور اُس کی حقیقت اور افادیت عامہ پر روشنی ڈالی اور جماعت کے مقاصد بیان فرماتے کہ یہ جماعت اسلام کی عظمت، اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان قائم کرنے کے لیے مامور کی گئی ہے جس کا پروگرام یہ ہے

- روحانی فتوحات نہ کہ ملک گیری۔ یہ دل جیتنے کے لیے میدانِ عمل میں آئی ہے نہ کہ طاقت کے ذریعہ زیر کرنے کے لیے۔
- یہ دلیل اور عقل سے اپنے مقصد کو حاصل کرے گی نہ کہ جبر و استبداد کے ذریعہ سے۔
- یہ امن کا پیغام ہے جو قلوب کو سکون بخشتا ہے۔
- یہ نئی تہذیب کو قائم کرے گی جس سے دنیا کے تمام مسائل حل ہوں گے۔
- یہ ایک ایسی جدوجہد ہے جس سے انسان کو بلند اور اعلیٰ و ارفع انسانی قدروں سے روشناس کرایا جائے گا اور یہ مقصد خلوص ایثار، صبر، استقامت، محنت اور قربانی سے حاصل ہوگا۔
- یہ ایک وسیع لائحہ عمل ہے جس سے انسان کا اس کے خدا کے ساتھ حقیقی تعلق قائم ہوگا۔

پھر تعلیمی اداروں میں لیکچر اور استقبالیے اور سوال و جواب کی مجالس منعقد ہوئیں۔

ایک تعلیمی ادارہ نے حضور کو اپنے ہال میں خطاب فرمانے کی دعوت دی۔ ادارہ کے صدر دروازہ پر پرنسپل اور میٹرن نے استقبال کیا۔ جیسے کانووکیشن کے موقع پر ہوتا ہے حضور کو جلوس کی صورت میں ہال میں لے گئے۔ جو طلباء سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ سب حاضرین نے کھڑے ہو کر استقبال کیا۔ سٹیج پر حضور تشریف لائے۔ پرنسپل نے تعارف کروایا۔ اس کے بعد حضور نے ان کو جماعت کے قیام اور مقاصد سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ مسیح علیہ السلام کی ہُو بہو پر ایک مسیح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی اصلاح کے لیے بھیجا ہے اور اس کا کام پیار اور محبت کے ذریعہ دنیا کو اسلام کا صلح اور آشتی کا پیغام دیکر اصلاح کرنی ہے۔

بعد میں سیمینار منعقد ہوا اس میں سنیئر اور جونیئر طلباء کے دو اجلاس سوال و جواب کے ہوئے۔

عجیب اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے کہ اس میں پہلا سوال ایک مذہبی امور کے پروفیسر نے کیا کہ کیا مذہب کی تاریخ میں ایسے استعارہ کا ذکر موجود ہے جس استعارہ کی رو سے آپ نے اسلام میں مسیح کے نازل ہونے کی خبر دی ہے۔ حضور نے برجستہ فرمایا کہ تورات میں ایسے ہی ایک واقعہ کا ذکر ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام نے اس واقعہ کی تصدیق کی ہے وہ حوالہ حضور نے اس کو یاد کرایا ایسا بے ساختہ جواب تھا کہ ساری سامعین پر سکتہ طاری ہو گیا۔ اسی مجلس میں ایک طالب علم نے

بڑی تیزی اور شوخی سے یہ سوال کیا کہ اگر آپ کا دعویٰ مسیح موعود کی جماعت کا ہے تو دجال - (ANTI CHRIST) کون ہے۔ اس سوال سے بھی یہ نمایاں طور پر محسوس ہوا کہ یہ بھی ایک بڑا تصرفِ الٰہی ہے اس سوال کے جواب میں حضرت اقدس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۴۰۰ سال قبل کی ایک پیشگوئی تفصیل سے بیان فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی ایک سواری کا ذکر کیا ہے جو سواری آگ کھائے گی اس کے پیٹ میں سواریاں بیٹھیں گی - اس کے پیٹ میں روشنیاں جلیں گی۔ وہ سواری سمندر، ہوا اور پانی پر سفر کرے گی۔ مہینوں کا سفر دنوں میں اور دنوں کا گھنٹوں میں طے کرے گی۔ اور یہ سواری ہر شخص کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ یہ ریل بھی ہے موٹر بھی ہے بحری جہاز بھی ہے اور ہوائی جہاز بھی ہے اور دجال کی اس سواری کو جسے پیشگوئی میں گدھے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ انسان تو سمجھ جائیں گے۔ شاید گدھا نہ سمجھ سکے۔ یہ سواری مغربی اقوام کی سواری ہے اور وہی دجال ہیں۔ اس جواب سے اسلام کی صداقت کی ایسی ہیبت قائم ہوئی کہ سب سامعین پر ایک سکتہ کی حالت طاری ہوگئی۔ ان کی بے چارگی کا عالم قابل دید تھا۔ پروفیسروں نے یہ خیال کرکے کہ طلباء بڑے متاثر ہو رہے ہیں فوری طور پر کہا کہ سر! وقت ختم ہوگیا ہے تو مجلس برخواست ہوئی۔ بعد میں پروفیسر صاحبان صدر دروازے تک حضور کو الوداع کرنے کو آئے۔

سڈنی میں ایک استقبالیہ بڑا ہی قابل ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بڑا روشن نشان ہے۔ ہوا یہ کہ برادرم غفار خاں صاحب نے اپنے شہر میں جو کہ سڈنی سے ۵۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے ایک عشائیہ کا اہتمام کیا جس میں ۱۵۰ کے قریب آسٹریلین مرد و زن موجود تھے۔ کھانے کے بعد صدر تقریب نے جو ایک معروف ڈاکٹر تھے حضور کا تعارف کرایا اور کہا کہ میں ان کے پاس چند منٹ بیٹھا ہوں: میں نے ان کی باتوں سے محسوس کیا ہے کہ یہ ایک غیر معمولی قابلیت کے انسان ہیں پھر حضور نے تقریر فرمائی۔ جماعت کا تعارف اور اسلام کی خوبیوں کا ذکر کیا اور مغربی تہذیب کے بداثرات کی نشاندہی کی اس کے بعد سوال و جواب شروع ہوئے دو گھنٹہ کے بعد یہ مجلس ختم ہوئی چند ایک شرکاء کے تاثرات جن کا انہوں نے ذکر کیا یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ یہ تاثرات بھی الٰہی تائید اور نصرت کا ایک واضح ثبوت ہیں۔

۱- مسز جی ہیوج MRS. G. HUGES: مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میں نے ان کی تقریر سنی بہت ہی جذب اور تاثیر رکھنے والی مؤثر شخصیت ہیں۔

۲- مسٹر اینڈریو MR. ANDREW: انتہائی مسرت آمیز شام گذاری۔ بہت ہی جاذب شخصیت: بہترین سوالوں کے نہایت ہی بہتر اور مناسب جواب دیئے۔

۳- مسٹر الیف ڈیر F. DEYER: بہترین مقرر ہیں۔ نہایت ہی ارفع اور اعلیٰ مضامین پر اظہار خیال فرمایا۔

۴- مسٹر گرین MR. GREEN - حضرت صاحب وہ شخصیت ہیں جن کی میں تلاش میں تھا اور وہ مجھے مل گئے - میں پیاسا تھا انہوں نے تسکین کی - نہایت ہی اعلیٰ اور بلند انسان ہیں - میں اپنے پرانے عقیدہ سے مطمئن نہیں ہوں -

۵- ڈاکٹر گوساف DR. GUSAV - بہت ہی لائق اور دلچسپ انسان ہیں ہر سوال کا جواب خاطر خواہ دیا - میرا دل چاہتا ہے کہ کاش میں تمام رات ان کی مجلس سے لطف اندوز ہوتا -

۶- مسٹر کینیڈی MR. CANADY - میں اور میری اہلیہ اس ہستی کے وجود، طمانیت، سکون اور اعتماد سے بہت متاثر ہوئے - یہ انہی لوگوں کا حصہ ہے جو روحانیت کے بلند اور ارفع مقام پر ہوں -

۷- مسٹر پی میتھیو MR. P. MATHEW - حضرت صاحب نے اسلام کی بنیادی صداقتوں کو بیان کیا ہے ہم بھی جو اسلام سے ناواقف ہیں تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے قرآنی صداقتوں کو بڑی خوب درتی سے واضح کیا ہے -

یہ چند ایک "تاثرات" ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے اس کے علاوہ دیگر معززین کے "تاثرات" کو مضمون کی طوالت کی وجہ سے بیان نہیں کیا گیا -

سری لنکا میں آسٹریلیا سے حضور ایدہ اللہ سری لنکا تشریف لے گئے یہاں پر بھی جنوبی ہندوستان مدراس - کرناٹک - حیدرآباد دکن اور بمبئی سے کافی تعداد میں احباب پہنچ گئے تھے - ایک بدھ مذہب کے رئیس کا وسیع مکان رہائش کے لیے لیا گیا تھا جو کہ مرکز کے طور پر بھی استعمال ہوتا تھا اور مہمان بھی رہائش پذیر تھے - یہاں بھی مجلس شوریٰ اور سوال و جواب کی مجالس ہوئیں اور لوگ حضرت اقدس کے حقائق اور معارف الٰہیہ سے فیض یاب ہوتے - کولمبو میں چھوٹی سی مسجد ہے اور چھوٹا سا مرکز ہے جس کو وسیع کرنے کا اہتمام کیا گیا - مجلس شوریٰ میں تامل زبان میں اشاعت اسلام کے لیے لٹریچر تیار کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا - اور جنوبی ہندوستان کی جماعتیں جو بڑی تیزی کیساتھ ترقی کر رہی ہیں ان کی وسعت اور ترقی کے لیے فیصلے کئے گئے - یہاں پر بھی مختلف احباب نے پہلی دفعہ ہی حضرت اقدس سے ملاقات کا شرف حاصل کیا تھا - انہوں نے بھی حضور کی تقریر، حال اور قال، عقل اور حکمت میں الٰہی تاثیریں محسوس کیں اور حضور کے وعظ اور تاثیر صحبت سے ان میں بھی فدائیت، اطاعت اور محبت کے جذبات موجزن ہوئے جس کا اظہار ان کی ہر حرکت اور ہر بات سے ظاہر ہوتا رہا -

اس سفر کے دوران ہر اہم تقریب میں اور ہر اہم موقعہ پر حضرت اقدس یہ واضح فرما دیتے تھے کہ ہمیں ہمارے ملک میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے اور پھر تاریخ مذہب کے عرفان کی روشنی میں فرماتے کہ الٰہی جماعتوں کا یہی مقدر ہوتا ہے -

"تاریخ مذہب آنحضرت پر مکمل ہو چکی ہے - اس طویل تسلسل میں ایک بھی استثناء نہیں کہ الٰہی جماعتوں

کو مخالفتوں، تکلیفوں اور مصیبتوں سے گزرنا پڑتا ہے۔
اللہ تعالیٰ اپنے مامور کو بے سروسامانی، درماندگی اور بے چارگی کی حالت میں کھڑا کرتا ہے تمام دنیا اُس کی مخالفت کرتی ہے۔ اسے اور اسکی جماعت کو ہر طرح کی اذیتیں پہنچائی جاتی ہیں اُن کو گھروں سے نکالا جاتا ہے۔ انہیں ملک بدر کیا جاتا ہے انہیں اپنے مذہب کا نام رکھنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ انہیں عبادتوں سے روکا جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ بالآخر انہیں کامیاب کرتا ہے اور ہمارے ساتھ بھی بعینہٖ یہی سلوک ہو رہا ہے۔

دنیا کی قومیں فتح اور اقبال سے اپنی تاریخ کا آغاز کرتی ہیں۔ الٰہی جماعتیں بے چارگی اور درماندگی سے اپنی تاریخ شروع کرتی ہیں۔ دنیا بڑے بڑے ملک گیروں اور فاتحین کو یاد رکھتی ہے اور الٰہی جماعتیں عظیم عمل اور عظیم قربانیوں اور جان نثاریوں کی وجہ سے یاد رکھی جاتی ہیں۔

حضور فرماتے ہیں۔ ایک الٰہی تحریک کی صداقت کا ثبوت ہے کہ الٰہی جماعت اپنی قربانیوں اور جانثاریوں سے اپنی صداقت پر مہر ثبت کرتی ہے۔

مگر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت، رحمت اور عظمت سے ایک خاک آلود اور دھتکاری ہوئی جماعت کو اٹھاتا ہے اور تمام مخالفتوں اور رکاوٹوں کو دُور کر کے اس کو کامیابی کے مینار پر پہنچا دیتا ہے یہی اسکی توحید اور یہی اس کی قدرت کا جلوہ ہے۔

یہ سفر کراچی پہنچ کر ختم ہوا۔ اس دورہ میں الٰہی نشانات اور الٰہی تائیدوں اور نصرتوں کے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کے لمحہ بہ لمحہ مشاہدے کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے نشانات اور اس کی تائیدوں کا ایک پر ہجوم سفر تھا یہ نشانات اور تائیدات بھی ایک الٰہی منصوبہ کے ماتحت ایک وجود کے ساتھ وابستہ ہو جاتے ہیں جیسے الٰہی تقدیر اپنے ہاتھوں سے تیار کرتی ہے اور اس کی ذات کی تکمیل خود خدا کرتا ہے اس امر کی تائید میں دو واقعات اختصار کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔ آج سے پندرہ بیس سال قبل حضرت اقدس ایک پرائیویٹ سفر پر کولمبو گئے ہوائی جہاز کراچی سے کولمبو کی طرف جانے لگا تو راستہ میں بڑا شدید ہوائی طوفان آیا اور جہاز ڈولنے لگا۔ تمام مسافر اور ہوائی جہاز کا عملہ چیخ و پکار کرنے لگا اور ایسی سراسیمگی کی حالت طاری ہوئی کہ ایک دوسرے کی ہوش نہ رہی۔ جہاز شدید خطرے میں تھا۔ سری لنکا کے ڈپٹی منسٹر اس میں سفر کر رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ صرف ایک ہی وجود ہے جو اطمینان سے اپنی جگہ پر موجود ہے۔ طوفان آدھ گھنٹے بعد تھم گیا۔ اس ڈپٹی منسٹر نے بڑی حیرانی سے ان سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے کسی پریشانی یا گھبراہٹ کا اظہار نہیں کیا فرمانے لگے کہ یہ تو ایک عارضی زندگی ہے ہمیں تو بہتر زندگی ملنے والی ہے پھر فکر کس بات کا۔ مجھے تو گھبراہٹ نہ تھی۔ میں تو آئندہ کی بہتر زندگی پر مطمئن تھا۔ وہ ڈپٹی منسٹر بڑے متاثر ہوئے اور پتہ پوچھا کہ کہاں قیام ہے جب کولمبو پہنچے تو سیکورٹی والوں نے

حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

"مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔" (تذکرہ صفحہ ۳۰۲)

دریافت کیا کہ آپ کے پاس کتنے پیسے ہیں۔ آپ کو کراچی سے بہت کم رقم ساتھ لے جانے کی اجازت ملی تھی جو کہ کولمبو میں داخل ہونے کے لیے ناکافی تھی سیکورٹی والوں نے کہا کہ آپ یہیں سے واپس جائیں گے۔ اسی کشمکش میں ہوائی اڈہ پر لاؤڈ سپیکر پر اعلان ہوا کہ اگر مرزا طاہر احمد نام کے کوئی مسافر ہال میں موجود ہوں تو مسٹر رابرٹ سے مل لیں۔ سیکورٹی والوں کے ذریعہ مسٹر رابرٹ سے آپ کی ملاقات ہوئی تو آپ نے اس کو دیکھ کر کہا کہ میں تو آپ کو اس سے قبل نہیں جانتا۔ اس پر مسٹر رابرٹ نے جواب دیا کہ بات دراصل یہ ہے کہ آج اتوار تھی اور میں گھر پر تھا میرے نام ایک تار آفس میں آئی تو دفتر والوں نے میرے گھر فون کیا کہ آپ کی تار آفس میں آئی ہوئی ہے۔ مگر دفتر میں چھٹی کی بنا پر تار گھر نہیں پہنچا سکتے آپ کو اس کا مضمون بتلا رہے ہیں کہ آپ کے نام کراچی سے تار میں پیغام ہے کہ آج مرزا طاہر احمد کولمبو پہنچ رہے ہیں آپ انہیں ایئر پورٹ سے لے آئیں اور میں آپ کو لینے پہنچ گیا اور مسٹر رابرٹ بڑی بھاری ضمانت دے کر آپ کو ساتھ لے گئے۔ بعد میں پتہ چلا کہ کراچی کے ایک دوست نے جو کہ مسٹر رابرٹ کے واقف تھے حضور کی کولمبو روانگی کے وقت اپنے طور پر حضور کے علم کے بغیر مسٹر رابرٹ کو تار بھجوائی تھی۔ یہ ہے حسنِ اتفاق بلکہ الٰہی تصرف جو ہمیشہ ہی حضور کے شاملِ حال ہے۔ دوسرا واقعہ ۱۹۸۲ء کا ہے۔ فرینکفرٹ میں ستمبر ۱۹۸۲ء میں ایک دوست نے مجھے بتلایا کہ موجودہ خلافت کے انتخاب سے پہلے میں نے رویاء میں دیکھا کہ ایک نہایت ہی خوشگوار فضا میں لفظ "طاہر" لکھا ہوا ہے اور طاہر کی "ہ" میں سے بڑی تیزی سے نور آسمان کی طرف جا رہا ہے اور میں نے رویاء میں ہی تعبیر کی کہ آئندہ خلافت کے مقام پر حضرت میاں طاہر احمد فائز ہونگے۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ انکے زمانے میں جماعت بڑی روحانی رفعتوں پر پہنچے گی۔

یہی وہ نور تھا جس نے دورانِ سفر احباب کو منور کیا اور انہیں نورِ فہم اور نورِ عقل اور نورِ قلب عطا فرمایا اور وہ بڑے خلوص سے اور محبت اور فدائیت اور جوش سے اطاعت اور فرمانبرداری کی راہ پر گامزن ہوگئے۔ ٭٭٭

adcom 397-44-82

تاریخ احمدیت کا ایک ورق

فجی کی پہلی اور مرکزی مسجد کی تعمیر کیسے عمل میں آئی

وَسِّعْ مَکَانَکَ کا نشان

ایک مبشرِ اسلام کی ڈائری سے

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے حکم سے مولانا شیخ عبدالواحد صاحب فاضل جزائر فجی میں نیا احمدیہ مشن کھولنے کے لیے شروع اکتوبر ۱۹۶۰ء کو ربوہ سے روانہ ہو کر ۱۰؍ اکتوبر کو فجی کے شہر ناندی (NANDI) میں پہنچے اور تبلیغِ اسلام کا کام شروع کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ناندی اور لٹوکا جیسے اہم شہروں میں جماعتیں قائم فرما دیں تو مولانا نے فجی کے دارالحکومت سووا شہر کا رُخ کیا۔ چنانچہ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نوازا۔ اور جون ۱۹۶۱ء میں ایک ہی دن میں ۱۲ افراد بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے اور پھر آہستہ آہستہ وہاں ایک مخلص جوشیلی اور فعّال جماعت قائم ہو گئی جس کے بعد سووا کے علاقہ ساما بولا میں ایک مکان کرایہ پر لے کر باقاعدہ مرکز قائم کر دیا گیا۔

وَسِّعْ مَکَانَکَ کا نشان

لیکن اگلی عیدالفطر کے موقعہ پر جماعت بڑھ جانے کی وجہ سے وہ مکان اتنا ناکافی ثابت ہوا کہ نہ جماعت کے احباب وہاں سما سکے اور نہ ہی ان کی موٹریں وغیرہ کھڑی کرنے کے لیے کوئی جگہ تھی۔ عید کے خطبہ میں مولانا موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام وَسِّعْ مَکَانَکَ کا حوالہ دیکر تحریک کی کہ سووا (SUVA) شہر میں جماعتی مرکز کے لیے کوئی وسیع مکان تلاش کر کے خریدنے کا انتظام کیا جائے چنانچہ احبابِ جماعت نے مناسب جگہ کی تلاش شروع کر دی۔ اسی دوران معلوم ہوا کہ ہمارے ساتھ والا پلاٹ مع مکان قابلِ فروخت ہے جس کی بیوہ مالکہ تین ہزار پونڈ طلب کرتی ہے۔ جماعت کی طرف سے دو ہزار پونڈ کی پیشکش کی گئی۔ مگر وہ تین ہزار پونڈ سے کم میں فروخت کرنے پر راضی نہ ہوئی۔ چونکہ وہ قطعہ زمین جماعت کے مرکز اور مسجد کے لیے نہایت موزوں اور باموقعہ تھا اس لیے بعض افرادِ جماعت نے اس عورت کے بعض رشتہ داروں کے ذریعہ اسے سمجھایا کہ اس کی زمین کسی ذاتی یا تجارتی غرض کے لیے نہیں بلکہ محض خانۂ خدا کی تعمیر اور تبلیغِ اسلام کے مرکز کے لیے لی جا رہی

ہے چنانچہ آخر کار دو ہزار پونڈ قیمت پر اس قطعہ زمین اور مکان کو فروخت کرنے پر رضامند ہو گئی جس کے بعد وکیل کے ذریعہ تحریری معاہدہ کے علاوہ اسے بیعانہ بھی ادا کر دیا گیا۔

اس دوران جب اس عورت کے رشتہ داروں اور بعض لوکل تنظیموں کے سربراہوں اور کارندوں کو جو ہماری جماعت کے مخالفین میں سے تھے اس سودے کا پتہ چلا تو اُن سب نے ملکر اسکو ورغلایا کہ وہ اس سَودا کو یہ کہہ کر فسخ کر دے کہ اس پر ناجائز دباؤ ڈال کر متعلقہ معاہدہ پر دستخط کرائے گئے ہیں۔ حالانکہ یہ محض جھوٹ اور افترا تھا۔ تاہم اگرچہ وہ قانونی طور پر اس سودے کو کالعدم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ پھر بھی عرصہ تک اس نے جماعت کو پریشان کئے رکھا اور جب اسے اپنا کوئی حربہ کارگر ہوتا نظر نہ آیا اور وکیل کی معرفت ہماری جماعت نے اُسے حسب وعدہ تین ماہ کے اندر اندر پوری رقم بھی ادا کر دی تو مخالفین کے اُکسانے پر وہ اس مکان میں بطور کرایہ دار رہنے پر اصرار کرنے لگی اور مکان خالی کرنے سے انکار کر دیا۔

اُدھر شہر میں مخالفین ہمارے خلاف یہ غلط اور جھوٹا پراپیگنڈہ کرنے لگے کہ احمدی ایک کمزور بیوہ عورت کو قانونی پیچیدگیوں میں پھنسا کر اس کی جائیداد سے اسے بے دخل کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس عورت نے ہماری جماعت سے بات شروع ہونے سے پہلے ہی اپنی وہ زمین اور مکان فروخت کرنے کا اعلان کر رکھا تھا اور ایک شراب خانے کا مالک اسے اس زمین و مکان کے لیے تین ہزار پونڈ پیش کر چکا تھا۔ مگر محلہ کے شرفا کی مخالفت کی وجہ سے وہ زمین شراب خانہ کے لیے فروخت نہ کی گئی آخر مالکہ زمین کو وکیل کے ذریعہ ہماری طرف سے ایک ماہ کے اندر اندر وہاں سے نکل جانے کا آخری نوٹس دیا گیا جس کے اختتام پر اس نے مجبور ہو کر عمارت بکلی خالی کر دی اور اپنے بعض احمدی عزیزوں کے ہاں چلی گئی۔

چنانچہ پھر مزید تین صد پونڈ لگا کر اس عمارت کی مرمت کی گئی۔ ایک حصہ کو تبدیل کر کے اور باقاعدہ محراب وغیرہ بنا کر اسے مسجد کی شکل دے دی گئی اور "مسجد فضلِ عمر" اس کا نام رکھا گیا۔ ایک حصہ احمدیہ لائبریری اور ریڈنگ روم اور آفس کے لیے استعمال ہونے لگا۔ اور باقی حصہ میں کچھ تبدیلیاں کر کے اُسے مبلغین اور مہمانوں کے لیے استعمال کیا جانے لگا اور خالی زمین باغیچہ میں تبدیل کر دی گئی۔ اس کے تقریباً گیارہ سال بعد ۱۹۷۲ء میں اس بیوہ عورت اور اس کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم۔ اے سابق مبلغ انچارج احمدیہ مشن فجی کے ذریعہ باقاعدہ جماعت میں شمولیت کی توفیق دے دی۔ بیعت کے وقت ایک وجہ بیعت کرنے کی اس نے حلفیہ طور پر مولانا صاحب موصوف کو یہ بتائی کہ ۱۹۵۰ء کے لگ بھگ ایک شب اس نے خواب دیکھا تھا اس کا وہی مکان (جو جماعت نے اس سے خریدا تھا) مسجد میں تبدیل ہو گیا ہے اور لوگ اس میں نمازیں پڑھنے آ رہے ہیں۔ لیکن چونکہ اس زمانہ میں اسے نماز روزہ سے چنداں دلچسپی نہ تھی اس لیے اس نے

(باقی صفحہ ۵۱ پر)

سنگاپور کے ایک احمدی بزرگ اور انکے لڑکے کی جرأت ایمانی

سنگاپور میں حاجی جعفر بن حاجی داستار نامی ایک مخلص احمدی بزرگ ہوا کرتے تھے جنہوں نے قبولِ احمدیت کے بعد سنگاپور کے احمدیہ مشن کے ابتدائی زمانہ میں حضرت مولانا غلام حسین صاحب ایاز مرحوم کیساتھ مخالفین کی طرف سے بہت تکالیف اٹھائیں حتی کہ دو تین مرتبہ انہیں مارا پیٹا بھی گیا۔ لیکن وہ نہایت استقامت سے احمدیت پر قائم رہے۔ ان کے ساتھ پیش آنے والا ایک نہایت ایمان افروز واقعہ ہدیۂ قارئین ہے۔

"ایک مرتبہ مخالف علماء کی انگیخت پر دو اڑھائی سو مسلح افراد نے حاجی صاحب کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور اپنے ایک بڑے عالم کے ذریعہ ان سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ اسی وقت احمدیت سے منحرف ہو جائیں ورنہ انہیں مرتد جان کر قتل کر دیا جائیگا اس پر حاجی جعفر مرحوم نے اونچی آواز سے کلمۂ شہادت پڑھ کر انہیں کہا کہ میں کس بات سے توبہ کروں۔ میں تو پہلے ہی خدا کے فضل سے ایک سچا مسلمان ہوں اور اگر میں نے کسی گناہ سے توبہ کرنی بھی ہے تو بندوں کے سامنے کیوں توبہ کروں میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے سب گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور ملتجی ہوں کہ وہ مجھے معاف کر دے۔

جب اس کے باوجود مجمع منتشر نہ ہوا اور مشتعل ہی رہا اور ان کے مکان کے اندر گھس کر جانی نقصان پہنچانے اور عورتوں کی بے حرمتی کرنے کی دھمکیاں دیتا رہا تو حاجی صاحب مرحوم مومنانہ جرأت سے ایک ملائی خنجر ہاتھ میں لے کر اپنے مکان کا بیرونی دروازہ روک کر کھڑے ہو گئے اور بآوازِ بلند کہا کہ "مرنا تو سب نے ایک ہی مرتبہ ہے کیوں نہ سچائی کی خاطر جان کی بازی لگائی جائے اب اگر تم میں سے کسی کو جرأت ہے تو آگے آکر دیکھ لے کہ اس کا کیا حشر ہوتا ہے۔

مکان کی دوسری سمت سے حاجی صاحب مرحوم کی شیر دل لڑکی باہر نکل آئی اور ہاتھوں میں ملائی تلوار نہایت جرأت اور بہادری سے گھماتے ہوئے اس نے بھی مجمع کو یہ کہتے ہوئے چیلنج کیا کہ

"میرے والد جب سے احمدی ہوئے ہیں میں نے ان میں کوئی خلافِ اسلام بات نہیں دیکھی بلکہ ایمانی اور عملی لحاظ

سے وہ پہلے سے زیادہ پکے مسلمان اور اسلام کے شیدائی ہو گئے ہیں۔ اس لیے تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ احمدیت نے انہیں اسلام سے برگشتہ کر دیا ہے۔ پس اگر کسی نے اس وقت میرے والد پر حملہ کرنے کی جرأت کی یا ناجائز طور پر ہمارے گھر میں گھسنے کی کوشش کی تو وہ جان لے کہ اس کی خیر نہیں۔ اگرچہ میں عورت ہوں تاہم تم میں سے تین چار کو مار گرانے سے پہلے نہیں مروں گی۔ اب جس کا جی چاہے آگے بڑھ کر اپنی قسمت آزما لے۔"

اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس مشتعل ہجوم پر ایسا رُعب طاری کر دیا کہ باوجود اس کے کہ لوکل ملائی پولیس کے افراد بھی قیام امن کے بہانے مخالفین احمدیت کی حمایت اور حفاظت کر رہے تھے پھر بھی مجمع میں سے کسی فرد کو حاجی صاحب مرحوم کے گھر میں گھسنے کی یا حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر جب کافی وقت گزرنے کے باوجود وہ لوگ منتشر نہ ہوئے تو حاجی صاحب مرحوم نے انہیں مخاطب کر کے کہا کہ :-

میں تو خدا کے فضل سے احمدیت میں داخل ہونے سے پہلے بھی مسلمان تھا اور قبولِ احمدیت کے بعد بھی مسلمان ہی ہوں کیونکہ احمدیت حقیقی اسلام ہی کا دوسرا نام ہے۔ میں خدا اور رسولؐ کے نام پر تم لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اپنے علماء کی باتوں میں آنے کی بجائے آپ لوگ خود احمدیت کی کتب کا مطالعہ کریں آپ ان میں اسلام کے سوا کچھ نہ پائیں گے۔

اس پر وہ مخالفین شرمندہ ہو کر آہستہ آہستہ منتشر ہو گئے اور ان کے سرغنے بھی یہ کہتے ہوئے لَوٹ گئے کہ ہم دوبارہ آ کر تمہیں مسلمان بنائیں گے یا جان سے مار دیں گے۔ مگر خدا کے فضل و کرم سے پھر کبھی انہیں حاجی صاحب کے مکان پر اس نیت سے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ حاجی جعفر صاحب کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے۔ آمین"۔

(الفضل ۱۳ / فروری ۱۹۶۶ء)

سنگاپور سے دو مکتوب

صدر لجنہ اماء اللہ سنگاپور محترمہ عطیۃ الجبیب صاحبہ اور محترم منور احمد صاحب نے ادارہ خالد کی درخواست پر مکرم مبشر احمد صاحب آف سنگاپور (متعلم جامعہ احمدیہ) کی وساطت سے قارئینِ خالد کے لیے حضور کے دورہ کے ذکر اور اپنے تأثرات پر مشتمل یہ خطوط ہمیں ارسال فرمائے ہیں جو ان کے لیے دعا کی تحریک کے ساتھ ہدیۂ قارئین ہیں۔ (ادارہ)

صدر لجنہ اماء اللہ سنگاپور محترمہ عطیۃ الجبیب صاحبہ حضور کے دورہ کے بارہ میں اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے تحریر فرماتی ہیں:-

● "حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جمعرات ۸ ستمبر کی شام کو بذریعہ K.L.M سنگاپور تشریف لائے۔ مقامی جماعت یہ V.I.P. PAS حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی جس کی وجہ سے حضور کو عوامی گذرگاہ سے گزرنا پڑا۔ انڈونیشیا سے ۳۰ احباب جماعت اور ملائیشیا سے تقریباً ساری جماعت سنگاپور آئی ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک بھاری تعداد حضور کے استقبال کیلئے ائیرپورٹ پر بھی موجود تھی۔ انڈونیشیا، ملائیشیا، سنگاپور اور سبا کی لجنات میں سے صرف نمائندہ خواتین ہی حضور کے استقبال کے لیے ائیرپورٹ پر گئیں۔ لجنہ کی طرف سے ایک ہوٹل میں حضور کے اعزاز میں استقبالیہ بھی پیش کیا گیا۔ حضور نے سنگاپور میں پیرا ماؤنٹ ہوٹل کی تیرھویں منزل پر قیام فرمایا جو کہ ساری کی ساری جماعت نے ریزرو کرائی ہوئی تھی انڈونیشیا سے آئے ہوئے مہمانوں کی رہائش بھی اسی منزل پر تھی۔

یہاں تین ممالک کی الگ الگ مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔ اس کے علاوہ مجلسِ عرفان بھی ہوتی رہی۔ حضور اس کی خاطر عموماً نماز مغرب و عشاء جمع کروا دیتے تھے۔ دو عشائیہ تقاریب بھی منعقد ہوئیں جن میں سے ایک جماعتِ احمدیہ سنگاپور کی طرف سے تھی اور دوسری محترم امیر صاحب جماعت جناب سائکین صاحب کی طرف سے، میرے خیال میں سنگاپور کے دورہ کے دوران یہی دو مواقع تھے جن میں حضور نے وقت پر رات کا کھانا تناول فرمایا۔ ان کے علاوہ دوسرے دنوں میں تو حضور کو اکثر رات دس بجے کے بعد کھانے کی فرصت ملتی تھی۔ کام ہی بہت کرتے تھے۔

روانگی سے ایک روز پہلے حضور قابل دید مقامات

پر بھی تشریف لے گئے جن میں سے سائنس سنٹر قابلِ ذکر ہے حضور نے اِس سنٹر کی تعریف کی اور فرمایا کہ "ٹورنٹو (کینیڈا) میں مَیں نے اسی طرز کا ایک سنٹر دیکھا ہے جس میں اپنے تجربات کرنے کی سہولت بھی موجود ہے۔"

اور خاص بات یہ ہے کہ حضور کے ساتھ چلنا ناممکن تھا، دوڑنا پڑتا تھا۔ سنگاپور کی جماعت نے خدا کے فضل سے اپنے پیارے آقا کی خدمت میں بطور تحفہ ایک PROJECTOR پیش کرنے کی سعادت بھی حاصل کی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔"

● محترم منور احمد صاحب رکن مجلس خدام الاحمدیہ سنگاپور تحریر فرماتے ہیں:-

"حضور ایدہ اللہ الودود نے ۸ ستمبر کو سنگاپور میں ورود فرمایا اور سنگاپور کے دورہ کے دوران میرین پریڈ روڈ پر واقع پیرا ماؤنٹ ہوٹل میں مقیم رہے۔ یہ ہوٹل احمدیہ مسجد کے قریب ہی واقع ہے۔ ہوٹل کی انتظامیہ نے احباب جماعت اور مہمانوں کے ساتھ بہت تعاون کیا۔ غرضیکہ کوئی دقت نہ تھی۔

ایک یہ بات قابل ذکر ہے کہ خدام کی ڈیوٹیوں وغیرہ کے جملہ فرائض اور حفاظت کی نگرانی حضور کے خصوصی باڈی گارڈ محترم مبارک احمد صاحب ساہی سرانجام دیتے رہے اُن کے جذبۂ خدمت پر پوری جماعت رشک کرتی ہے۔ خدام کے ساتھ ساتھ اراکین لجنہ اماء اللہ بھی پوری مستعدی سے اپنے کام سرانجام دیتی رہیں۔ حضور کے قیام سنگاپور کے دوران اگرچہ تمام کام ہر پہلو سے بالکل مکمل نہیں ہوتے تھے اس کے باوجود ہمارے شفیق آقا مقامی خدام کی تعریف کرتے اور یوں اُن کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔

حضور کی صبح کی سیر EAST COAST PARK WAY میں ہوتی تھی۔ سیر کے وقت حضور کی رفتار دیکھ کر جماعت کے افراد بڑے حیران ہوتے تھے۔ حضور ہوٹل کے کارکنان کی خدمات سے بھی بہت خوش ہوئے یہاں تک کہ آپ نے ہوٹل مینیجر سے ان کو الگ TIPS دینے کی سفارش کی۔ حضور کی موجودگی میں ہم لوگ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ مگر دن پلک جھپکنے کی طرح اتنی جلدی گزر گئے کہ ہم کچھ سمجھ ہی نہ سکے۔ روانگی کی رات نمازِ مغرب و عشاء کے وقت احباب جماعت کی حالت دیدنی تھی۔ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں اور دل بے حد غمگین۔

حضور انور کی موجودگی میں سنگاپور کے احباب جماعت نے بھی تعلق باللہ کا مزا چکھا اور یہ ہماری عزت افزائی اور خوش قسمتی ہی تھی کہ ہم اپنے پیارے آقا کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ یقیناً یہ ہمارے لیے ایک مؤثر تجربہ تھا۔"

بقیہ :- وَسّع مکانک کا نشان

اس خواب پر کوئی غور نہ کیا۔ اور نہ کسی سے اس خواب کا ذکر کیا اور بعد میں وہ خواب اس کے ذہن سے بھی اُتر گیا مگر پھر بارہ سال بعد یاد آ گیا۔ کیونکہ اب واقعات نے اسے سچا ثابت کر دیا تھا اور اس کا وہ مکان مشیتِ الٰہی سے مسجد میں تبدیل ہو کر ہزاروں مومنوں کی سجدہ گاہ بن چکا تھا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

تائید الٰہی کا ایک نشان

۱۹۶۸ء میں جب جماعت احمدیہ نے نجی کے مشہور شہر "با" (BA) میں احمدیہ مشن کی برانچ کھولنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لیے ایک مناسب حال مکان بھی خرید لیا تو اس شہر میں ہماری شدید مخالفت شروع ہوگئی۔ مخالفین کوشش کرنے لگے کہ جیسے بھی ہو تبلیغ اسلام کا یہ مشن "با" شہر میں کامیاب نہ ہونے پائے اور ہمارے قدم وہاں نہ جمیں۔ اس وقت وہاں ہمارے مخالفین کا سرغنہ وہاں کا ایک صاحب اقتدار شخص "ابوبکر کویا" نامی تھا۔ چنانچہ اس نے اور دیگر مخالفین نے شہر میں یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ وہ احمدیوں کے "با" مشن کی عمارت کو جلا دیں گے چنانچہ جسقدر ممکن ہو سکا ہم نے حفاظتی انتظامات کر لیے اس عمارت کے سامنے پولیس سٹیشن تھا انہیں بھی توجہ دلائی گئی۔ پولیس نے ہمیں مشن ہاؤس کی حفاظت کا یقین بھی دلایا۔ پھر بھی ایک رات کسی نہ کسی طرح مخالفین کو نقصان پہنچانے کا موقعہ مل گیا اور ان میں سے کسی نے ہمارے مشن ہاؤس کے ایک حصہ پر تیل ڈال کر آگ لگا دی اور یہ یقین کرکے کہ اب آگ ہر طرف پھیل جائے گی اور مشن ہاؤس کو خاکِ سیاہ کر دے گی۔ آگ لگاتے ہی آگ لگانے والا فوراً بھاگ گیا۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ افرادِ جماعت کو پتہ لگنے سے پہلے ہی وہ آگ بغیر کوئی خاص نقصان کئے خود ہی بجھ گئی یا بجھا دی گئی۔ مخالفین نے عمارت کی اس طرف جہاں عمارت کا اکثر حصہ لکڑی کا تھا، آگ لگائی تھی جس سے چند لکڑی کے تختے جل گئے مگر وہ آگ آگے بڑھنے سے قبل ہی بجھ گئی۔ چنانچہ اسی روز اس کی مرمت کرا دی گئی مگر آگ کے نقصان کا موقعہ پر جائزہ لیتے ہوئے اس وقت کے مبلغ انچارج نے اس جلے ہوئے کمرے پر کھڑے ہو کر بڑے دُکھ بھرے انداز میں آہ بھر کر جو یہ کہا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کی اشاعت کا یہ مرکز جلانے کی کوشش کی ہے خدا اس کے اپنے گھر کو آگ لگا کر راکھ کر دے تو خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسکے چند روز بعد اچانک "با" میں جماعت کے مخالفین کے سرغنہ ابوبکر کویا کے گھر کو آگ لگ گئی اور باوجود بجھانے کی ہر کوشش کے اسکا وہ رہائشی مکان سارے کا سارا جل کر راکھ ہو گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(مرسلہ مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری ربوہ)

حضور ایّدہ اللہ الودود کا
دورۂ مشرقِ بعید اور میرے تأثرات

(مکرّم مبارک احمد صاحب ساہی۔ کراچی)

مکرم مبارک احمد صاحب ساہی نائب قائد خدام الاحمدیہ ضلع کراچی بھی اُن خوش نصیب افراد میں شامل تھے جنہیں حضور کے تاریخ ساز دورۂ مشرقِ بعید میں حضور کی معیّت کا شرف حاصل ہوا۔ موصوف نے ہماری درخواست پر قارئینِ خالد کے لیے اپنے تاثرات اور حضور کے دورہ کے بعض اہم واقعات تحریر فرمائے ہیں جو قارئین کی خدمت میں پیش ہیں ———— (ادارہ)

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس عاجز کو دورۂ مشرقِ بعید کے دوران خدمت کے لیے چُن لیا۔ ورنہ یہ عاجز کسی طور پر بھی اپنے آپ کو اس خدمت کے اہل نہیں سمجھتا ہے

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ سارا سفر ہی اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں سے معمور تھا جو ہر آن رُوح کی تازگی اور ایمانوں کی جِلا کا پیغام دیتا رہا۔ سفر کے سب واقعات کو اِس مختصر سے مضمون میں قلم بند کرنا ایک کارِ دارد ہے اس لیے اس حسین گلدستہ میں سے چند پھول ہی پیش کو سکوں گا۔

سنگاپور میں پہلی دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنے درمیان دیکھ کر احباب جماعت خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ خدام نے نہایت ذمہ داری کے ساتھ ڈیوٹیوں کا انتظام کیا ہوا تھا۔ افرادِ قافلہ کے کمروں کے ایک طرف خدام نے دفتر ڈیوٹی قائم کر رکھا تھا۔ اور سب نے نہایت عقیدت اور محبت سے آپس میں ڈیوٹیاں تقسیم کی ہوئی تھیں۔ وہ ہر آن مستعد اور ہر لحظہ خدمت کے جذبات سے چھلکتے ہوئے دل لیکر در امام

پر موجود رہتے تھے۔ سبھی خدام بہت سمجھدار تھے۔ جو بات ایک دفعہ سمجھا دی جاتی اُس کو دوبارہ دُہرانے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔

یہاں اگر میں ایک مخلص خادم کا ذکر نہ کروں تو ناانصافی ہوگی۔ برادرم مکرم احمد مرتضیٰ صاحب جو پیشہ کے لحاظ سے تو HEAVY DUTY DRIVER (ہیوی ڈیوٹی ڈرائیور) تھے مگر حضور کی آمد سے لے کر روانگی تک وہ اپنے محکمہ سے رخصت لے کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کار چلاتے رہے۔ نہایت سمجھدار نوجوان تھے۔ خدا تعالیٰ انہیں اس خدمت کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔ سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اُن کی ڈرائیونگ اور ذہانت پر بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا اور حضور نے ازراہِ شفقت "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" والی ایک انگوٹھی اپنے دستِ مبارک میں پہن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھی کے ساتھ مَس کر کے برادرم احمد مرتضیٰ صاحب کے ہاتھ میں پہنائی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا سنگاپور کا پروگرام اتنا مصروف تھا کہ میرا اندازہ ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ۲۴ گھنٹوں میں صرف ۲ یا ۳ گھنٹے ہی آرام فرماتے تھے۔ یہ بھی خدا کا ایک نشان تھا کہ سوائے خدا تعالیٰ کے فرستادہ کے کوئی ایسا شخص نہیں جو اتنا طویل تھکا دینے والا کام کر کے ذرہ بھر تھکا ہوا نظر نہ آئے۔ اس سے بھی بڑھ کر آپ تو ہر وقت ہی ہشاش بشاش اور تازہ دم ہی رہتے۔

اہلِ قافلہ ہوٹل میں مقیم تھے۔ اور ہوٹل والے گو ہمارے لئے الگ کھانا تیار کرتے تھے لیکن ہمارے اور ان کے کھانوں کے ذائقوں میں بہت فرق ہے۔ سنگاپور میں حضور کی زیرِ ہدایت مہمانوں کے لئے اجتماعی کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ سنگاپور کی لجنہ نے اس خدمت میں اہم کردار ادا کیا۔ اس اثناء میں سنگاپور کی جماعت نے حضور کو جو عشائیہ دیا اس میں پکے ہوئے کھانے کو حضور نے بہت پسند فرمایا۔ چنانچہ حضور کی اجازت سے لجنہ نے خود کھانا تیار کرنا شروع کر دیا۔ اس ضمن میں امام کی اطاعت اور آپ کی طرف سے شفقت کا یہ واقعہ میں کبھی نہیں بھول سکتا۔

مکرم عبدالحمید صاحب سالکین امیر جماعت سنگاپور نے جماعت سنگاپور کی طرف سے ایک درخواست حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی جو حضور ایدہ اللہ نے مشروط طور پر منظور فرمائی چنانچہ جب مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب پرائیویٹ سیکرٹری و وکیل اعلیٰ نے حضور کا ارشاد جناب امیر صاحب سنگاپور کو سنایا تو خاکسار اس وقت پاس تھا۔ چوہدری صاحب نے امیر صاحب کو بتایا کہ آپ کی درخواست ایک شرط کے ساتھ حضور نے قبول فرمائی ہے۔ دراصل امیر صاحب اس شرط کے ساتھ نہیں بلکہ غیر مشروط منظوری چاہتے تھے۔ لیکن جب انہیں خلیفۂ وقت کا ارشاد سنایا گیا تو اُس وقت اُن کے انکسار کی حالت قابلِ دید تھی جو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ امیر صاحب کی

آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور سرادب سے جھک گیا اور دایاں ہاتھ سینہ پر رکھ کر چوہدری صاحب سے عرض کیا کہ :۔

"O.K. CHAUDRI SAHIB!
AFTER ALL HE IS OUR
KALIPH AND WE HAVE
TO OBEY HIM AND WE
ACCEPT CONDITION."

یعنی چوہدری صاحب! وہ ہمارے خلیفہ ہیں اور ہمیں ان کی اطاعت کرنی ہے۔ ہم یہ شرط قبول کرتے ہیں۔

یہ الفاظ تو بہت مختصر ہیں لیکن اس وقت ان کا اظہار جس انکساری سے کیا گیا الفاظ ان کے اظہار کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ چنانچہ آخر "تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں" کے مصداق جب حضور ایدہ اللہ کو یہ الفاظ پہنچے تو پیارے آقا نے اپنے غلاموں سے وہ شرط ہٹادی اور اپنے غلاموں کی دل جوئی کرتے ہوئے غیر مشروط درخواست قبول فرمائی۔ ایک عجیب پیار اور محبّت کا نظارہ تھا جس کو الفاظ میں بیان کرنا کم از کم میرے بس کی بات نہیں ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدام سے ایک علیحدہ تفصیلی ملاقات فرمائی اور انہیں ہدایات سے نوازا۔ جس سے ان میں ایک نئی رُوح پھونکی گئی۔ حضور پانچوں نمازیں مسجد میں جاکر پڑھاتے رہے اور بہت ہی مصروف وقت گزارا۔ سیدنا حضور ایدہ اللہ دورانِ سفر اپنے ساتھیوں کا بہت ہی خیال رکھتے تھے۔ فرداً فرداً ہر ایک کی خیریت دریافت فرماتے تھے۔ حضور نے احبابِ جماعت کو اتنا پیار دیا جو صرف ایک خلیفۂ وقت ہی دے سکتے ہیں اور کسی کی ہمّت کہاں؟

سنگاپور سے روانگی کا نظارہ بھی ایک عجیب نظارہ تھا۔ ہر مرد و زن کی ہچکیاں سنائی دیتی تھیں اور یہ الفاظ جو ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ نہایت پیار اور رقت میں ڈوبے ہوئے ہمیں سنائی دیئے :۔

"HUZUR! PRAY FOR US,
REMEMBER US IN
YOUR PRAYERS"

یعنی حضور! ہمارے لیے دُعا کریں۔ حضور! ہمیں اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔

ائیر پورٹ پر بھی آقا نے اپنے غلاموں کو ایسے پیار سے نوازا کہ ہر ایک کو مصافحہ اور معانقہ کا شرف بخشا۔ حالت یہ ہو جاتی تھی کہ سیدنا حضور ایدہ اللہ اور تمام اہلِ قافلہ کے ضبط کے بندھن ٹوٹ جاتے تھے۔ بہرحال میرے لئے الفاظ میں اس نظارہ کی تصویر کشی ایک مشکل امر ہے۔

سنگاپور سے فجی کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں سڈنی ائیر پورٹ پر ہم نے جہاز تبدیل کرنا تھا۔ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب اور مکرم یوسف سلیم صاحب تو سامان کے ساتھ ائیرپورٹ

پڑھی رہے اور حضور انور، بیگم صاحبہ، چوہدری انور حسین صاحب اور خاکسار سڈنی ہلٹن پہنچے جہاں حضور نے المسجد بیت الہدیٰ کے آرکیٹیکٹ کو ہدایات دیں۔ اس سے فارغ ہو کر جب ہم حضور کی معیت میں سڈنی ایئرپورٹ پر فجی روانہ ہونے کے لئے پہنچے تو پتہ چلا کہ ہم سے ایک بھول ہو گئی ہے اور وہ یہ کہ ہمارے ٹکٹ تو مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کے پاس ہیں اور پاسپورٹ ہمارے پاس۔ جبکہ ٹکٹ کے بغیر ہم اندر نہیں جا سکتے تھے۔ اس موقع پر فیڈرل سیکورٹی فورس کے ڈائریکٹر جو حکومت آسٹریلیا کی طرف سے حضور کی حفاظت پر مامور تھے انہوں نے ہمارے ساتھ بہت تعاون کیا۔ شاید ان کو خدا تعالیٰ نے ہماری مدد کے لئے ہی بھیجا تھا۔ انہوں نے فوراً کہا کہ آپ فکر نہ کریں ہم ابھی اس کا انتظام کرتے ہیں۔

یہاں ایک بات بتاتا چلوں کہ آسٹریلیا میں لوگ قانون کے بہت پابند ہیں۔ کوئی افسر دوسرے افسر کے کام میں بے جا مداخلت نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی افسر اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرتا ہے۔ چنانچہ ڈائریکٹر صاحب مجھے ساتھ لے گئے اور انہوں نے اپنے محکمہ کے ایئرپورٹ کے دفتر سے رابطہ قائم کیا اور اُن کے ذریعہ سے امیگریشن کے انچارج سے رابطہ کر کے اس کو سارے حالات بتائے۔ انچارج صاحب امیگریشن نے خاکسار اور ڈائریکٹر صاحب کو ساتھ لے جا کر K.L.M کے دفتر سے ہماری سیٹوں کا پتہ کیا کہ آیا ہماری سیٹیں ناندی کے لئے بک ہیں کہ نہیں۔ پوری تسلی کرنے کے بعد وہ خود حضور ایدہ اللہ تک پہنچے اور اپنی نگرانی میں ہمیں ایئرپورٹ کے اندر پہنچا دیا۔

ناندی ایئرپورٹ پر بھی ایک عجیب نظارہ تھا۔ امیر صاحب فجی تو جہاز کے اندر ہی اپنے آقا کی سیٹ پر ان کے استقبال کے لئے پہنچ گئے تھے۔ جبکہ باہر ایئرپورٹ پر جماعت کے تمام مرد اور خواتین موجود تھے۔ مردوں نے گلے میں خدام الاحمدیہ کا رومال پہن رکھا تھا اور یہ سب لوگ اپنے محبوب آقا کے استقبال کے لئے چشم براہ تھے حضور کو دیکھتے ہی انہوں نے نعرہ ہائے تکبیر، اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگاتے ہوئے پُرجوش استقبال کیا۔ وہاں ایئرپورٹ پر ناندی میونسپل کارپوریشن کے میئر صاحب جو کہ ہندو ہیں خود حضور کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ایئرپورٹ پر ہی V.I.P لاؤنج میں پریس کانفرنس ہوئی۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ باہر عوامی لاؤنج میں تشریف لائے اور احباب و خواتین سے ملے۔ پھر حضور کا قافلہ کاروں کے ذریعہ مکرم مبارک خان صاحب کے مکان پر پہنچا جہاں پر سیدنا حضور ایدہ اللہ کے قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔

۱۸ ستمبر کو عید الاضحیٰ کا دن تھا اور یہ اہل فجی کے لئے بہت ہی مبارک عید تھی کہ خدا تعالیٰ کا پیارا خلیفہ بنفس نفیس ان کے درمیان موجود تھا۔

ناندی فجی میں بھی خدام نے نہایت ذمہ داری اور

اخلاص کے ساتھ ڈیوٹیوں کا انتظام کیا ہوا تھا اور وہ خود بخود ڈیوٹی تبدیل کرتے اور ذمہ داری سے ڈیوٹی دیتے رہے۔ اسی طرح سووا میں بھی نیشنل قائد جناب امتیاز علی مقبول صاحب کی قیادت میں ہر طرح کی ڈیوٹی کا انتظام تھا اور خدام نہایت ذمہ داری، مستعدی اور اخلاص کے ساتھ ڈیوٹی دیتے رہے اور تمام قافلہ کے آرام کا بہت خیال رکھا۔

حضور سووا سے ایک دوسرے جزیرے لمباسا میں گئے اور ایک رات وہاں قیام فرمایا۔ یہاں بھی کیا خدام اور کیا انصار اور کیا چھوٹے اور کیا بڑے اور کیا مرد اور کیا عورتیں سب والہانہ رنگ میں حضور کے استقبال کے لئے حاضر، حضور کے کلمات سے مستفیض ہونے کے لئے بے تاب اور حضور کی ملاقات سے شادکام ہونے کے لئے سب بے قرار تھے۔

دوسرے روز حضور (DATE LINE) والے جزیرہ تاویونی تشریف لے گئے۔ DATE LINE پہ حضور نے اپنے ہاتھ سے احباب کی کئی تصاویر بھی لیں۔

۲۵ ستمبر کو حضور نے لٹوکا میں احمدیہ مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا اور اس کے بعد جماعت فجی سے آخری اجتماعی خطاب فرمایا۔ خطاب سے قبل فجی کے نئے امیر جماعت مکرم عبداللطیف صاحب مقبول نے حضور ایدہ اللہ سے اجازت لے کر اپنے جذبات کا انگریزی زبان میں اظہار کیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:-

"سیدنا حضور ایدکم اللہ! ہمیں
آپ کے مقام اور احمدیت کے
مقام کا علم نہ تھا۔ آج ہمیں
پتہ چلا ہے۔ چنانچہ ہم وہ عہد
دُہراتے ہیں جو کہ صحابۂ رسولِ
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ
بدر کے موقعہ پر حضرت رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا کہ
حضور ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے
آپ کے پیچھے بھی لڑیں گے، آپ
کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپ
کے بائیں بھی لڑیں گے اور سب کچھ
احمدیت کیلئے قربان کر دیں گے"

اس اظہار میں وہ اثر تھا کہ ضبط کے تمام بندھن ٹوٹ گئے۔ کوئی بھی ضبط نہ کر سکا اور اشکوں کا ایک سَیلِ رواں جاری ہو گیا۔

۳۰ ستمبر کو آسٹریلیا میں پہلی مسجد احمدیہ کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب منعقد ہوئی یہ ایک حیرت انگیز تقریب تھی یقیناً عاجز پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں میں سے ایک رحمت اس اہم تقریب میں شمولیت کی سعادت تھی اور اس سے بھی بڑھ کر جب خاکسار کو بھی مسجد کی بنیاد رکھنے میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی تو دل بے اختیار حمدِ باری سے بھر گیا۔

آسٹریلیا میں قیام کے دوران مکرم عبدالغفار صاحب ناظم انصاراللہ نے اپنی کار حضور کیلئے مخصوص کر دی ہوئی تھی جسے وہ خود ہی چلاتے رہے بہت اچھے ڈرائیور اور بہت ہی مخلص احمدی ہیں۔ اور ہماری مسجد

سے ۷۰-۸۰ کلومیٹر دور ایک قصبہ WISE MAN FERRY میں رہتے ہیں۔ تقریب سنگِ بنیاد کے بعد ہمیں اس قصبہ میں جانا تھا۔ جب ہم مسجد والی جگہ سے روانہ ہوئے تو اچھا خاصا اندھیرا ہو چکا تھا اور قریباً ایک گھنٹہ کا راستہ تھا۔ خاکسار چونکہ بنی ڈیوٹی کے لحاظ سے سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ والی گاڑی میں آگے ڈرائیور کے ساتھ بیٹھتا تھا۔ چنانچہ حضور نے مکرم عبدالغفار خان صاحب سے دریافت فرمایا کہ وہاں وائز مین فیری (WISE MAN FERRY) میں کیا پروگرام ہے۔ اس پر غفار صاحب نے عرض کیا کہ "حضور وہاں ایک باؤلنگ کلب ہے اس میں مَیں نے ایک سو آسٹریلین مرد اور عورتوں کو باقاعدہ دعوت نامے جاری کر کے کھانے پر مدعو کیا ہوا ہے۔ وہاں پہنچ کر سب سے پہلے تو ہم نمازیں پڑھیں گے اس کے بعد کلب کے ہال میں سب کے ساتھ ڈنر ہوگا۔ اور اس کے بعد آسٹریلیا کے دستور کے مطابق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اپنا تعارف کروائیں گے۔ اس اجلاس کی صدارت باؤلنگ کلب کے صدر کریں گے۔ اور اس کے بعد حضور کا خطاب ہوگا۔ خطاب کے بعد سوال و جواب ہوں گے"۔ اس پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے تو یہ تفصیل بتائی ہی نہیں گئی۔ مَیں تو سمجھتا تھا کہ فیری (FERRY) ایک چھوٹا سا جہاز ہوگا۔ اس میں کھانا ہوگا اور ہم واپس آجائیں گے۔ چنانچہ مَیں نے تو تیاری کوئی نہیں کی لیکن فوراً فرمایا کوئی بات نہیں ہم تیاری کے بغیر ہی خطاب کریں گے خدا تعالیٰ اپنے فضل سے بہتر سامان پیدا کرے گا۔

چنانچہ جب سارا قافلہ عبدالغفار خان صاحب کے گھر پہنچا تو اُس وقت ہم پروگرام سے قریباً آدھا گھنٹہ لیٹ تھے۔ فوراً حضور نے ارشاد فرمایا کہ کلب میں مہمانوں کو اطلاع دی جائے کہ ہم پروگرام کے وقت سے آدھا گھنٹہ لیٹ پہنچیں گے اور چونکہ سارا پروگرام لیٹ ہو جائے گا اِس لئے معذرت کی جائے۔ چنانچہ حسبِ ارشاد پیغام بھیج دیا گیا۔

نمازِ مغرب اور عشاء ادا کرنے کے بعد فوراً کلب پہنچے اور پہلے ڈنر ہوا۔ سبھی مہمان موجود تھے۔ کھانے کے بعد سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سٹیج کے اوپر تشریف لے گئے اور وہاں کے ایک ڈاکٹر صاحب نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا کہ آج حضرت خلیفۃ المسیح مرزا طاہر احمد صاحب ہمارے درمیان موجود ہیں آپ اپنا تعارف کروائیں گے اور اس کے بعد تقریر کریں گے اور پھر سوال و جواب ہوں گے۔

چنانچہ سیدنا حضور ایدہ اللہ نے اپنا تعارف کرایا اور اس کے بعد فرمایا کہ دوست سوال پوچھیں اور مَیں جواب دوں گا۔ جس پر سب سے پہلے ڈاکٹر صاحب نے بہت ہی عمدہ اور سیدھا سوال کیا کہ حضور آپ ہمیں اپنا عقیدہ بتائیں اور پھر یہ تقریب مجلس سوال و جواب میں بدل گئی اور یہ سوال و جواب تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہے اور واقعتاً تیاری کے بغیر ہی سارا پروگرام بہت کامیاب رہا جس کے تاثرات بعد میں خود مہمانوں نے لکھ کر مکرم عبدالغفار خان صاحب کی دکان پر دیئے جو کہ محفوظ ہیں۔

۵ راکتوبر کو CANBERRA (کینبرا) جو کہ
آسٹریلیا کا دارالحکومت ہے وہاں AUSTRALIAN
NATIONAL UNIVERSITY میں حضور کا
خطاب تھا۔ مخالفت زوروں پر تھی۔ ایک دن پہلے
حضور کی خدمت میں احباب جماعت نے عرض کیا کہ شاید
لوگ خطاب سننے نہیں آئیں گے کیونکہ بہت زیادہ مخالفت
ہو رہی ہے۔ جس پروفیسر نے صدارت کرنی تھی اس پر
بہت زیادہ دباؤ ڈالا جا رہا تھا کہ تم صدارت نہ کرو۔
اس پر حضور نے فرمایا یہ خطاب ضرور ہوگا چنانچہ حسب
پروگرام دوپہر کا کھانا کینبرا میں ایک پکنک کے دوران
کھایا گیا۔ کھانے کے فوراً بعد یونیورسٹی میں تقریر تھی۔
حضور ایدہ اللہ وہاں تشریف لے آئے اور حسب
پروگرام حضور کی تقریر ہوئی جس کا موضوع تھا ——

"SOME DISTINCTIVE
FEATURES OF ISLAM"

اس کے بعد سوال و جواب ہوئے۔ سوالوں کے انداز سے
ظاہر ہوتا تھا کہ بہت مخالفت ہو گئی ہے۔ ابھی سوال و
جواب جاری تھے کہ ہال استعمال کرنے کا وقت ختم
ہو گیا اور یہ مجلس برخاست کرنا پڑی۔ یاد رہے کینبرا
سڈنی سے ۲۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ بہت سرد مقام
ہے اور بہت ہی خوبصورت شہر ہے۔

خطاب کے بعد جب واپس روانہ ہوئے تو حضور
ایدہ اللہ نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں لوگوں کے
بہت خطرناک ارادے تھے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت
سے لیکچر کی کامیابی کے سارے سامان پیدا کر دیئے اور
اُن کے ارادے ناکام ہو گئے۔ اور حضور نے فرمایا کہ
رات میں نے ایک بہت مبارک اور مبشر خواب دیکھی
جس کا بہت لطف آیا اور آج وہ ساری پوری ہو گئی۔
خواب کا مطلب یہ تھا کہ خدا کی رحمت ہمارا ساتھ
نہیں چھوڑے گی اور دشمن کے منصوبے ناکام
ہو جائیں گے اور خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس
پروگرام کو پورا فرمائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ اب مجھے اس
رؤیا کا بہت لطف آیا ہے۔

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی مجلس شوریٰ ہو رہی تھی
ایک دوست مظفر احمدی صاحب۔ اُن کی بیگم صاحبہ
نے جو مجلس شوریٰ میں عورتوں کی طرف سے نمائندگی
کر رہی تھیں پیغام بھجوا کر بلایا۔ وہ حضور سے اجازت
لے کر گئے تو انہیں اُن کی بیگم صاحبہ نے بتایا کہ بچہ کو
بہت تکلیف ہے اور وہ شدت سے رو رہا ہے اسے
کسی ڈاکٹر کے پاس لے چلیں۔ چنانچہ وہ اس غرض کے لئے
دوبارہ حضور سے اجازت لینے کے لئے حاضر ہوئے۔
اور عرض کی کہ بچہ بہت بیمار ہے (بچے کی عمر سال یا
ڈیڑھ سال تھی) اور رو رہا ہے۔ حضور نے فرمایا گھبرانے
کی ضرورت نہیں میں دوا دیتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ
ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ بچہ
کہاں ہے؟ بچہ اپنی والدہ کے پاس دوسرے فلیٹ
میں تھا۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ اپنے کمرے میں گئے اور
ایک دوائی لے کر خود بچے کے پاس پہنچے اور اُسے اپنے
دست مبارک سے دوائی کھلائی۔

کیا نظارہ دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تو یہ تھا کہ بچہ

شدت سے روئے جا رہا ہے اور دوسری طرف یہ ہوا کہ جب حضور نے دوائی کھلانے کے بعد اُسے پیار کیا تو بچہ بالکل خاموش ہو گیا اور فوراً آرام سے سو گیا۔ حضور نے فرمایا یہ دوسری خوراک رکھ لو آئندہ ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ اگر پھر دوبارہ تکلیف ہو تو دے دینا لیکن خدا تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ بچہ معجزانہ طور پر بالکل ٹھیک ہو گیا اور دوسری خوراک کی حاجت ہی پیش نہ آئی۔ غرض خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے خلیفہ کی دعا کو سُنا اور اُس دوائی میں ایک زود اثر تاثیر پیدا فرما دی۔

آسٹریلیا میں بھی سب خدام نے بہت اخلاص سے ڈیوٹی دی اور سارے قافلہ کی خدمت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔

مکرم محمد علیم صاحب خالد کو حضور نے آسٹریلیا کا قائد خدام الاحمدیہ مقرر فرمایا اور اسی طرح مجلس مشاورت کے دوران دوسرے تمام عہدیداروں کا بھی تقرر فرمایا سب دوستوں نے بہت اخلاص سے اپنے اپنے فرائض ادا کیے۔

آسٹریلیا میں آخری مجلس عرفان مورخہ ۲۹/۱۰ کو ہوئی۔ جس میں مکرم عبدالغفار خان صاحب کی صاحبزادی نے WISE MAN FERRY والے پروگرام کے مہمانوں کی طرف سے آمدہ تاثرات پڑھ کر سنائے۔ آخر پر انہوں نے حضور ایدہ اللہ سے اجازت چاہی کہ وہ اپنے جذبات کا اظہار بھی کرنا چاہتی ہیں۔ چنانچہ حضور نے انہیں اجازت دے دی جس پر انہوں نے عرض کیا کہ حضور! وہ خود اور ان کے بھائی احمدی ضرور تھے لیکن احمدیت کا علم اور قدر نہ تھی لیکن آپ کے دورہ سے ہمیں آپ کے مقام کا علم ہو گیا ہے۔ اب پتہ چلا ہے کہ احمدیت کیا ہے۔ میں اپنی اور اپنے بھائیوں کی طرف سے سابقہ سُستی کی معافی چاہتی ہوں اور ہم آئندہ کے لیے اقرار کرتے ہیں کہ ہم اپنی جان، مال اور ہر چیز احمدیت کے لیے قربان کر دیں گے۔ محبت اور عقیدت میں ڈوبے ہوئے ان کے یہ الفاظ دل کی گہرائیوں سے نکل رہے تھے کہ سب حاضرینِ مجلس پر رقت طاری ہو گئی۔

چنانچہ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بچی کی بہت تعریف کی اور آخر پر نہایت رقت کے ساتھ دعا کروائی۔ تمام احباب پر رقت طاری تھی احباب کی سسکیاں آہستہ آہستہ چیخوں میں تبدیل ہو گئیں۔ اور اس کے بعد آسٹریلیا میں آخری اجتماعی کھانا ہوا۔

حضور سری لنکا پہنچے تو ایک مجلس عرفان میں احبابِ جماعت سے فرمایا کہ سڈنی اور فجی میں پبلک ایڈریس ہوتے رہے تو احبابِ جماعت نے فوراً عرض کیا کہ حضور! پھر سری لنکا کو اس شرف سے کیوں محروم رکھا گیا ہے؟ اس پر حضور نے فرمایا کہ آپ لوگ بزدل ہیں بہت ڈرتے ہیں۔ اس لئے نہیں رکھا گیا کہ کہیں تکلیف نہ ہو۔

خیر وقت گزرتا رہا اور جب آخری روز مجلس علم و عرفان ہو رہی تھی تو ایک نوجوان نے سوال کیا کہ حضور! آپ نے فرمایا ہے کہ جماعت سری لنکا کے لوگ بزدل ہیں۔ ہمیں وہ طریقہ بتایا جائے جس سے ہم اس بزدلی کو دور کر سکیں یا جس سے ہم ثابت کر سکیں

کہ ہم بزدل نہیں ہیں چنانچہ حضور نے فرمایا کہ اب

آپ لوگ دلیر ہو گئے ہیں۔

کہنے کو تو یہ ایک معمولی واقعہ ہے لیکن یہ اس چیز کا ایک ثبوت ہے کہ احباب جماعت میں ایک زبردست رُوحانی تبدیلی پیدا ہوئی۔ جو کہ محض اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشادات کا نتیجہ تھا اور جس کا ظہور محض آپ کی روحانی قوتِ قدسیہ کا پرتو تھا۔

الغرض سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چار ممالک کا نہایت کامیاب دورہ فرمایا ہے۔ اس دورہ سے وہاں کے احباب جماعت میں ایک نئی رُوحانی زندگی پیدا ہوئی ہے۔ اُنہیں خلافتِ احمدیہ کے مقام کا علم ہوا ہے۔ انہیں خلافت سے للّٰہی وابستگی اور اس کی خاطر جان، مال و آبرو کی قربانی کا راز معلوم ہوا ہے۔ خدا کرے یہ دورہ دُور رس نتائج کا حامل ہو اور ان ممالک کی مذہبی ترقی میں سنگِ میل کا کردار ادا کرے اور حضور کے جملہ مقاصدِ عالیہ کو اللہ خود اپنی جناب سے پورا فرمائے۔ آمین

سنگاپور

دارالحکومت : سنگاپور شہر
رقبہ : ۶۰۶ مربع کلومیٹر
آبادی : ۲۵ لاکھ
آزادی : ۱۹۶۵ء میں آزاد جمہوریہ
صدر : مسٹر ڈیون نائیر
وزیراعظم : لی کوآن یو
اصل باشندے : ملائی
مذاہب : اسلام، عیسائیت، ہندوازم، بدھ ازم، کنفیوشن ازم
زبانیں : ملائی۔ انگریزی۔ تامل۔ چینی
ذرائع آمدنی : تجارت، صنعت کاری
آب و ہوا : معتدل
احمدیہ مشن کی ابتدا : ۱۹۳۵ء
پہلے مبلغ : مولوی غلام حسین ایاز صاحب
پہلی مسجد کا افتتاح : مارچ ۱۹۵۴ء
صدر جماعت احمدیہ : مکرم عبدالحمید ساکین صاحب
خاص باتیں : سارا ملک ایک ہی شہر پر مشتمل ہے

- مذہبی آزادی ہے۔
- الیکٹرونک کے سامان میں مشہور ہے۔
- اس کی بندرگاہ دنیا کی چوتھی بڑی بندرگاہ ہے۔
- برٹش نظام تعلیم رائج ہے۔
- دو مشہور یونیورسٹیاں ہیں۔ سنگاپور یونیورسٹی اور نانینگ یونیورسٹی۔
- سنگاپور کے معنی ہیں "شیروں کا شہر"

سپیشلسٹ جیکٹس
جینز ــــ کارڈریٹ
DISCO JEANS
89-B پینوراما شاپنگ سنٹر
شاہراہِ قائدِ اعظم ۔ لاہور

پرنس فرنیشرز
دیدہ زیب، خوبصورت اور معیاری دفتری و گھریلو فرنیچر کی
خرید و فروخت کے لئے ہمارے
شوروم واقع
65 میکلوڈ روڈ لاہور پر تشریف لائیں!
برائے رابطہ:- عبدالحی خان
فون:- ۳۰۲۶۲۳ — ۳۰۲۶۵۳
ہم جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہیں،
نیشنل فوٹو سروس!
نابھہ روڈ — چوک پرانی انارکلی
لاہور
فون نمبر:- ۳۱۱۸۳۴

کنواری اقوام اِسلام کی آغوش میں

مسیح موسوی کی ایک عظیم پیشگوئی کا ظہور مسیح محمدی کے ذریعہ

عبدالسمیع خان ربوہ

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برپا کردہ انقلاب کے بعد دنیا کا سب سے عظیم اور وسیع ترین انقلاب وہ ہے جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ مقدر ہے اور اس کی پیشگوئیاں قدیم الہامی نوشتوں میں موجود ہیں۔

اس انقلاب کا ایک پہلو ان اقوام سے تعلق رکھتا ہے جنہیں مذہبی اصطلاح میں کنواری اقوام قرار دیا گیا ہے۔ یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ بہت سی پیشگوئیاں استعاروں میں کی جاتی ہیں اور ان کا صحیح مفہوم اس وقت تک مخفی رہتا ہے جب تک خدا کی طرف سے لفظی طور پر مجازہ کا پردہ نہ ہٹایا جائے یا خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت اصل معنے آشکارا نہ کرے۔

اب آیئے اس پیشگوئی کی طرف جو حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے انجیل میں بیان کی گئی ہے۔

انجیل متی باب ۲۴ میں مسیح نے اپنی بعثت ثانی کی پیشگوئی کی ہے اس کے بعد باب ۲۵ کا آغاز یوں ہوتا ہے۔

”اس وقت آسمان کی بادشاہی ان دس کنواریوں کی مانند ہوگی جو اپنی مشعلیں لیکر دُلہا کے استقبال کو نکلیں۔ ان میں پانچ بیوقوف اور پانچ عقلمند تھیں۔ جو بیوقوف تھیں انہوں نے اپنی مشعلیں تو لے لیں مگر تیل اپنے ساتھ نہ لیا۔ مگر عقلمندوں نے اپنی مشعلوں کے ساتھ اپنی کپیوں میں تیل بھی لے لیا اور جب دُلہا نے دیر لگائی تو سب اونگھنے لگیں اور سو گئیں آدھی رات کو دھوم مچی کہ دیکھو دلہا آگیا۔ اس کے استقبال کو نکلو اس وقت وہ سب کنواریاں اُٹھ کر اپنی اپنی مشعل درست کرنے لگیں اور بیوقوفوں نے عقلمندوں سے کہا کہ اپنے تیل میں سے کچھ ہم کو بھی دے دو کیونکہ ہماری مشعلیں بجھی جاتی ہیں۔ عقلمندوں نے جواب دیا

کہ شاید ہمارے تمہارے دونوں کے لیے کافی نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ بیچنے والوں کے پاس جا کر اپنے واسطے مول لے لو۔ جب وہ مول لینے جا رہی تھیں تو دلہا آ پہنچا اور جو تیار تھیں وہ اس کے ساتھ شادی کے جشن میں اندر چلی گئیں اور دروازہ بند ہو گیا پھر وہ باقی کنواریاں بھی آئیں اور آ کر کہنے لگیں۔ اے خداوند! اے خداوند ہمارے لیے دروازہ کھول دے اس نے جواب میں کہا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں تم کو نہیں جانتا۔" متی باب ۲۵ آیت ۱ تا ۱۲

یہ تمثیل درحقیقت حضرت مسیح ناصری کی اپنی بعثت ثانی کے متعلق ایک پیشگوئی ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"اس تمثیل میں حضرت مسیح ناصری نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جب دوبارہ دنیا میں آؤں گا تو کچھ قومیں جو ہوشیار ہوں گی وہ مجھے مان لیں گی لیکن کچھ اپنی غفلت کی وجہ سے مجھے ماننے سے محروم رہ جائیں گی۔" (الفضل ۱۰ فروری ۱۹۶۱ء)

یہ قومیں کونسی ہیں اس کو سمجھنے کے لیے یہ بات جاننی ضروری ہے کہ

مذہبی اصطلاح میں کنوارا پن قابل تعریف نہیں بلکہ ایک بڑا بھاری نقص ہے اور دنیا کی تمام قوموں کے لیے یہ مقدر ہے کہ آخری زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت ثانی کے ذریعہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اطاعت میں داخل ہوں اور اپنا وجود اسی آسمانی دولہا کے سپرد کر دیں تاکہ وہ روحانی طور پر بارآور ہوں اور ان کی روحانی اولاد پیدا ہو۔ پس کنواری سے مراد وہ تمام اقوام ہیں جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا۔ یہ قومیں دو حصوں میں منقسم ہیں ایک تو وہ اقوام ہیں جن تک اسلام کے دور اول میں اسلام کا پیغام نہیں پہنچا۔

اور دوسری وہ جن تک اسلام کا پیغام پہنچا تو ہے مگر انہوں نے قبول نہیں کیا اور اگر کیا بھی ہے تو بہت معمولی حد تک۔ ان میں سب سے زیادہ طاقتور اور وسیع حصہ عیسائی اقوام کا ہے جو خود بھی بے تابی کے ساتھ مسیح کی بعثت ثانی کی منتظر ہیں۔

عیسائی اقوام کو خاص طور پر کنواری اقوام کے زمرے میں شامل کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بقول ان کے وہ حضرت مسیح ناصری کی پیروکار ہیں لیکن دراصل انہیں حضرت مسیح پر ایمان نہیں۔ کیونکہ وہ انہیں خدا کے نبی کی بجائے خدا کا بیٹا قرار دیتی ہیں۔ مسیح محمدی کے ذریعہ ہی اسلام میں داخل ہو کر انہیں مسیح اول پر بھی حقیقی ایمان عطا ہو گا اور وہ آسمانی بادشاہت میں داخل ہوں گی۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خطاب مطبوعہ الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء سے اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حالیہ دورہ مشرق بعید کے دوران فجین اور آسٹریلیا

کے قدیم باشندوں کا گہری نظر سے جائزہ لینے کے بعد انہیں کنواری اقوام قرار دیا ہے۔ فجی قوم کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"جب فجی قوم سے ہمارا تعارف ہوا تو معلوم یہ ہوا کہ فجی قوم بھی ان قوموں میں سے ایک قوم ہے جس کو خدا تعالیٰ نے بطور کنواری اور بیمار دکھایا۔ صورت یہ ہے کہ جب میں نے جائزہ لیا تو یہ دیکھکر تعجب ہوا کہ فجینز میں مسیحیت تو پھیلی ہے لیکن اسلام نہیں پھیلا اور اسلام کے نقطۂ نگاہ سے فجی قوم بالکل کنواری بیٹھی ہوئی ہے۔"

(افتتاحی خطاب سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ ۱۹۸۳ء)

پھر آسٹریلیا کے قدیم باشندوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ قوم اس لحاظ سے کنواری ہے کہ اب تک اس کو اسلام کا پیغام نہیں پہنچا اس قوم کا دولہا اسلام ہے۔"

(الفضل ۲۹ر نومبر ۱۹۸۳ء)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے اس عالمگیر غلبہ اور تمام اقوام عالم کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔"

(الوصیۃ صٓ)

پھر اللہ تعالیٰ نے حسن و احسان میں مسیحا کے نظیر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر دی کہ اس پیشگوئی کا آپ کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور آپ کے ذریعہ کنواری اقوام کا اسلام میں داخلہ مقدر ہے۔ چنانچہ جنوری ۱۹۴۴ء کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود پر ایک رؤیا کے ذریعے یہ انکشاف فرمایا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ اس رؤیا میں آپ نے فرمایا:

انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ

کہ میں بھی مسیح موعود ہی ہوں یعنی اس کا مشابہ نظیر اور خلیفہ۔

اسی رؤیا میں آگے چل کر کنواری اقوام کا ذکر آتا ہے حضور فرماتے ہیں:۔

"میں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں میں وہ ہوں جس کے ظہور کے لیے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ اور جب میں کہتا ہوں میں وہ ہوں جس کے لیے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں اور جب میں کہتا ہوں۔ میں وہ ہوں جس کے لیے انیس سو سال سے کنواریاں اس سمندر کے کنارے پر انتظار کر رہی تھیں، تو میں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان عورتیں جو سات یا نو ہیں جن کے لباس صاف

ستھرے ہیں۔ دوڑتی ہوئی میری طرف
آتی ہیں مجھے السلام علیکم کہتی ہیں اور ان
میں سے بعض برکت حاصل کرنے کے لیے
میرے کپڑوں پر ہاتھ پھیرتی جاتی ہیں اور
کہتی ہیں "ہاں ہاں ہم تصدیق کرتی ہیں
کہ ہم انیس سو سال سے آپ کا انتظار
کر رہی تھیں"۔

اس رؤیا کی تعبیر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:۔

"رویا میں میں نے جو یہ کہا کہ "میں وہ ہوں
جس کے لیے انیس سو سال سے کنواریاں
اس سمندر کے کنارے پر انتظار کر رہی تھیں"
اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ
میرے زمانہ میں یا میری تبلیغ سے یا ان
علوم کے ذریعہ سے جو اللہ تعالیٰ نے میری
زبان اور قلم سے ظاہر فرمائے ہیں۔ ان
قوموں کو جن کے لیے حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا مقدر
ہے اور جو حضرت مسیح ناصری کی زبان
میں کنواریاں قرار دی گئی ہیں ہدایت
عطا فرمائے گا اور اس طرح خدا تعالیٰ
کے فضل سے وہ میرے ہی ذریعہ ایمان
لانے والی سمجھی جائیں گی"

(الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء)

اس رؤیا سے قریباً دس سال قبل خدا تعالیٰ
نے اپنی خاص تقدیروں کے تحت آپ کے ہاتھوں
تحریک جدید کی بنیاد رکھوائی جس کے ذریعہ تمام اقوامِ عالم
میں تبلیغ اسلام کا ایک ابدی نظام جاری کر دیا گیا ہے اور
یہ کارواں اب ہر دم بلندیوں کی جانب بڑھ رہا ہے۔ حضور خود
فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ نے ایک ایسی بنیاد تحریک
جدید کے ذریعہ سے رکھ دی ہے جس کے
نتیجہ میں حضرت مسیح ناصری کی وہ پیشگوئی
کہ کنواریاں دولہا کے ساتھ قلعہ میں داخل
ہوں گی ایک دن بہت بڑی شان اور عظمت
کے ساتھ پوری ہوگی۔ مثیل مسیح ان کنواریوں
کو اللہ تعالیٰ کے حضور لے جائے گا اور
وہ قومیں جو اس سے برکت پائیں گی خوشی
سے پکار اٹھیں گی کہ ہوشعنا۔ ہوشعنا
اس وقت انہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر ایمان لانا نصیب ہوگا اور اسی وقت
انہیں حقیقی رنگ میں مسیح اول پر سچا ایمان
نصیب ہوگا۔ اب تو وہ قومیں انہیں خدا تعالیٰ
کا بیٹا قرار دے کر درحقیقت گالیاں
دے رہی ہیں لیکن مقدر یہی ہے کہ میرے
بوئے ہوئے بیج سے ایک دن ایسا
درخت پیدا ہوگا کہ یہی عیسائی اقوام
مثیل مسیح سے برکت حاصل کرنے کے لیے
اس کے نیچے بسیرا کریں گی اور خدا تعالیٰ
کی بادشاہت میں داخل ہو جائیں گی اور
جیسے خدا کی بادشاہت آسمان پر ہے

ویسے ہی زمین پر آجائے گی ۔"

(الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء)

لاریب کہ یہ پیشگوئی حضرت مصلح موعود کے ذریعہ سے خوب پوری ہوئی ۔ بہت سی اقوام آپ کے قائم کردہ نظام تبلیغ کے ذریعہ اسلام کی آغوش میں آئیں اور یہ سلسلہ جاری ہے اور ابھی بہت سی ایسی اقوام اسلام قبول کرنے کیلئے تیار بیٹھی ہیں ۔ انہی میں سے دو اقوام فجی اور آسٹریلیا کے قدیمی باشندے بھی ہیں ۔

حضور انور نے ان تک اسلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام عمدگی سے پہنچانے کے لیے اور ان کے دل جیتنے کے لیے پروگرام ترتیب دیئے ہیں جن پر عمل شروع ہو چکا ہے آپ نے ان قوموں کے اسلام میں داخلہ کی پُرجلال پیشگوئی بھی فرمائی ۔ فجی قوم کے متعلق فرمایا :-

"یہ قوم اللہ کے فضل سے قبولِ اسلام کے لیے بالکل تیار بیٹھی ہے .....
ایک قدم اور ایک چھلانگ اور ایک جھپٹا مارنے کی دیر ہے سارا فجی اللہ تعالیٰ کے فضل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں پڑا ہوگا "

آسٹریلیا کے قدیم باشندوں کے متعلق فرمایا :

"وہ دن دور نہیں جب آسٹریلیا کے براعظم میں اسلام کا سورج پوری شان سے چمکے گا اب تو آسٹریلیا میں جگہ جگہ مسجدیں بنیں گی ۔ لازماً آسٹریلیا کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امن کے سائے میں آنا پڑے گا "

(الفضل ۲۹ نومبر ۱۹۸۳ء)

یہ ساری بشارات اس آسمانی بادشاہت کے قیام کے لیے ہیں جس کے تخت پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوں گے اس آسمانی بادشاہت کے قیام کی اقوام عالم ہمیشہ منتظر ہیں اور انجیل میں بھی اس کا نقشہ کھینچا گیا ہے ۔ یوحنا اپنے ایک کشف کے ذکر میں بیان کرتا ہے ۔

"میں نے ایک نئے آسمان اور نئی زمین کو دیکھا کیونکہ پہلا آسمان اور پہلی زمین جاتی رہی تھی اور سمندر بھی نہ رہا پھر میں نے شہر مقدس نئے یروشلم کو آسمان پر سے خدا کے پاس سے اترتے دیکھا اور وہ اس دلہن کی مانند آراستہ تھا جس نے اپنے شوہر کے لیے سنگھار کیا ہو ۔ پھر مَیں نے تخت میں سے کسی کو بلند آواز سے یہ کہتے سنا کہ دیکھ خدا کا خیمہ آدمیوں کے درمیان ہے اور وہ ان کے ساتھ سکونت کرے گا اور وہ اس کے لوگ ہوں گے اور خدا آپ ان کے ساتھ رہے گا اور ان کا خدا ہو گا "

(مکاشفہ یوحنا باب ۲۱ آیت ۱ تا ۳)

پس کنواری اقوام کے متعلق حضرت مسیح علیہ السلام کی

پیش خبری حضرت مسیح محمدیؑ کے ذریعہ پوری ہو رہی
ہے یہ پیشگوئی مسیحؑ اول کی صداقت کا ثبوت بھی
ہے اور مسیح موعودؑ کی صداقت کا بھی۔ اس کے پورا
ہونے کی خبر دیتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعود
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"وہ جس نے آنا تھا نوشتوں کے مطابق
آدھی رات کو آیا اور ایسا ہی ہونا چاہیئے
تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مامور ہمیشہ تاریکی
کے زمانہ میں ہی آیا کرتے ہیں ......
اس زمانہ کا مسیح اور آسمانی بادشاہت
کا دولہا ایسے ہی وقت میں آیا جبکہ
کنواریاں سو چکی تھیں اور ان کی مشعلوں
کا تیل ختم ہو چکا تھا سوائے چند کے
جنہوں نے ہوشیاری سے تیل محفوظ رکھ
چھوڑا تھا اور جو دولہا کے جلوس میں
شامل ہو گئیں باقی سب نہ صرف جلوس
میں شامل نہیں ہوئیں بلکہ افسوس کہ وہ
تمثیل کی کنواریوں کی مانند تیل کی تلاش
میں بھی نہیں گئیں اور سوتی ہی رہیں مگر
اللہ تعالیٰ کا رحم بہت وسیع ہے گو
کہا گیا تھا کہ جو سوتی رہیں ان کے لیے
شادی کے گھر کا دروازہ نہیں کھولا جائیگا
لیکن خدا تعالیٰ کے رحم نے فیصلہ کیا
ہے کہ ہر اک جو اپنی غفلت سے تائب
ہو کر دولہا کی طرف قدم اٹھائے اسے
قبول کیا جائے تا شیطان کی حکومت کو
ختم کیا جائے اور دنیا کا سردار ہمیشہ
کے لیئے بُعد میں ڈال دیا جائے"
(تحفہ لارڈ اروِن صفحہ ۱۹، ۲۰)

آپؓ ساری دنیا کو یہ بشارت دیتے ہیں کہ ابھی داخلہ کا
دروازہ بند نہیں ہوا۔ آؤ اور نبی اکرمؐ پر ایمان لا کر آسمانی
بادشاہت میں داخل ہو جاؤ۔ تمام اقوام عالم کو مخاطب
کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"اے مشرق و مغرب کی سرزمینوں کے
بسنے والو! سب خوش ہو جاؤ اور افسردگی
کو دلوں سے نکال دو کہ آخر وہ دولہا جس کی تم کو
انتظار تھی آگیا۔ آج تمہارے لیے غم اور فکر جائز
نہیں۔ آج تمہارے لیے حسرت و اندوہ کا
موقع نہیں بلکہ خرمی و شادمانی کا زمانہ ہے
مایوسی کا وقت نہیں بلکہ امیدوں اور
آرزوؤں کی گھڑیاں ہیں پس تقدیس کے سنگھار
سے اپنے آپ کو زینت دو اور پاکیزگی کے
زیوروں سے اپنے آپ کو سجاؤ کہ تمہاری
دیرینہ آرزوئیں بر آئیں اور تمہاری صدیوں
کی خواہشیں پوری ہوئیں تمہارا رب خود چل کر
تمہارے گھروں میں آگیا اور تمہارا مالک آپ
تمہاری رضامندی کا طالب ہوا۔
آؤ آؤ کہ ہم سب اپنے بچوں والے تنازعات کو بھول کر
اسکے فرستادہ کے ہاتھ پر جمع ہو جاویں اور اسکی حمد کے
ترانے گائیں اور ثناء کے قصیدے پڑھیں اور اسکے دامن کو
ایسی مضبوطی سے پکڑ لیں کہ پھر وہ یار یگانہ کبھی ہم سے جدا نہ ہو"
(احمدیت یعنی حقیقی اسلام صفحہ ۱۶۱)

Digitized By Khilafat Library Rabwah
ہم جلسہ سالانہ پر آنے والے معزّز مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہیں
ہر قسم کے سامان بجلی، موٹر وینڈنگ اور گھریلو، دفتری فٹنگ کے لئے ہمارے ہاں
تشریف لائیے
ڈیلر فلپس کمپنی ۔ یونیورسل سٹیبلائزر
میسرز احمد برادرز
ریلوے روڈ۔ ربوہ
کیلکولیٹرز، ٹائپ رائٹرز اور دیگر دفتری مشینوں کی
سیل اور سروس کے لیئے
آپ کا اپنا ادارہ
پروڈینشل بزنس
الخوش بلڈنگ ۔ بنک سکوئر ۔ لاہور
فون :۔ ۵۶۳۱۷ ۔ ۳۲۱۶۸۶

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

خدا تعالیٰ کے فضل سے فجی میں بھی بہت سے احباب کو خواب کی بناء پر قبولِ حق کی سعادت حاصل ہوئی ایسے احباب میں سے بعض کی خوابیں ازدیادِ ایمان کی خاطر درج ذیل ہیں۔

(از مولانا سجاد احمد خالد مبلغ انچارج فجی)

مکرم جناب ماسٹر محمد حسین صاحب ہیڈ ماسٹر احمدیہ سکول لٹوکا تحریر فرماتے ہیں:۔

"۱۹۶۳ء سے قبل جب خاکسار ابھی لاہوری احمدیہ جماعت کے ساتھ منسلک تھا اور قصبہ مارو (MARO) کے پرائمری سکول کے ہیڈ ماسٹر کے طور پر مارو میں مقیم تھا ایک روز سکول کی ایک طالبہ اپنے گھر سے دس پونڈ سٹرلنگ چوری اُٹھا کر لے آئی اور سکول کی دوسری بچیوں کے ساتھ مل کر اس نے سکول میں ایک پونڈ خرچ بھی کر لیا اس پر اُن بچیوں کے والدین کے درمیان جھگڑا چل پڑا جس میں بعض والدین نے ہیڈ ماسٹر کو یعنی مجھے بھی ملوث کر دیا۔ اور مجھ پر بھی ناراض ہوئے کہ میں نے اس معاملے میں کیوں دخل دیا۔ یہاں تک کہ معاملہ پولیس تک پہنچ گیا۔

میں اس واقعہ سے سخت پریشان ہوا۔ کیونکہ میں نے والدین میں محض باہمی مصالحت کی غرض سے اور نیک نیتی سے اس معاملے میں دخل دیا تھا اور کسی کی بے جا طرف داری نہیں کی تھی۔ اس پریشانی کے عالم میں خاکسار نے اللہ تعالیٰ کے حضور بھی دعا کی کہ وہ مجھے اس تنازعہ کے بد اثرات سے محفوظ رکھے چنانچہ اس دوران جزائر فجی کے پہلے مبلغ مکرم مولانا شیخ عبدالواحد صاحب فاضل مجھے خواب میں ایک فرشتہ سیرت بزرگ کی شکل میں ملے اور مجھے تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ "انشاء اللہ آپ کی پریشانی دور ہو جائے گی"۔ جب یہ خواب میں نے ناندی جا کر مکرم شیخ عبدالواحد صاحب فاضل سے بیان کیا تو انہوں نے یہ تعبیر کی کہ آپ کی پریشانی انشاء اللہ واقعی دور ہو جائے گی لیکن خواب میں آپ کا مجھے دیکھنا

یہ ثابت کرتا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ آپ بیعت کر کے جماعت مبایعین میں شامل ہو جائیں اور یہ کہ آپ کی سب مشکلات کا حل احمدیت میں ہے چنانچہ اس کے بعد میں شرح صدر سے بیعت کر کے جماعت احمدیہ مبایعین میں شامل ہو گیا جس کے نتیجہ میں واقعی اللہ تعالیٰ نے میری تمام پریشانیاں دور فرما دیں اور وہ سکول والا معاملہ بھی باحسن صورت طے ہو گیا۔"

○ ماردو کے مکرم محمد بشیر خاں صاحب تحریر کرتے ہیں کہ :-

"جزائر فجی میں احمدیت کے چرچا اور احمدیہ مشن کے قیام سے پہلے وہاں عیسائیت کا بہت زور تھا اور حضرت عیسیٰؑ کی آسمان سے آمد کے عیسائی بھی مسلمانوں کی طرح ہی منتظر تھے جس کی وجہ سے یہ خیال میرے دل میں گھر کرنے لگا کہ عیسائیت سچی ہے اور عیسائی ہو جانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے تاہم اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ میں ابھی عیسائی نہیں ہوا تھا بلکہ سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے خواب میں ایک نہایت بزرگ انسان ملے انہوں نے بڑے جلال سے مجھے فرمایا "محمد بشیر ہوش کرو۔ جس شخص کی تمھیں تلاش ہے وہ عیسیٰ یا مسیح ناصریؑ نہیں ہے بلکہ وہ کوئی اور ہے اور دنیا میں ظاہر ہو چکا ہے۔" اس وقت جزائر فجی کے پہلے مبلغ جناب شیخ عبدالواحد صاحب فاضل فجی میں آ چکے تھے اور میرے والد محترم مولوی محمد قاسم صاحب بھی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کر چکے تھے لیکن میرا اس طرف رجحان نہیں تھا۔ تاہم مذکورہ بالا خواب دیکھنے کے بعد میرا رجحان احمدیت کی مبایع جماعت کی طرف ہو گیا اور میں نے بھی اپنے والد صاحب کی طرح شرح صدر سے بیعت کر لی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لینے کے بعد مجھے اسلام سے ایسی محبت اور لگاؤ پیدا ہو گیا اور ایسے فہم و فراست سے اللہ تعالیٰ نے سرفراز فرمایا کہ میں عیسائیوں کے سامنے نہایت جرأت اور یقین سے اسلام کی حقانیت اور عیسائیت کے موجودہ عقائد کا بطلان ثابت کرنے لگ گیا اور میں نے اللہ کا تہہ دل سے شکر ادا کیا کہ صداقت مجھ پر کھل گئی اور میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور حقیقی غلاموں میں شامل ہو گیا ہوں۔"

بقیہ :- دلنشین یادیں

" اپنے خدام کے نام میرا پیغام یہی ہے کہ خدام بنیں۔ تمام ہدایات لکھی ہوتی ہیں ان پر عمل کر کے ہی خدام فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ خالی نام سے تو کچھ نہیں ہوتا جب تک عملی حالت درست نہ ہو انسان کی کامیابی ممکن نہیں۔"

حضرت مولوی محمد حسین صاحب اس عمر میں بھی جوانوں کی طرح کام کرتے ہیں مگر عمر کا تقاضا ہے اور طبیعت کسی وقت علیل بھی ہو جاتی ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بابرکت وجود کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا کرے اور ہمیں آپ کی برکتوں سے متمتع کرتا رہے۔ (آمین)

TODAY YESTERDAY

WEST TAVEUNI EAST

ڈیٹ لائن

محترم مشتاق احمد صاحب شائق
ربوہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"
(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

اگر ہم مذہب اور سائنس کے باہمی تعلق کا نظرِ عمیق سے جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مذہب جن باتوں کو بطور پیشگوئی پیش کرتا ہے۔ سائنسی علوم اُس کی حقیقت کو بیان کرکے مذہب کے پیروکاروں کے عین الیقین کو حق الیقین میں بدل دیتے ہیں اور انسان اپنے خالق کی زیادہ حمد اور ثنا کرتا ہے۔

آج کا انسان جب ایٹم میں پوشیدہ بے پناہ قوت کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس کا سہرا سائنس دانوں کے سر پر باندھتا ہے۔ یہ نہ جانتے ہوئے کہ اس کا راز آج سے چودہ سو سال قبل خدا تعالیٰ نے اپنی زندہ کتاب میں ہر انسان کے لیے فاش کر دیا تھا۔ یہ کہتے ہوئے کہ میں نے ایک ذرہ کو اتنی قوت بخشی ہے کہ تم اس کی طاقت کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے

اسی طرح جب ہم آج سے چند صدیاں پہلے کے زمانہ کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ادیانِ باطل کے اُس وقت کے علمبرداروں نے ایک ایسے عظیم سائنس دان کو تختہ دار پر چڑھوادیا۔ صرف اس کلیہ کو پیش کرنے کی پاداش میں کہ اُس نے دنیا کو یہ بتایا کہ سورج زمین کے گرد نہیں گھومتا بلکہ زمین اپنے محور کے گرد چوبیس گھنٹوں میں گھومتی ہوئی ۳۶۵ دنوں میں سورج کے گرد ایک گردش پوری کرتی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں اس کے بارہ میں اشارات موجود ہیں۔

جغرافیائی علوم سے تعلق رکھنے والے سائنس دانوں نے

کرۂ زمین کو طول بلد اور عرض بلد کے ذریعہ شمالاً جنوباً اور شرقاً غرباً خیالاتی لائینوں سے تقسیم کر کے بہت سے حیرت انگیز قدرتی انکشافات دنیا کے سامنے پیش کر کے اس بات کا ثبوت مہیا کیا کہ کس طرح زمین کی گردش سے موسموں میں تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ اسی ضمن میں انہوں نے زمین کے ارد گرد قطب شمالی سے قطب جنوبی تک ایک خیالاتی لائین بھی لگائی جسے ڈیٹ لائن کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اسے انٹرنیشنل ڈیٹ لائین کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

یہ خیالاتی لائن طول بلد ۱۸۰° پر سے گذرتی ہوئی خیال کی جاتی ہے اور جب بیرنگ سٹریٹ (BERING STRAIT) سے گذرتی ہے تو قدرے مشرق کی جانب مڑ جاتی ہے۔ صرف اس لیے کہ سائبیریا کو اس لحاظ سے تقسیم نہ کرنا پڑے اور پھر ایلوشیا کے جزیرہ کو الاسکا میں شامل رکھنے کے لیے قدرے مغرب کی طرف جھک جاتی ہے اور خطِ استوا سے جنوب کی طرف بعض جزائر کو نیوزی لینڈ کے ساتھ ایک ہی دن کے اوقات پر رکھنے کے لیے اس لائین کو قدرے مشرق کی طرف موڑ دیا ہے۔

اس خیالاتی لائن کو معرض وجود میں لانے کی دراصل غرض یہ تھی کہ بین الاقوامی سطح پر وقت کو ایک ہی معیار پر مقرر کیا جائے جسے سٹینڈرڈ ٹائم بھی کہتے ہیں۔ اس بات کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر ایک مسافر جو زمین کے گرد ایک چکر لگانا چاہتا ہے اور اپنے ساتھ ایک گھڑی بھی لے جاتا ہے اور اس پر اپنی گھڑی کو ایک گھنٹہ خواہ آگے کر لیتا ہے یا ایک گھنٹہ پیچھے لیکن جب بھی وہ ایک ٹائم زون سے یا کیلنڈر زون سے نکل کر دوسرے میں داخل ہوگا تو اُسے ایک دن پہلے کی نسبت اپنی تاریخ کو ایک دن آگے کی جانب عین اس وقت تبدیل کرنا پڑے گا جب اس کی گھڑی پر آدھی رات کا وقت ہوگا اور جب وہ واپس اُسی مقام پر پہنچے گا جہاں سے وہ چلا تھا تو وہاں پر اُن لوگوں کے وقت اور تاریخ کے مطابق جو وہیں پر قیام پذیر رہے وہ　　ایک دن آگے ہوگا۔ لہٰذا ایک مسافر جب اس ڈیٹ لائن سے مشرق کی طرف جائے گا تو وہ اپنی گھڑی پر تاریخ کو ایک مکمل دن کے لیے پیچھے کر لیگا اور اگر وہی مسافر اس خیالاتی لائن سے مغرب کی طرف جائے گا تو اپنی گھڑی پر تاریخ کو ایک مکمل دن کے لیے آگے کر لے گا۔

راقم الحروف کو اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں ۱۴ اگست ۱۹۶۰ء کو انگلستان کورس پر جانے کے لیے کراچی سے نکوسیا کو روانہ ہوا تو سب سے پہلے طیارہ طہران کے فضائی مستقر مہر آباد پر اُترا۔ اور ہم نے وہاں پر دوپہر کا کھانا کھایا اور جب وہاں سے نکوسیا پہنچے تو وہاں پر جس ہوٹل میں ہم نے ٹھہرنا تھا دیکھا تو لوگ دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے چنانچہ ہمیں ہدایت کی گئی کہ آپ لوگ دوپہر کا کھانا دوبارہ کھائیں۔ ورنہ رات کے کھانے میں وقفہ بڑھ جائے گا۔ اور آپ لوگوں کو بھوک لگ جائے گی چنانچہ ہم سب نے ایک تو زندگی کا سب سے لمبا دن گذارا اور دوسرے ایک دن میں دوپہر کے دو کھانے کھائے۔

مندرجہ بالا امور قارئین کے سامنے پیش کرنے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ جہاں پر بنیادی لحاظ سے یہ خیالاتی

لائن اپنے اندر ایک اہمیت کی اہل ہے وہاں پر موجودہ زمانہ
میں روحانی لحاظ سے بھی اس لائین کو ایک خاص مقام حاصل
ہوگیا ہے جو اسے احمدیت سے قبل حاصل نہ تھا۔ مشرق بعید میں
یہ خیالاتی لائین جزائر فجی میں واقع ایک ایسے مقام سے
گذرتی ہے۔ جہاں پر بین الاقوامی سطح پر ایک بورڈ نصب
ہے جسے قارئین فوٹو میں دیکھ سکتے ہیں۔ بورڈ پر دو اطراف
ظاہر کی گئی ہیں جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ کہ اگر
مسافر ڈیٹ لائین سے مشرق کی طرف جائے گا۔ تو
اسے اپنی گھڑی پر تاریخ کو ایک دن پیچھے کرنا پڑے گا۔
اور اگر وہ مغرب کی طرف گامزن ہوگا تو ایک دن کیلئے
اُسے آگے کرنا پڑے گا۔

ڈیٹ لائین کا یہ مقام مشرق کا آخری نقطہ ہے
خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اور اپنی تائیدِ خاص
سے اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کے لیے حضرت امیر المومنین
ایدہ اللہ تعالیٰ کو بنفس نفیس اس مقام پر تشریف لے جانے
کی توفیق بخشی۔ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ
پیشگوئی کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے وجود میں ایک نئی شان سے پوری ہوئی۔ جس کا ذکر
تاریخ احمدیت میں ہمیشہ سنہری حروف سے کیا جاتا رہیگا
کیونکہ کسی خلیفۂ وقت کے ذریعہ ڈیٹ لائن (جو کہ
دنیا کے کنارہ کی حیثیت رکھتی ہے) کے قریب واقع ایک
ملک میں تبلیغ کرکے حضرت اقدسؑ کا پیغام پہنچانے
کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ اور اس موقعہ پر جو افراد وہاں
پر موجود تھے وہ کتنے ہی خوش قسمت ہیں کہ انہیں
حضور کی معیّت حاصل ہوئی اور وہ اس موقعہ پر کھینچی
گئی تصاویر کے ذریعہ سے اس تاریخی واقعہ کے شاہد
قرار پائے۔

بقیہ: میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

اور اس کے علاج کے اخراجات کے علاوہ ان کی مہمان
نوازی بھی تقریباً ایک ماہ تک کرتے رہے اور جماعتی
طور پر دعائیں بھی کی گئیں۔ جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے
فضل و کرم سے بچہ مکمل طور پر صحت یاب ہوگیا اور وہ
لوگ جماعت کو اور مولانا صاحب کو دعائیں دیتے
ہوئے خوشی خوشی اپنے جزیرہ کو لوٹ گئے۔

وقت گزرتا گیا۔ ۱۹۷۱ء میں اتفاق ایسا ہوا کہ
انہیں کے جزیرہ "تادیونی" میں اس بیمار لڑکے کی معمر والدہ
نے خاکسار اور مولوی محمد صاحب کو اپنے مکان کے قریب
سے گزرتے ہوئے دیکھا تو اُس نے مجھے مکرم شیخ عبدالواحد
صاحب سمجھکر اپنے گھر بلا لیا اور پھر مندرجہ بالا سارا
واقعہ سُنا کر اصرار کیا کہ ہم ان کے ہاں ٹھہر کر انہیں
مہمان نوازی کا موقع دیں اور تبلیغ بھی کریں اور اس
طرح اس جزیرہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک نئی جماعت پیدا
فرمادی۔ اور یوں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام
کا یہ الہام بڑی آب و تاب اور پوری شان کے ساتھ پورا
ہوا کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے
کناروں تک پہنچاؤں گا"

فجی

دارالحکومت : سووا
رقبہ : ایک لاکھ مربع میل
آبادی : ۶،۱۸،۹۷۹ افراد
آزادی : ۱۰ راکتوبر ۱۹۷۰ء
کل صوبے : ۱۴
مشہور شہر : لمباسہ، نوسوری، با، لاٹوکا، واٹوکولا
انٹرنیشنل ایئرپورٹ : ناندی
اصل باشندے : کادیتی (فجین باشندے)
مذاہب : اسلام، عیسائیت، ہندوازم، کنفیوشش ازم
مشہور پیداوار : چینی۔ ناریل۔ ادرک
معدنیات : سونے کی کانیں
احمدیہ مشن کا قیام : ۱۹۶۰ء
پہلے مبلغ : مکرم شیخ عبدالواحد صاحب
پہلی مسجد : مسجد ناصر لٹوکا
فجی میں شہید مبلغ : مکرم حافظ عبدالحفیظ صاحب
آب و ہوا : مرطوب
خاص باتیں : کل جزائر ۳۰۰ آباد جزائر ۱۰۰

- درجہ حرارت ۶۰ F تا ۹۰ F
- انتظامی امور میں قبائلی سردار کو بہت اہمیت حاصل ہے۔
- انٹرنیشنل ڈیٹ لائن اس ملک کے جزیرہ "تاویونی" میں سے گذرتی ہے جس کی وجہ سے ارضِ فجی کو زمین کا کنارہ کہا جاتا ہے۔

٭

(محترم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری)

فجی (F I J I) کا ملک جنوبی بحر الکاہل میں تین چار سو بڑے چھوٹے جزائر پر مشتمل ہے جن میں سے سو کے لگ بھگ آباد جزیرے ہیں۔ تین چار سب سے بڑے اور اہم جزیروں میں سے ایک جزیرہ "تاویونی (TAVIYONI) ہے جس میں خدا کے فضل سے احمدی مسلم آبادی بھی موجود ہے اور وہاں ہمارے مبلغین کے تبلیغی دَورے کامیابی سے جاری ہیں۔ یہ جزیرہ نسبتاً غیر متمدن ہے اور زیادہ ترفجی کے اصلی کاویتی باشندوں سے آباد ہے۔ گو ہندوستانی نسل کے لوگ بھی بہت ہیں۔ جزیرہ کے چاروں طرف سمندر کے کنارے کنارے ایک اچھی خاصی ہائی وے بھی ہے۔ پہاڑیوں میں اُبلتے ہوئے پانیوں کے بعض چھوٹے چھوٹے چشمے بھی پائے جاتے ہیں۔ وہاں پر لوگ دُور دُور جنگلوں میں آباد ہیں اور شہری طرز پر اکٹھی آبادی بہت ہی کم ہے۔

زمین کے کنارے، ہمارے کرۂ ارض کو نصف میں تقسیم کرنے والی ڈیٹ لائن بھی اسی جزیرہ سے گزرتی ہے جہاں دونوں طرف تاریخیں روزانہ مختلف ہوتی ہیں۔ ہمارے اس کرۂ ارض کے دوسرے حصّہ یا دوسری دنیا کا دن روزانہ سب سے پہلے اسی جزیرہ میں چڑھتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ جزیرہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا" کے ظاہرو باہر طور پر پورا ہونے کا موجب ہے۔ اس ڈیٹ لائن کی نشاندہی کے لیے حکومت کی طرف سے پتھر کے بعض یادگاری نشانات بھی نصب ہیں جو سیّاحوں کی دلچسپی کا موجب ہوتے ہیں۔

خاکسار اپنے قیام فجی کے دوران جنوری ۱۹۷۱ء میں پہلی مرتبہ اس علاقہ میں تبلیغ کے لیے گیا۔ لمباسہ شہر کے مخلص احمدی مولوی محمد لال ٹوپی صاحب بھی میرے ہمراہ تھے۔ ہم نے سمندر کے کنارے ایک مسلمان بھائی کے سادہ اور عجیب سے غریبانہ مکان میں پانچ روز تک قیام کر کے اس علاقہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچایا اس دوران تبلیغ کے لیے وہاں اجتماعات ہوتے رہے اور

ایک مرتبہ دُور دُور کے مکانات سے ہندو اور سکھ کسانوں کو بلا کر ایک کامیاب جلسہ بھی کیا گیا اور اس طرح پانچ چھ روز جنگل کی اس طبعی زندگی کے مشاہدہ اور پسماندہ دیہاتیوں کے ساتھ ان کے طور طریقے کے مطابق رہنے ان میں دینی مجالس قائم کرنے، زمین پر ہی راتیں گزارنے اور ان لوگوں کے ساتھ ہی بیٹھکر کھانے پینے سے جو رُوحانی حظ و سرور حاصل ہوا وہ مجھے اب تک نہیں بھُولا۔

یُوں معلوم ہوتا تھا جیسے ہماری یہ قیامگاہ "رابنسن کروسو" والے خیالی جزیرے میں "رابنسن" کی مرکزی جھونپڑی ہے۔ بانس لکڑی گھاس اور مٹی کے بنے ہوئے تین وسیع کمروں اور باہر تین طرف برآمدوں اور گھاس کی چھت پر مشتمل یہ نہایت سادہ سی عمارت تھی۔ قدرتی ماحول بھی خوشگوار اور سکون بخش تھا ایک اونچی اور جنگل سے اَٹی ہوئی پہاڑی کے دامن میں تقریباً دو فٹ چوڑے اور ڈیڑھ فٹ گہرے صاف آبشار نما نالے کے عین اوپر پہاڑی کو ذرا کھود کر اس عمارت کو یوں بنایا گیا تھا کہ وہ نالہ اوپر سے بل کھاتا ہوا مکان کے اندر داخل ہو جاتا اور بائیں برآمدے میں سے ہوتا ہوا دوسری طرف گہرے کھڈ میں جا نکلتا اور پھر آگے شور مچاتا ہوا تقریباً ایک فرلانگ کا نشیبی فاصلہ طے کرکے سمندر کی اُچھلتی کودتی لہروں سے جا لپٹتا تھا گویا اہلِ خانہ کو پانی ذخیرہ کرنے کی ضرورت نہ تھی ان کے کھانے پینے نہانے اور کپڑے دھونے کے لیے قدرت کی طرف سے مکان کے اندر ہی صاف اور ٹھنڈے پانی کا چھوٹا سا دریا جاری تھا جس سے مکان کی فضا بھی اچھی رہتی تھی۔ نہانے کے لیے کول تار کا ایک بڑا ڈرم دونوں طرف سے کاٹ کر بطور پردہ مکان کے برآمدے میں اسی نالے کے اوپر سیٹ کیا ہوا تھا جس میں انسان آزادی سے جب چاہے نہا سکتا تھا۔

کمروں میں مٹی کا صاف ستھرا فرش تھا جس پر جگہ جگہ سونے اور بیٹھنے کے لیے چٹائیاں بچھی تھیں۔ اس جنگلی ماحول میں اس مکان کے رہنے والوں کے ساتھ ہماری آشنائی مسبب الاسباب خدا کے کرشموں میں سے ایک کرشمہ ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ اس علاقہ میں آمد سے کئی سال پہلے کی بات ہے کہ ایک مرتبہ اسی غریب میزبان کا ایک آٹھ نو سالہ لڑکا کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ جب لوکل علاج کارگر نہ ہوا تو وہ اُسے بذریعہ سمندری کشتی علاج کے لیے فجی کے دارالحکومت سُووا (SOVA) لے آئے۔ سووا میں اُن کی کسی سے جان پہچان نہ تھی بندرگاہ سے باہر نکل کر بازار میں اچانک بقول ان کے ایک پگڑی اور اچکن زیب تن کئے ہوئے فرشتہ رو مسلمان پر ان کی نظر پڑ گئی۔ یہ تھے فجی کے احمدیہ مشن کے پہلے مبلغ انچارج مولانا شیخ عبدالواحد صاحب فاضل۔ چنانچہ انہوں نے مولانا صاحب سے اپنے بچے کی شدید بیماری اور اپنی کس مپرسی کا ذکر کرکے بصد منّت امداد اور رہنمائی کی درخواست کی۔ مولانا صاحب انہیں سُووا میں احمدیہ دارالتبلیغ میں لے آئے۔ بچّہ کو ہسپتال میں داخل کرا دیا

(باقی صفحہ ۱۰۵ پر)

حضور ایدہ اللہ الودود کے دورۂ مشرق بعید کے موقعہ پر مکرم چوہدری محمد انور حسین صاحب (امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع شیخوپورہ) حضور کے قافلہ کے ایک رکن تھے انہوں نے تحی ہے مکرم برادرم غلام سرور صاحب کے نام حضور کی مصروفیات کے بارہ میں ایک خط تحریر فرمایا۔ جو ازدیادِ علم و ایمان کی خاطر ھدیۂ قارئین ہے۔ (مدیر)

نشان پر نشان

اسلام کے غلبہ کی تڑپ تمام وجود پر محیط ہے

عزیز مکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ کو خط لکھنا شروع کیا تھا ابھی آدھا صفحہ ہی لکھا تھا کہ حضور اقدس کمرہ میں تشریف لے آئے۔ اور کافی عرصہ تشریف فرما رہے۔ اسی دوران آپ کا خط بھی ملا۔ بعد میں پھر سفر در سفر۔ کل ہی حضور کی معیت میں زمین کے کنارہ پر سے ہو کر آئے ہیں۔ وہاں عجیب کیفیت تھی۔ ۱۲، ۱۳ ہزار میل کا فاصلہ اور دنیا کی آخری حد۔ جس کے آگے تاریخ تبدیل ہو جاتی ہے "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اس مقام پر بہت سی تصاویر لی گئیں۔ جو یادگار رہیں گی۔ یہ سفر ایک تاریخی سفر ہے۔ اور اس کنارے پہ پہنچنا بھی ایک تاریخ ساز واقعہ ہے۔

فجی جزائر بھی بہت ہی خوشنما اور بڑے ہی عجیب مناظر پیش کرتے ہیں۔ یہ خیال کر کے کہ ہم پاکستان سے ۱۳ ہزار میل کے فاصلہ پر ہیں وہم ہوتا ہے کہ واقعی یہ صحیح ہے؟

بڑی ہی محویت کے دن گذرے ہیں اور ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دریا میں بہتے چلے جا رہے ہیں۔ ایک عاشقِ صادق کی معیت کا شرف حاصل ہے اور جہاں بھی ہوں۔ جیسے بھی ہوں اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلوے روشن ہوتے چلے جاتے ہیں درحقیقت یہی ایک زندگی ہے جو کچھ معنی رکھتی ہے۔

روزانہ پروگرام صبح کی نماز سے شروع ہوتا ہے ۔
حضور اقدس خواہ مسجد میل کے فاصلہ پر ہو یا دو تین میل کے فاصلہ پر نماز مسجد میں ہی پڑھاتے ہیں ۔ نماز میں ایسی سورتیں اور ایسی محویت اور شوق سے تلاوت فرماتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ ساری کائنات ہی تسبیح کر رہی ہے اور خدا تعالیٰ کی صفات کے ظہور میں ہم بہہ رہے ہیں ۔

تقریریں ۔ خطبات ۔ گفتگو ۔ علم اور عرفان کی مجالس اور پبلک لیکچر ۔ گویا حقائق و معارف کے خزانے سے جواہرات کی بارش ہو رہی ہے ۔ تفصیل تو لکھی نہیں جا سکتی ۔ زبانی ہی عرض کرونگا ۔ ہر گفتگو میں بعض فقروں اور کلمات میں ایسے علم اور حکمت کے خزانے مخفی ہوتے ہیں کہ مدتوں تک ان کے معارف اور ان کی حکمتیں ظاہر ہوتی رہیں گی ۔

کراچی میں ایک مجلس میں ایک بڑے افسر سے دوران گفتگو فرمایا :۔

دو ہی محرکات انسانی زندگی کے ہیں ۔ نفرت اور محبت ۔ محبت کی راہ میں ہی فلاح ہے ۔ پھر فرمایا ہمارے "مصلح" خواہ مخواہ تبدیلی اور انقلاب لانے کی کوشش کرتے ہیں ، مگر یہ قرآنی اصول بھول جاتے ہیں کہ "ادفع بالتی ھی احسن" جب تک کسی عمارت کے گرانے پر اچھی عمارت کی تعمیر کی تیاری نہ کر لی جائے ۔ تو کامیابی کیسے ہو سکتی ہے ۔

دوزخ اور بہشت کی کیفیت کے متعلق فرمایا کہ یہ ہمارے ذوق کی کیفیتیں ہیں ۔ اگر ذوق پاکیزہ ہیں تو محبت ، وفاداری ، قربانی ، وفا اور عشق سے جو سرور اور سکون حاصل ہوتا ہے ۔ اس کے مقابلہ میں عیش و عشرت کی زندگی جس کا انجام ایک جلن اور آگ ہے کوئی قیمت نہیں رکھتی ۔

خودی کے موضوع پر فرمایا ۔ قرآن کریم میں تو ہمیں خودی کا مضمون نظر نہیں آتا ۔ وہاں تو صرف اِنَّ صلوٰتی و نسکی و محیای و مماتی للّٰہ رب العلمین میں زندگی کی روح ہے ۔

سنگاپور بڑا ہی خوبصورت اور صاف ستھرا شہر ہے معیار زندگی بہت اچھا ہے ۔ بیکاری قطعاً نہیں اور نہ ہی "کرپشن" ہے احباب جماعت بہت ہی مخلص ہیں اور خدام الاحمدیہ نے تو خدمت اور ذمہ داری نبھانے کی انتہا ہی کر دی ۔

انڈونیشیا ، ملائیشیا ، سبا سے لوگ آئے ہوئے تھے ۔ بے حد اخلاص اور محبت کا اظہار ہوتا تھا ۔ حضور کی مجلس میں تو ان کی آنکھوں کی آبشار جاری رہتی تھی ۔ روانگی کے وقت یہ کیفیت تھی کہ طبیعت سنبھلی نہیں جاتی تھی ۔

ع دل بہہ گیا خوں ہو کے نہ بہہ جائے جگر بھی

آپ کی انگوٹھیوں کی بڑی دھوم رہی ہے ۔ بہت پسند کی گئی ہیں ۔ سنگاپور میں تو شیخوپورہ کا اس لحاظ سے بڑا چرچا تھا اب یہاں بھی چرچا شروع ہے ۔ سنگاپور میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا ۔ مجالس عرفان ہوئیں ۔ سوال و جواب کے بھی اجلاس ہوئے ۔ ہمارے آقا تو جہاں آرا میں حقائق و معارف اور اپنے نور فراست سے ہر جگہ اور ہر مجلس کو حسین اور منور بنا دیتے ہیں ۔ انہیں دیکھ کر

ہر شخص پر بھی اثر پڑتا ہے کہ یہ کسی اور دنیا کے آسمان سے آئے ہیں۔ خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا ......

ایک ہی راہ ہے اسلام کے غلبہ اور اشاعت کی۔

کہ "جے توں میرا ہو رہیں تے سب جگ تیرا ہو"

اولاد کی تربیت کے سلسلہ میں فرمایا۔ اولاد کو اپنی ملکیت نہیں سمجھنا چاہیئے۔ امانت سمجھنا چاہیئے۔ اسی اصول کے تحت ہی صحیح تربیت ہو سکتی ہے۔ ورنہ غلط پیار اور ناجائز غصہ جو ملکیت کے جذبہ میں مخفی ہے تباہ کر دیتا ہے

دعاؤں کے سلسلہ میں فرمایا کہ ہر شخص کی دعا اللہ تعالیٰ سنتا ہے پس فریاد کی کیفیت پیدا کرنی چاہیئے اور دعا کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازہ سے داخل ہونا چاہیئے۔

غرضیکہ بے شمار باتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ کے قریب رہنے سے انسان اللہ تعالیٰ کی طرف پرواز کرنے لگتا ہے۔

نشان پر نشان ہے تائید و نصرت۔ ہر جگہ اور ہر مقام اور ہر کام میں اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال اتنا نمایاں محسوس ہوتا ہے کہ روشنی اور ہوا کی طرح اللہ تعالیٰ کی موجودگی محسوس ہوتی ہے۔

حضور کی تو عجیب ہی کیفیت ہے۔ اُن کے تو ہر خیال، جذبہ، فعل اور عمل، کلام اور گفتگو میں توحید شامل حال ہوتی ہے ....

"كَأَنَّ اللهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ" حضرت مصلح موعودؓ کے متعلق آیا ہے۔ یہاں بھی واضح ہے یہاں فجی میں دو پبلک لیکچر ہوئے ہیں۔ ریڈیو والوں نے ایک گھنٹہ انٹرویو لیا۔ یہاں کے پرائم منسٹر سے ملاقات ہوئی۔ ہر موقع پر ہی اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور تائیدات کا مشاہدہ اور تجربہ ہوا ہے۔

وزیر اعظم سے حضرت اقدس نے جماعت کا تعارف کرایا اور دنیا کے کناروں تک تبلیغ کی پیشگوئی کا ذکر کیا اور بتایا کہ جماعت جن مصائب اور مشکلات سے گذر رہی ہے تاریخ مذہب میں ہر الٰہی جماعت سے ایسا ہی سلوک ہوتا رہا ہے اور پھر جماعت کی ترقی جو ان مخالف حالات میں معجزانہ طور پر ہو رہی ہے۔ اس کا ذکر فرمایا اور آخر میں وزیر اعظم سے کہا کہ دیکھیں مغربی تہذیب کے اتنے دلدادہ نہ بنیں۔ پہلے تو یہ بڑی حسین معلوم ہوتی ہے مگر بعد میں برباد کر دیتی ہے۔ وزیر اعظم پر بہت ہی اچھا اثر تھا۔

اور پھر بے حد تواضع۔ انکسار اور ادب سے ہاتھ ملا کر اس نے الوداع کہا۔ اسی طرح ریڈیو والوں کا حال تھا۔ انہوں نے عالمی مسائل کے متعلق سوالات کیئے۔ اور پوچھا کہ STATE RELIGION کے متعلق کیا خیال ہے فرمایا "لا اکراہ فی الدین" کے یہ اصول خلاف ہے۔ لوگ بڑے ہی متاثر ہوئے ہیں۔ یہاں جماعت کی ترقی کے بڑے روشن امکانات ہیں۔

آج یونیورسٹی میں پبلک لیکچر ہے۔ کل یہاں سے نانڈی جائیں گے۔ وہاں سے پرسوں آسٹریلیا۔ تمام احباب کی خدمت میں سلام۔ لکھنے کو بہت کچھ ہے مگر خط میں سما نہیں سکتا۔ زبانی باتیں ہونگی۔ آپ اکثر یاد آتے رہتے ہیں۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام
محمد انور حسین

مرحبا! آسٹریلیا ....

مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب
ربوہ

مرحبا! آسٹریلیا

سن تراسی (۸۳) میں تیرا — آخر نصیبہ جاگ اٹھا
اور اب بلطفِ ایزدی — ہے برکتوں کا در کھلا
جب طاہر احمد میرزا
یعنی ہمارے رہنما
تجھ میں ہوئے جلوہ فروز

مرحبا! آسٹریلیا

کتنی مبارک تھی گھڑی — جو تیس (۳۰) ستمبر کی تھی
سڈنی میں جب جمعہ کے دن — تھی اک بنا رکھی گئی
تجھکو ہوئی جسمیں عطا
مسجد بیت الہدیٰ
زیرِ مہرِ نیم روز

مرحبا! آسٹریلیا

تاریک ہے گو سرزمیں — ہر سو ہے مادیت مکیں
تو شمع ہے تو مسک ہے — اے احمدی گھبرا نہیں
پھیلے گا تیرا دائرہ
اسلام کا چھا جائیگا
ہر سو جمالِ دل فروز

مرحبا! آسٹریلیا

دیکھو نئے اندازِ حق — سے ہو گیا آغازِ حق
محنت سے ہوئے سرخرو — ہیں ڈاکٹر اعجازِ حق
اللہ کرے تجھکو عطا
ہر دم عروج و ارتقاء
اور ساتھ دعاؤں کا سوز

آج کل اور ہمیشہ کی پسند بے پناہ خوبیوں والی ماسٹر الیکٹرک
واشنگ مشین اینڈ ڈرائر مشین ۔ ایئر کولر ۔ بلور کولر آٹومیٹک
گارنٹی شدہ ۔ خوبصورت ۔ بے آواز ۔ ہر ماڈل میں دستیاب ۔
ڈیلرز
نیشنل الیکٹرونکس
۱۔ لنک میکلوڈ روڈ ۔ لاہور
فون ۵۷۳۰۹
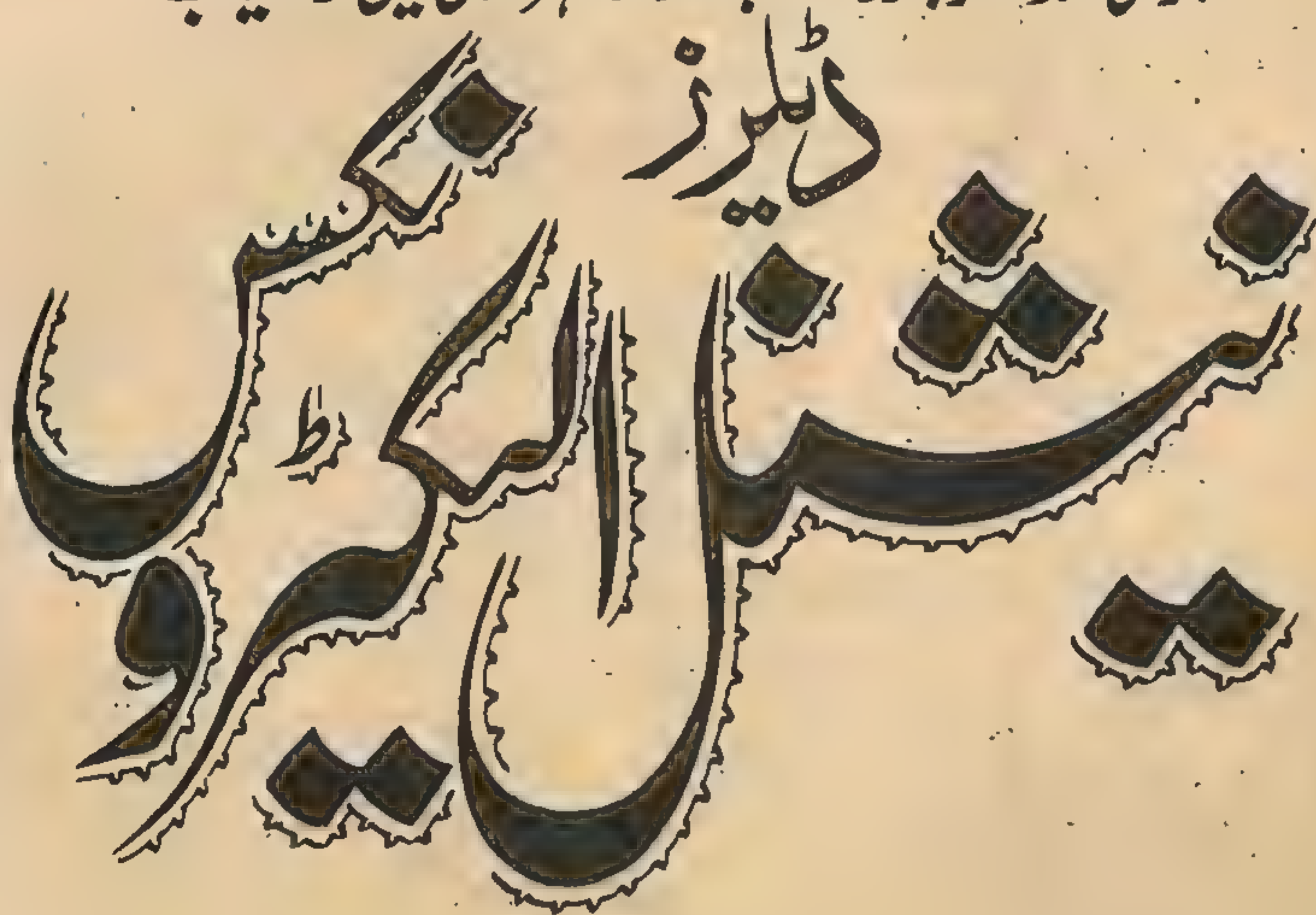
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ایک عظیم الشان پیشگوئی

(محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخِ احمدیت۔ ربوہ)

قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفت خالقیت بھی دوسری صفات کی طرح ازل سے جلوہ فرما ہے اور کوئی زمانہ بھی ایسا نہیں آیا نہ آئے گا جب اسکی یہ صفت معطل ہو جائے۔ چنانچہ اسلامی لٹریچر اس بات کی تائید کرتا ہے کہ اس زمین پر ہزاروں کی تعداد میں آدم گزرے ہیں اور بے شمار دَور ایسے ہیں جو محققین کی اصطلاح میں قبل از تاریخ

PRE HISTORIC RERIODS

کہلاتے ہیں۔ ان ادوار کے بارے میں نہ صرف دوسرے تمام صحفِ سماوی بلکہ بائیبل بھی ساکت و صامت ہے اور سوائے اسلامی لٹریچر کے کسی اور مقام سے اس بارے میں کوئی رہنمائی نہیں مل سکتی جس کی توثیق و تصدیق اکتشافاتِ عصریہ نے بھی کر دی ہے اور علیم طبقات الارض کی جدید سائنسی تحقیقات نے اس اسلامی تھیوری کے بے شمار شواہد پیش کر دیئے ہیں چنانچہ اس صدی کے وسط تک تاریخ آثارِ قدیمہ اور انسانیات (ANTHROPOLOGY) کی جو سائنٹیفک معلومات منظرِ عام پر آئیں اُن سے قطعی طور پر ثابت ہوا ہے کہ حضرت مسیح سے چھ سات ہزار سال قبل ایشیا کے زرخیز علاقوں اور نیل کی وادی میں نیم مہذب قومیں پائی جاتی تھیں۔ اسی طرح امریکہ کی آبادی تقریباً دس ہزار سال قبل کی ہے اور دس ہزار ق۔م میں مصر میں اور اسکے شمال اور مشرقی علاقوں میں تجارت کرنے والی ایک ایسی قوم موجود تھی جو مٹی کے برتن، تانبہ کے پن اور تیسہ کا

استعمال کرتی تھی یہی نہیں بلکہ مصر میں تو ۱۳ ہزار برس سے بھی پہلے کی ایک متمدن اور ترقی یافتہ تہذیب کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔

فرانس اور سپین میں ایسے ہتھیار اور نقوش اور انسانی ہڈیاں دریافت ہوئی ہیں جو کم از کم تیس ہزار سال پرانے ہیں۔

جنوبی افریقہ میں NARTS کی وادی میں ایک لاکھ بیس ہزار برس قبل انسان بود و باش رکھتے تھے۔

آسٹریلیشیا میں ایک ایسا انسانی سر دریافت ہوا جو ڈیڑھ لاکھ سال پرانا تھا۔[1]

مغربی ماہرین آثارِ قدیمہ تحقیق کے بعد ۱۹۳۲ء تک اِس نتیجہ پر پہنچے کہ انسانی تاریخ تین لاکھ سال پرانی ہے چنانچہ "انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا" جلد ۵ صفحہ ۶۵۳ پر لکھا ہے کہ:-

"THE EARTH (O.V.) MUST BE 2,000 MILLION YEARS OLD AND MAN FROM THE BEST EVIDENCE NOW AVAILABLE, HAS EXISTED THEREON. FOR SOMETHING LIKE 300,000 YEARS."

یعنی زمین یقیناً دو ہزار ملین برس پرانی ہے اور انسان عہدِ حاضر کی بہترین شہادت کی رُو سے اِس زمین پر تین لاکھ سال سے موجود ہے لیکن بیسویں صدی کے نصف آخر میں رُوسی ریسرچ سکالرز نے یہ تحقیق شائع کر کے دُنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے کہ تاریخ انسانی کا آغاز قریباً بیس لاکھ سال سے ہوتا ہے تفصیل کے لئے دیکھیں گریٹ سوویٹ انسائیکلوپیڈیا جلد ۲ صفحہ ۲۴۵ مطبوعہ ۱۹۷۳ء۔

اِسلامی لٹریچر سے شاندار رہنمائی

اب میں مستند اور قدیم اسلامی لٹریچر سے بعض ضروری اقتباسات زمانہ قبل از دورِ تاریخ سے متعلق پیش کرتا ہوں۔

(۱) مفسرِ اسلام حضرت امام فخرالدین رازی (ولادت ۵۴۴ھ وفات ۶۰۶ھ) اپنی شہرہ آفاق تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:-

"ممکن ہے یہ زبانیں اُن قوموں نے ایجاد کی ہوں جو حضرت آدم علیہ السلام سے قبل تھیں۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بھی وہ سکھلا دیں۔"

(ترجمہ از تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۲۲)

(۲) حضرت علامہ خاتمۃ المحققین الشیخ اسمٰعیل حقی البروسوی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۱۳۷ھ) اپنی تفسیر "روح البیان" جلد ۱ صفحہ ۹۲ (مطبوعہ ترکی) میں تحریر فرماتے ہیں:-

---

[1] تلخیص رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو۔ قادیان نومبر ۱۹۴۴ء صفحہ ۷ تا ۱۱

" ثم لما سكنوا فيها كثر نسلهم وذلك قبل آدم بستين الف سنة فعمروا دهرًا طويلًا فى الارض مقدار سبعة آلاف سنة ثم ظهر فيهم الحسد والبغى فافسدوا وقتلوا "

کہ تخلیقِ ارض وسماء کے بعد انسان آباد ہوئے اور ان کی نسل بکثرت ہوئی اور یہ آدم سے بھی چھ لاکھ برس قبل کی بات ہے ایک طویل زمانے یعنی قریباً سات ہزار سال تک انہوں نے زمین کو آباد رکھا پھر ان میں حسد و بغاوت پھوٹ پڑے جس کے نتیجہ میں زمین میں فساد برپا ہوگیا اور وہ سب قتل کر دیئے گئے۔

(۳) فرقہ امامیہ کی روایات میں ہے

ا۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے ہمارے آدم سے پہلے تیس آدم پیدا فرمائے ہر آدم کے درمیان ایک ہزار سال کا فاصلہ تھا اس کے بعد دنیا پچاس ہزار برس ویران رہی پھر ہمارے جدِ امجد آدم پیدا ہوئے۔

ب۔ حضرت امام محمد بن علی الباقر علیہ السلام سے مروی ہے:۔

(ترجمہ) اس آدم سے پہلے جو ہمارے باپ ہیں دس لاکھ یا اس سے بھی زیادہ آدم پیدا ہوئے۔ (بحوالہ "بیان القرآن" صفحہ ۴۴۹-۴۵۰ از مولانا محمد علی صاحب مرحوم)۔

حضرت ابنِ عربیؒ کا حقیقت افروز کشف

اِس ضمن میں سپین کے شہرہ آفاق صوفی اور مفسر حضرت محی الدین ابنِ عربی الشیخ الاکبر رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۵۶۰ھ ۔وفات ۶۳۸ھ) کا مندرجہ ذیل کشف ایک بے نظیر آسمانی انکشاف کی حیثیت رکھتا ہے جس سے قبل از زمانہ تاریخ کے بہت سے حقائق بے نقاب ہوتے ہیں۔ آپ اپنی کتاب "الفتوحات المکیہ" جلد ۳ ص۵۴۹ میں لکھتے ہیں:۔

ولقد أراني الحق تعالى فيما يرى النائم وأنا طائف بالكعبة مع قوم من الناس لا أعرفهم بوجوههم فأنشدونا بيتين ثبت لي البيت الواحد ومضى عني الآخر فكان الذي ثبت عليه من ذلك

لقد طفنا كما طفتم سنينا ٭ بهذا البيت طرا أجمعينا

وخرج عني البيت الآخر فتعجبت من ذلك فقال لي واحد منهم وتسمى لي باسم لا أعرف ذلك الاسم ثم قال لي أنا من أجدادك فقلت له كم لك منذ مت فقال لي بضع وأربعون ألف سنة فقلت له فما لآدم هذا القدر من السنين فقال لي عن أي آدم تقول عن هذا الأقرب إليك أو عن غيره فتذكرت حديثا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله خلق مائة ألف آدم فقلت قد يكون ذلك الجد الذي نسبني إليه من أولئك

(ترجمہ و تلخیص)

ایک بار مَیں نے نیم خوابی کی حالت میں دیکھا کہ مَیں کچھ لوگوں کے ساتھ جنہیں مَیں نہیں پہچانتا تھا خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں ان میں سے ایک نے دو شعر پڑھے ایک تو مجھے بھول گیا اور جو یاد رہا ہے وہ یہ ہے ؎

لقد طفنا كما طفتم سنينا
بهذا البيت طرًّا اجمعينا

کہ سالہائے دراز ہم سب اس گھر کا طواف کرتے رہے جیسا کہ تم طواف کرتے ہو۔ ان میں سے ایک نے مجھے ایک ایسے نام سے پکارا جس کو میں نہیں پہچانتا۔ پھر مجھے اس نے کہا میں تمہارے اجدادِ قدیم میں سے ہوں۔ میں نے پوچھا آپ کو مرے ہوئے کتنی مدت ہوئی۔ کہا چالیس ہزار دو سو اسی برس۔ میں نے کہا ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کو اتنی مدت نہیں ہوئی۔ اس نے کہا تم کس آدم کی بابت پوچھتے ہو یہ آدم جو تم سے قریب گذرے ہیں یا دوسرے آدم۔ اس پر مجھے وہ حدیث یاد آئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ

"اِنَّ اللّٰہَ خلق مائۃ الف اٰدم"

یعنی خدا تعالیٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا کئے ہیں۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ شخص انہیں اجداد میں سے ہو گا۔

حضرت مسیح موعودؑ اور کشف ابنِ عربی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کشف کو بہت اہم سمجھتے تھے۔ چنانچہ تاریخ احمدیت کا یہ ناقابلِ فراموش واقعہ ہے کہ ۱۸ رمئی ۱۹۰۸ء کو جبکہ حضور اقدس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں قیام فرما تھے حضور کی خدمت میں ایک برطانوی سائنسدان و لیکچرار مسٹر ریگ نے (جو سالہا سال تک آسٹریلیا میں رہے) یہ استفسار کیا کہ :-

"بائیبل میں لکھا ہے کہ آدم یا یوں کہیئے کہ پہلا انسان چھ ہزار برس ہوئے پیدا ہوا تھا اور اس کا وہی ملک تھا تو پھر کیا یہ لوگ جو دُنیا کے مختلف حصوں امریکہ، آسٹریلیا وغیرہ میں پائے جاتے ہیں یہ اس آدم کی اولاد سے ہیں ؟"

اِس کا جو تاریخی جواب حضرت مسیح موعود ومہدیٔ معہود نے اپنی زبانِ مبارک سے دیا اس کا مکمل متن درج ذیل ہے :-

"فرمایا ہم اِس بات کے قائل نہیں ہیں اور نہ ہی اس مسئلہ میں ہم توریت کی پیروی کرتے ہیں کہ چھ سات ہزار سال سے ہی جب سے یہ آدم پیدا ہوا تھا اس دُنیا کا آغاز ہوا ہے اور اس سے پہلے کچھ بھی نہ تھا اور خدا گویا معطل تھا۔ اور نہ ہی ہم اِس بات کے مدعی ہیں کہ یہ تمام نسلِ انسانی جو اِس وقت دُنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہے یہ اسی آخری آدم کی نسل ہے ہم تو اس آدم سے پہلے بھی نسلِ انسانی کے قائل ہیں جیسا کہ قرآن شریف کے الفاظ سے پتہ لگتا ہے خدا نے فرمایا ہے کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ خلیفہ کہتے ہیں جانشین کو۔ اس سے صاف

پتہ چلتا ہے کہ آدم سے پہلے بھی مخلوق موجود تھی۔ پس امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ کے لوگوں کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس آخری آدم کی اولاد میں سے ہیں یا کہ کسی دوسرے آدم کی اولاد میں سے ہیں۔"

(الحکم ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء صہ)

آسٹریلیا کے اصل باشندے

یہ انتہائی حیرت انگیز بات ہے کہ آسٹریلیا کے قدیم باشندوں کی تاریخ حضرت ابن عربیؒ کے کشف کے عین مطابق چالیس پچاس ہزار سال پرانی بتائی جاتی ہے ان باشندوں کو ABORIGINES کہتے ہیں جنہیں انگریز "کالے لوگ" کہتے ہیں مگر حقیقت میں یہ کالے نہیں بلکہ گہرے بادامی رنگ کے ہوتے ہیں جسم پر چکنائی اور میل کی تہہ جمی رہتی ہے جس سے ان کا رنگ سیاہ معلوم ہوتا ہے۔ بعض فاضل انہیں قدرت کے ہاتھوں کا ابتدائی نمونہ کہتے ہیں۔ اکادمی پنجاب لاہور نے دسمبر ۱۹۵۸ء میں "آسٹریلیا اور اس کے لوگ" کے نام سے ایک کتاب شائع کی جس سے ان کے دلچسپ حالات پر روشنی پڑتی ہے جو تاریخ کے ایک ابتدائی طالب علم کے لئے مفید ہیں۔

اس قدیم قوم کے مفصل حالات مغربی سیاحوں اور محققوں نے اپنے سفرناموں اور کتابوں میں محفوظ کئے ہیں جو مطالعہ کرنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں "انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا" میں زیر لفظ "آسٹریلیا" بہت قابل قدر معلومات ملتی ہیں جن سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ قوم ۵۰۰ قبائل پر مشتمل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے قدیم باشندوں کے لیڈر کی ملاقات

ستمبر ۱۹۸۳ء میں آسٹریلیا کے قدیم باشندوں کی تاریخ ایک انقلابی دور میں داخل ہوتی ہے جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سڈنی میں آسٹریلیا کے قدیم باشندوں کے ایک لیڈر سے ملاقات کی اور ظہور اسلام کے چودہ سو سال بعد پہلی مرتبہ اس مظلوم قوم کے کسی رہنما کو ایک خلیفۂ راشد کی زبان مبارک سے اسلام کا محبت بھرا پیغام سننے کی سعادت میسر آئی۔ حضور نے اس یادگار ملاقات کا تذکرہ دورۂ مشرق بعید سے واپسی پر کئی خطابات میں فرمایا جن کا خلاصہ روزنامہ الفضل کے الفاظ میں ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

پہلا بیان

"دعائیں کریں اور اپنی قربانیوں کا معیار بڑھائیں

ابھی ایسی زمینیں موجود ہیں جن پر ہل نہیں چلایا گیا۔ وہ کنواریوں کی طرح اپنے دولہا کی آمد کا انتظار کر رہی ہیں اور ابھی تک وہ کلیتہً اسلام سے نابلد ہیں۔ یہ آسٹریلیا کی اصل قوم ہے۔ اس کے بارہ میں تاریخ دان بتاتے ہیں کہ یہ ۴۰/۵۰ ہزار سال پرانی قوم ہے بعض اس سے بھی پرانی بتاتے ہیں"

حضور نے فرمایا ان میں سے ایک لیڈر سے میری ملاقات ہوئی جو تعلیم یافتہ اور سلجھا ہوا شخص تھا اس سے ملاقات کے بعد میرے ذہن میں یہی بات آئی ہے کہ اگر یہ قوم اپنا دل کھول سکتی ہے تو صرف احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے لئے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اللہ کی محبت ایسی زبردست قوت ہے جس کی راہ میں کوئی چیز حائل نہیں ہوسکتی۔ اس لئے آپ احباب دعائیں کریں کہ آسٹریلیا کے احمدی وہاں کے اصل باشندوں سے رابطہ قائم کریں اور اس قوم میں جو احساس محرومی ہے اس کا ازالہ اس طرح کریں کہ ان کا خدا سے تعلق جوڑ دیں۔ اس قوم کے متعلق مغربی مصنفین نے لکھا ہے کہ یہ خوابوں میں بسنے والی قوم ہے۔ جب اس قوم کے لیڈر سے میں نے پوچھا کہ خوابوں کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے تو اس نے جو کچھ بتایا وہ وہی ہے جو اسلام پیش کرتا ہے۔۔۔

۔۔۔ حضور نے فرمایا یہ جو لیڈر مجھ سے ملنے آیا تو اسے دیکھ کر اور باتیں کر کے مجھے پتہ لگا کہ یہ قوم شدید محرومی اور مایوسی کا شکار ہے۔ اس شخص کے دل سے اتنا گہرا غم ظاہر ہوتا تھا کہ میں نے خود اپنے اوپر اس غم کا سایہ محسوس کیا۔ تاہم جب میں نے انہیں یہ بتایا کہ اب ساری دنیا کی ترقیات اسلام اور احمدیت سے وابستہ ہیں آپ اس کی پناہ میں آجائیں تو آپ کی بھی ترقی ہوگی اور تمام محرومیوں کا ازالہ ہو جائے گا یہ بات سنکر اس کے مایوسی بھرے چہرے پر زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ جوں جوں وہ مجھ سے باتیں کرتا جاتا تھا اس کی آنکھیں بے پناہ خوشی سے چمکنے لگ جاتی تھیں"

(الفضل ۵ رنومبر ۱۹۸۳ء)

دوسرا بیان

" ان پر اتنے خوفناک مظالم کئے گئے کہ انگریزوں نے پوری کوشش کی کہ ان کی نسل ختم ہو جائے۔ منصوبے کے تحت ان باشندوں کو گھیر کر لایا جاتا اور ان کو اولاد کے ناقابل بنا کر چھوڑ دیا جاتا حتّٰی کہ انکی آبادی گھٹتے گھٹتے بالکل ختم ہونے کے قریب جا پہنچی۔ نیا زمانہ بدل چکا تھا اور انگریزوں نے یہ خیال کر کے کہ یہ قوم ایک تاریخی ورثہ ہے انہیں بالکل ختم نہیں ہونا چاہیئے ان کی حفاظت کے بعض سامان کئے۔ جس طرح یہ قومیں کسی جانور کی نسل ختم ہوتے دیکھ کر اس کے شکار پر پابندی لگا دیتی ہیں اسی طرح ان باشندوں کے ساتھ بھی سلوک کیا گیا اس طرح سے یہ نسل بالکل ختم ہونے سے بچ گئی۔

حضور نے فرمایا اس قوم میں مجھے اس لئے دلچسپی پیدا ہوئی کہ بعض پیشگوئیوں سے پتہ چلتا ہے کہ مسیح موعود کے ذریعے اللہ تعالیٰ کنواری قوموں کو اسلام میں

داخل کرے گا یہ قوم اِس لحاظ سے کنواری ہے کہ اب تک اس تک اِسلام کا پیغام نہیں پہنچا۔ اِس قوم کا دولہا اسلام ہے۔

اِس ضمن میں ایک بڑی دلچسپ بات یہ بھی سامنے آئی کہ یہ قوم چالیس ہزار سال پُرانی قوم ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور آج دُنیا کی کسی اَور قوم کا یہ دعویٰ نہیں اور محققین اور تاریخ دان اِس دعویٰ کو سچا تسلیم کرتے ہیں۔ حضور نے اس قوم کی ایک اَور اہم بات یہ بتائی کہ یہ غیر ابراہیمی نسل میں سے دُنیا کی واحد قوم ہے جس میں مذہبی فریضے کے طور پر ختنہ کا رواج ہے۔ اِس کے علاوہ ان کے دوسرے مذہبی طریق اسلام کے بہت قریب ہیں۔ مغربی محقق ان کو خوابوں میں بسنے والی قوم کہتے ہیں لیکن ان کے لیڈر سے میری جو ملاقات ہوئی اس میں اس نے بتایا کہ ہم کو تخلیقی رُوح (وہ خدا کو تخلیقی رُوح کہتے ہیں) خوابوں کے ذریعے راہنمائی دیتی ہے ہمیں مستقبل کی خبریں دیتی ہے۔ آنے والے خطرات سے ہوشیار کرتی ہے۔ یہ تصوّر خوابوں کے اسلامی تصوّر کے مطابق ہے۔

حضور نے فرمایا اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں ان کا مذہب سچّا تھا اور اللہ تعالیٰ سے لازماً ان کا تعلق رہا ہے۔

حضور نے اِس ضمن میں مشہور اسلامی مفکّر اور مجدّد حضرت ابنِ عربیؒ کا کشف سُنایا جس میں انہوں نے دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں انہوں نے طواف کے دَوران بعض اجنبی آدمیوں کو دیکھا ان آدمیوں نے حضرت ابنِ عربیؒ کو بتایا کہ وہ چالیس ہزار سال پُرانے آدم کی اولاد ہیں حضور نے فرمایا آسٹریلیا کے قدیم باشندے بھی چالیس ہزار سال پُرانی قوم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اِس سے حضور نے یہ استنباط فرمایا کہ اسلام کا اِس قوم سے واسطہ ہونا تھا اِس لئے ایک مجدّد کو یہ کشف دکھایا گیا۔

حضور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی ایک آسٹریلین شخص ملنے آیا تھا اس کے ساتھ گفتگو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ آدم ایک نہیں ہوُا بلکہ کئی آدم ہوئے ہیں اور آسٹریلیا اور امریکہ میں جو باشندے آباد ہیں ممکن ہے وہ کسی چالیس ہزار سال پُرانے آدم کی اولاد ہوں۔

حضور نے فرمایا یہ ساری باتیں اکٹھی کر کے مَیں نے ان کا بہت گہری نظر سے جائزہ لیا اور ان قدیم باشندوں کے لیڈر سے ملاقات کی تو اس نے مجھے بتایا کہ آپ سے یہ باتیں کرتے ہوئے ہمارے مذہبی بزرگ کوئی بات نہیں چھپائیں گے مگر مغربی لوگوں سے ہم نفرت کرتے ہیں اور ان کو اپنے مذہب کی باتیں بتا کر اپنے مذہب کو ناپاک نہیں کرنا چاہتے۔ اس لیڈر نے کہا ہمارے بزرگوں سے آپ ملیں وہ اپنا دل آپ کے لئے کھولنے کو تیار ہوں گے۔

حضور نے فرمایا مَیں نے اس لیڈر کو کہا کہ تمہاری تاریکی کا زمانہ ختم ہونے کو ہے اور روشنی کا زمانہ

آنے والا ہے تمہاری قوم اسلام قبول کر کے دُنیا میں ترقی حاصل کرے گی اور بلند مقام حاصل کرے گی۔ جب یہ بات مَیں نے اس سے کہی تو اس کے چہرے پر مَیں نے پہلی بار مُسکراہٹ اور خوشی دیکھی ورنہ جب وہ مجھے ملا تو اس کے چہرے پر اتنی گہری مایوسی تھی کہ اس کے غم کا سایہ میرے دل پر پڑا حضور نے فرمایا مَیں نے اسے بتایا کہ جب تمہاری قوم اِسلام لائے گی اس وقت تمہارا اِنتقام لینے کا وقت آئے گا اور تم مغربی قوموں سے انتقام لو گے لیکن ہمارا اور تمہارا اِنتقام وہی اِنتقام ہوگا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوفناک مظالم کرنے والوں کو "لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ" کہہ کر اِنتقام لیا تھا۔ یہ ہمارا اِنتقام ہے۔ جب تم اسلام میں داخل ہو گے تو تم ان لوگوں کو معاف کرنے میں ہم سے بھی بڑھ جاؤ گے۔ تم کہو گے کہ ظلم ہم پر ہوئے تھے ہم معاف کریں گے۔

حضور نے پُرجلال لہجے میں فرمایا وہ دن دُور نہیں جب آسٹریلیا کے برِّاعظم میں اِسلام کا سُورج پُوری شان سے چمکے گا۔ اب تو آسٹریلیا میں جگہ جگہ مسجدیں بنیں گی۔ لازمًا آسٹریلیا کو حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے امن کے سائے میں آنا پڑے گا۔ ورنہ لازمًا وہ تباہی کا شکار ہوں گے۔ نہ صرف آسٹریلیا بلکہ پوری دُنیا بے چین ہے اور ساری دُنیا کے لئے امن اور سکون کا ذریعہ صرف اور صرف حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا دامنِ عافیت ہے اس کے علاوہ کوئی اَور امن و عافیت کی جگہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ ساری دُنیا کو اِس دامنِ عافیت میں آنے کی توفیق دے۔ آمین" (الفضل ۲۹ نومبر ۱۹۸۳ء)

آسٹریلیا میں اسلام کا سفر

آغاز سے المسجد بیت الہدیٰ تک

(محمود احمد شاد ۔ ربوہ)

آسٹریلیا دُنیا کا سب سے چھوٹا براعظم مگر سب سے بڑا جزیرہ ہے جو امریکہ کی طرح نئی دُنیا میں شمار ہوتا ہے ۔ گو آسٹریلیا کو پہلی بار ولندیزی اور پرتگالی ملاحوں میں سے ایک ولندیزی جہاز ران تسمان نے سترھویں صدی میں دریافت کیا تھا مگر اٹھارویں صدی میں ایک انگریز جہاز ران کیپٹن جیمز کُک نے اس کے ساحل پر قدم رکھکر اسے ازسرنو دریافت کیا ۔ جس کے بعد جلد ہی انگریزوں نے اس میں اپنی نوآبادیاں قائم کرنی شروع کر دیں یہ آباد کار اس جگہ اُترے اور آباد ہوئے جہاں آج سِڈنی (آسٹریلیا کی مشہور بندرگاہ) کا شہر آباد ہے۔

آسٹریلیا کا دارالحکومت کینبرا ہے تاہم سڈنی ملک کا سب سے بڑا شہر ہے ۔ اس ملک کی اکثر آبادی پروٹسٹنٹ فرقے کے عیسائیوں پر مشتمل ہے ۔

آسٹریلیا میں مسلمانوں کے داخلہ کی کہانی یوں شروع ہوتی ہے کہ انیسویں صدی کے وسط میں جب یورپی سیاحوں اور آباد کاروں نے آسٹریلیا میں آمد و رفت شروع کی تو ذرائع نقل و حمل کے فقدان کی وجہ سے ان کے لیے اندرونی علاقوں تک رسائی ممکن نہ تھی ۔ چنانچہ وہ ساحلی علاقوں پر ہی آباد ہونے لگ پڑے ۔ لیکن اندرونی علاقوں کے معدنی اور زرعی وسائل کی اہمیت واضح ہونے پر ان لوگوں کے اندر اندرونی علاقوں تک رسائی پانے کی شدید خواہش پیدا ہوئی ، مگر یہ مہم کوئی آسان نہ تھی ۔ قدم قدم پر رکاوٹیں اور مصائب تھے اور ذرائع آمدورفت مفقود ۔ آخر کار "صحرائی جہاز" اونٹ کو اس کام کا مؤثر ذریعہ قرار دیا گیا مگر پتا یہ پڑی کہ یہ نئے آباد کار اور مقامی لوگ اونٹوں کو سدھانے کے فن سے نا واقف اور بے بہرہ تھے ۔ چنانچہ ۱۸۶۳ء یا ۱۸۶۶ء میں موجودہ پاکستان کے علاقہ بلوچستان سے تین ۳ شتربان منگوائے گئے جو کہ سب کے سب مسلمان تھے ۔ ان کا تعلق "ترین قبیلہ"

سے تھا یہ لوگ تین ماہ میں کراچی سے ایڈیلیڈ میں پہنچے اور ان کی آمد کے ساتھ ہی آسٹریلیا میں اسلام کا نفوذ شروع ہوگیا اور ایڈیلیڈ کا شہر ان مہمات کا مرکز بن گیا اور کچھ ہی عرصہ کے بعد اونٹوں کے یہ قافلے ڈارون سے ایڈیلیڈ اور ساحل کے ساتھ ساتھ سڈنی سے مغربی آسٹریلیا کی طرف رُخ کرتے نظر آنے لگے۔ جہاں گئے وہاں صدائے اللہ اکبر بلند کرتے چلے گئے۔ اور یوں انہوں نے جرسِ کارواں کی بازگشت کے ساتھ ساتھ آسٹریلیا کے طول وعرض میں ندائے اللہ اکبر کا شور برپا کردیا۔ ان افغانوں کے بعد سندھی، بلوچی، مکرانی، بنگالی اور پنجابی بلکہ عرب اور بعض یورپین ممالک کے مسلمانوں نے بھی آسٹریلیا کی طرف رُخ کرنا شروع کردیا۔ چنانچہ ان کی مستقل رہائش سے مسلم آبادیوں کی ابتدا ہوئی اور ایڈیلیڈ کے قریب واقع ماری نامی قصبہ میں بکثرت مسلمان آباد ہوگئے۔ ایڈیلیڈ جہاں سے آسٹریلیا میں اسلام کی ابتداء ہوئی، کے اندر موجود ویسٹ ٹیرس کی سمٹری والی جگہ انیسویں صدی کے آخر میں اونٹوں کے پڑاؤ کا مرکز ہوا کرتی تھی۔

آسٹریلیا میں موجود مسلمان خاندانوں کی افرادی تعداد جب ۴۰۰ کے قریب قریب ہوئی تو خاندان کے ایک بزرگ نے مسجد کی تعمیر کی ضرورت محسوس کی چنانچہ ۱۸۷۰ء میں آسٹریلیا میں پہلی مسجد کے لیے زمین خریدی گئی۔ اور روپیہ وغیرہ قرض لیکر ۱۸۷۹ء میں مسجد تعمیر کی گئی لیکن قرض ادا نہ ہوسکنے کی وجہ سے وہ مسجد رہن ہوکر سہ نگر فیملی کے قبضہ میں چلی گئی۔ ۱۸۹۶ء میں انہی مسلمان آبادکاروں نے ۳۰۰۰ پونڈ کی رقم جمع کرکے مسجد کو واگزار کرالیا، لیکن اس کی حیثیت ایک خاندانی جائیداد کی سی ہوگئی اور دو افراد غنی خان اور عبدالوحید کی ملکیت قرار پائی۔

بیسویں صدی کے آغاز تک اسلام نے خوب خوب ترقی کی۔ اور مسلمانوں کی تعداد ۴۶۷۲ افراد تک پہنچ گئی، لیکن پھر بعض افراد کے اپنے اصل علاقوں کی طرف واپس آجانے اور بعض کے معاشی وجوہ کی بناء پر آسٹریلیا سے دوسرے متمدن علاقوں کی طرف ہجرت کرجانے کے نتیجہ میں مسلمان گھٹنے شروع ہوئے اور ہوتے ہوتے ۱۹۵۰ء تک یہ حالت ہوئی کہ مسجد بالکل ویران ہوگئی اور اس کے صحن میں اُگ آنے والی جھاڑیاں مسلمانوں کے زوال و انحطاط کی نشاندہی کرنے لگیں۔

ایسے حالات میں اسلام کے خوشکن اور حسین مستقبل کی ہلکی سی جھلک مسلمان یورپی آبادکاروں اور ملایا و انڈونیشیا کے مسلمان طلبہ کی مسجد میں آمد کے نتیجہ میں نظر آنے لگی۔ مسجد دوبارہ قابل استعمال بنادی گئی۔ اس وقت جنوبی آسٹریلیا میں مسلمانوں کی کل تعداد ۲۰۰ کے لگ بھگ تھی۔

۱۹۵۵ء میں اسلامک سوسائٹی قائم ہوگئی۔ ۱۹۵۷ء میں مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ قبرستان منظور ہوگیا۔ عیدین کے مواقع پر اجتماعات کا انعقاد بھی شروع ہوگیا۔ علاوہ ازیں ایک رسالے کا بھی اجراء ہوگیا۔ جو کہ سہ ماہی اخبار "آسٹریلین منارٹ" کی اشاعت

کے بعد بند کر دیا گیا۔ مختلف مسلم تنظیموں کی طرف سے آسٹریلیا میں ۱۹۶۴ء سے ایک "آسٹریلین فیڈریشن آف اسلامک سوسائیٹیز" قائم ہے جس کے مرکزی دفاتر ملبورن میں ہیں۔

اندازہ ہے کہ آسٹریلیا میں بیس ہزار سے زائد مسلمان آباد ہیں۔ جن میں سے ۱۰ فیصد کے قریب آسٹریلیا میں ہی پیدا ہوئے۔ علاوہ ازیں اسلامی ممالک سے آئے ہوئے طلباء بھی بکثرت یہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

آسٹریلیا میں مختلف مسلمان فرقوں کی ۶ سے زائد مساجد موجود ہیں۔ جن میں سب سے قدیم مسجد ایڈیلیڈ کی ہے۔ دوسری مساجد کینبرا۔ سڈنی۔ پرتھ برسبین، بروکن ہل، سپرٹن۔ ملبورن وغیرہ مقامات پر واقع ہیں۔

● آسٹریلیا میں احمدیت کا پیغام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی پہنچ گیا تھا۔ آسٹریلیا کے پہلے احمدی حضرت صوفی حسن موسیٰ خانصاحب تھے ابتداءً آسٹریلیا میں کان کنوں کیلئے رسد کے قافلوں کے منیجر تھے اور بعد میں نیوز ایجنٹ، بک سیلر اور سیٹشنرز کے طور پر فرائض سرانجام دیتے رہے۔

آپ ان ابتدائی افغانوں میں شامل تھے جو سندھ سے آسٹریلیا پہنچے تھے۔ گویا آسٹریلیا میں اسلام کا دورِ اوّل اور یہ دورِ احمدی باہم مربوط نظر آتے ہیں۔

حضرت حسن موسیٰ خان صاحب نے آسٹریلیا سے ستمبر ۱۹۰۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھ کر بیعت کی اور پھر دیوانہ وار تبلیغ احمدیت میں مصروف ہو گئے ـــــــ سلسلہ کلام کو قطع کرتے ہوئے یہ بات بیان کرنا ضروری ہے کہ ۱۹۱۳ء میں آسٹریلیا میں مقیم نولکھا بازار لاہور کے ایک احمدی بزرگ ملک محمد بخش صاحب نے جماعت احمدیہ آسٹریلیا میں پہلی وصیت کرنے کی توفیق پائی۔ انہوں نے وصیت میں اپنی تمام جائیداد کا جو کہ آسٹریلیا اور ہندوستان میں تھی چوتھا حصہ صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کر دیا۔

حضرت صوفی حسن خان صاحب اگست ۱۹۱۲ء میں قادیان پہنچے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے رمضان المبارک کا پورا درس سنا ۱۹۱۳ء میں آپ دوبارہ قادیان حاضر ہو کر حضور کے درس سے مشرف ہوئے۔

۲۲ رفروری ۱۹۱۴ء میں حضرت صوفی صاحب تیسری بار آسٹریلیا تشریف لے گئے اور اپنی وفات یعنی ۱۹۳۹ء تک وہیں رہے۔

۱۹۱۴ء سے ۱۹۳۹ء تک ۲۵ سال کے دوران آپ نے شاندار تبلیغی خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے پرتھ، ایڈیلیڈ اور بروم میں خصوصاً اور آسٹریلیا کے باقی حصوں کے عمومی دورے کئے اور آپ کی تبلیغ سے متعدد افراد سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ علاوہ ازیں آپ کی کوششوں سے "بیرس بین" اور آڈمیٹر کے مقامات پر احمدی جماعتیں بھی قائم ہو گئیں۔

آپ سینکڑوں تبلیغی خطوط ہر سال لکھتے اور اپنے خرچ پر ٹریکٹ اور کتابیں شائع کرتے۔

۱۹۲۹ء، ۱۹۳۰ء میں دو اور بزرگ علی بہادر اور شیر محمد صاحب بھی آسٹریلیا پہنچ گئے اور اشاعتِ احمدیت میں حضرت صوفی صاحب کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔

حضرت صوفی حسن علی خان صاحبؓ کی وفات کے بعد کچھ عرصہ تک شیر محمد صاحب پرتھ میں ہی آنریری مبلغ کے طور پر کام کرتے رہے۔ ۱۹۵۲ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر آسٹریلیا میں مبلغ بھجوانے کی کوشش کی گئی مگر حکومت کی طرف سے اجازت نہ مل سکی۔ تاہم وہاں پر مقیم احمدی اپنے طور پر حتی الامکان تبلیغ حق کا فرض ادا کرتے رہے۔

دَورِ خلافتِ ثالثہ میں ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب نے آسٹریلیا پہنچ کر جماعت کو منظم کیا اور پہلا نمائندہ وفد جلسہ سالانہ میں شرکت کے لیے بھی آیا۔ ۱۹۸۱ء میں ڈاکٹر صاحب نے حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں مسجد کے لیے جگہ خریدنے کی اجازت مانگی۔ جو اگست ۱۹۸۱ء میں حضورؒ نے منظور فرمائی۔ چنانچہ مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر کیلئے ۲۷ ایکڑ سے زائد زمین خرید لی گئی۔

اب اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھے جانے کا مرحلہ تھا اور یہ اس براعظم کی خوش قسمتی ہے کہ جماعت کی تعمیر ہونے والی اس پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کی غرض سے ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بنفس نفیس آسٹریلیا تشریف لے گئے۔ آپ نے ۳۰ نومبر ۱۹۸۳ء کو تحریک جدید کو ارشاد فرمایا کہ "آسٹریلیا کی طرف توجہ فرمائیں"۔ نیز آپ نے زمین کی خرید سے متعلق ہدایات بھی جاری فرمائیں۔

چند ماہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس محبوب بندہ کی خواہش کے مطابق وسائل مہیا فرما دیئے اور ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء کو جب حضور نے اپنے دست مبارک سے المسجد بیت الھدیٰ کی پہلی اینٹ رکھ دی تو یہ دن تاریخ آسٹریلیا کا عظیم دن قرار پایا کہ جس سے آسٹریلیا کی روحانی اور مذہبی دریافت کا آغاز ہو گیا۔ اور یوں براعظم آسٹریلیا جو اس سے قبل احمدیہ مساجد کے اعتبار سے خالی پڑا تھا۔ وہ اُن سے خالی نہ رہا۔

نومبر ۱۹۸۲ء تک جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی کیفیت یہ تھی کہ مرد ۲۸ — عورتیں ۲۳ — بچے ۲۴ یعنی کل ۷۵ احمدی تھے جو سڈنی، ملبورن اور ایڈیلیڈ میں رہائش پذیر ہیں مگر اب وقت آ چکا ہے کہ یہ اقلیت اکثریت میں بدل دی جائے۔ انشاء اللہ یہاں بھی اسلام پوری شان و شوکت کیساتھ آگے بڑھنا شروع کر دے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورہ آسٹریلیا ان تمناؤں کے پورا ہونے کی ضمانت بن چکا ہے۔ آسمان سے توحید خالق کے حق میں ہوائیں چلنی شروع ہو گئی ہیں اور نیک طبعوں پر فرشتوں کا نزول دم بدم ہو رہا ہے۔ دل بدلے جا رہے ہیں اور آنکھوں کی اجنبیت محبت اور پیار کی شکل میں ڈھلتی چلی جا رہی ہے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ آسٹریلیا کی قدیم اقوام اور باہر سے جا کر آباد ہونے والے تمام افراد اسی چشمہ سے سیراب ہونگے۔ اور اس ظاہری نئی دنیا پر ایک نئی رُوحانی دنیا

بسائی جائے گی ۔

کیونکہ جماعت احمدیہ کے اس براعظم میں داخل ہونے کا مقصود صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ دل جیتنے کا ایک ایسا منصوبہ لیکر وہاں داخل ہوئی ہے جس کا جبر و اکراہ سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ اس کا یہ منصوبہ تو روحانی فتوحات کا ایسا ایک پروگرام ہے کہ جس کے ذریعہ سے دلوں کو خدا اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جیتنا جائیگا خدا کرے کہ وہ دن جلد آئے ۔ آمین ؛

آسٹریلیا

دریافت: ۱۷۷۰ء بذریعہ انگریز کپتان جیمز کک
پرانے نام : باٹنی بے، نیو ہالینڈ، نیو ساؤتھ ویلز
دارالحکومت : کینبرا
رقبہ : ۲۹۶۷۸۹۰،۸۸۴ مربع میل
آبادی : ۱۴۲،۵۰۰۰۰ نفوس
مشہور ریاستیں : نیو ساؤتھ ویلز، وکٹوریہ، کوئینزلینڈ ویسٹرن آسٹریلیا، ساؤتھ آسٹریلیا، تسمانیہ
مشہور بندرگاہ : سڈنی
آسٹریلیا میں احمدیت کا آغاز : ستمبر ۱۹۰۳ء میں حضرت صوفی حسن خان صاحب کی بیعت کے ذریعہ ہوا۔
پہلی احمدیہ مسجد : "المسجد بیت الهدیٰ"
مسجد و مشن ہاؤس کی جگہ کا رقبہ : ۲۷ ایکڑ سے زائد
صدر جماعت احمدیہ : ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب
خاص باتیں : ۱۸۵۲ء میں آسٹریلیا کی سب ریاستوں کو ملا کر ایک فیڈریشن تشکیل دی گئی ۔

- مذہبی آزادی ہے ۔
- سرکاری دفاتر میں کام کرنے کے لیے کسی مذہب کی قید نہیں ۔
- اکثریت پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی ہے ۔
- قدیمی باشندے مرنجان مرنج طبیعت کے ہیں جو جنگ و جدال سے متنفر اور امن و آشتی کی زندگی گزارنے کے خواہاں ہیں ۔
- یہ واحد براعظم ہے جہاں کبھی کوئی جنگ نہیں ہوئی ۔
- تعلیم بچوں کے لیے لازمی ہے ۔

ہر قسم کے بجلی کے کالکولیٹرز۔ گھڑیاں۔ کیسٹس۔ ٹیپ ریکارڈرز
کے علاوہ وی سی۔ آر کی سیل اینڈ سروس کے لئے
ہم سے رابطہ قائم کریں
سنٹر
ٹائم
فون نمبر
۳۰۳۲۳۴
۳۰۳۲۳۵
۷۵۔ بیسمنٹ پنوراما شاپنگ سنٹر
شاہراہِ قائداعظم لاہور

دل سے آواز صلِّ علیٰ آتی ہے

(ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ۔ ربوہ)

میری آنکھوں نے دیکھا عجب اک سماں
شوقِ نظارہ مجھ کو کہاں لے گیا
میرے قدموں تلے ہانپتی تھی زمیں
کفر کا بوجھ اب اُس سے اُٹھتا نہ تھا
سلوٹیں سلوٹیں تھا لباسِ دہر
آنکھ تک آنسوؤں کی رسائی نہ تھی
سخت دھندلائے تھے سطوتوں کے نشاں
جیسے بے مایہ تھے یہ زمیں آسماں

نطقِ خاموش دل دے رہا تھا بیاں
لطفِ وجدان کے درمیاں لے گیا
ظلم کے خوف سے کانپتی تھی زمیں
سر ندامت زدہ تھا یہ جھکتا نہ تھا
رات تاریک اور دور تر تھی سحر
بات دل میں تھی ہونٹوں پہ آئی نہ تھی
دینِ اسلام کی عظمتوں کے نشاں
کھو گیا تھا کہیں رفعتوں کا سماں

دھیرے دھیرے سماں پھر بدلنے لگا
وقت انگڑائی لیکر نکھرنے لگا
ایک مردِ فسوں ساز کی چشم تر
بات چھوٹی تو دل میں سمائی نہ تھی
باندھا عزمِ سفر اور وطن سے چلے
مردِ حق اس کی قسمت جگانے چلے
قافلے رحمتِ حق کے ہمراہ تھے

خون آنکھوں سے بہہ کر ٹپکنے لگا
کفر کا تانا بانا بکھرنے لگا
کہ کئی دہر میں پھر نمودِ سحر
آگ اپنی تھی دل میں پرائی نہ تھی
رل رہی تھی زمیں آسماں سے گلے
پیاسی دھرتی کو پانی پلانے چلے
سامنے اُن کے گم کردہ راہ تھے

سرزمیں پر، نظر آسمانوں پہ تھی — رب کی حمد و ثنا ہی زبانوں پہ تھی
جذب اور شوق کی سرگرانی بھی تھی — بحرِ ناپید سی بیکرانی بھی تھی
اپنی آہ و فغاں آزمانے چلے — داستانِ محبت سُنانے چلے
فتح و نصرت کی آئی گھٹا جھوم کر — حق نے کی راہنمائی قدم چُوم کر
معجزے رونمائی کو حاضر ہوئے — کفر کے پاؤں چلنے سے قاصر ہوئے
مردِ حق کو سفر ایسے راس آگیا — اک کنواں جیسے پیاسے کے پاس آگیا
دید کو پیارے جلووں کی بہتات تھی — یہ سفر گویا مولا کی سوغات تھی
شرق کے ظرف کو آزمایا گیا — اُس جگہ کا نصیبا جگایا گیا
گھر خدا کا وہاں اک بنایا گیا — جیسے دھرتی کا ماتھا سجایا گیا
غنچہ و گُل پہ جیسے بہار آگئی — ہر طرف جگنوؤں کی قطار آگئی
ابرِ رحمت اُمڈ کر برسنے لگا — پھر سے دھرتی کا چہرہ چمکنے لگا
مشکلیں اپنا دامن چرانے لگیں — نغمۂ حق کی آوازیں آنے لگیں
آئینے پھر دلوں کے نکھرنے لگے — پھر دھنک رنگ جیسے بکھرنے لگے
بُعد اور قربتوں کا گماں مٹ گیا — مجھ کو احساسِ سُود و زیاں مٹ گیا
آج رنگین مجھ کو نظارے لگے — جستجو کے سفینے کنارے لگے
سرخرو ہوئے لوٹے وطن کی طرف — بلبلیں جیسے آئیں چمن کی طرف
مرحبا مرحبا کی صدا آتی ہے — ٹھنڈی خوشبو سی بادِ صبا آتی ہے

گیت خوشیوں کے ساری فضا گاتی ہے
دِل سے آوازِ صلِّ علیٰ آتی ہے

امتیاز
پبلک ہائی سکول
فون نمبر
۸۰۱۰۶۱
بیکو روڈ۔ کوٹ لکھپت۔ لاہور
چھٹی تا دہم
عظیم ادارہ جس کی پڑھائی محنت اور کردار سازی
دوسرے سکولوں کے لئے بطور مثال پیش کی جا سکتی
ہے
لاجواب محنت ـــــ بے مثال پڑھائی

سری لنکا میں احمدیّت کا نفوذ

(مکرم خلیل احمد صاحب چودھری - ربوہ)

خدا کے فضل سے سری لنکا بھی ان خوش نصیب ممالک میں شامل ہے جہاں مسیح موعود علیہ السلام کے تبلیغی مشن یعنی احمدیت کے ذریعہ اسلام کا پیغام پہنچ چکا ہے اور یہ بھی اس کی خوش قسمتی ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے عہد مبارک میں ہی آپؑ کی تحریرات سری لنکا پہنچ گئیں اور اُن کی برکت سے ۱۹۰۷ء میں ایک سیلونی عالم دین بیعت کر کے سلسلۂ احمدیت میں داخل ہو گئے لیکن احمدیت کی مؤثر اور منظم آواز ۱۴ مارچ ۱۹۱۵ء کو سری لنکا کے مرکزی شہر کولمبو (COLOMBO) میں حضرت صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے (صحابی حضرت مسیح موعودؑ) کے ذریعہ پہنچی۔ آپؓ تین ماہ تک وہاں مسیح و مہدیؑ کے ظہور کی منادی کرتے رہے۔ آپؓ نے سیلون میں کثرت سے جلسے کئے ان میں سے ایک جلسہ ۲۵ راپریل ۱۹۱۴ء کو ہوا۔ اس جلسہ کے بعد لوگوں نے آپؓ سے مصافحہ کیا اور ہاتھ چومے۔ اس جلسہ کے پریذیڈنٹ نے کہا کہ میں دل سے احمدی ہوں۔ تین ماہ میں تیس کے قریب احمدی ہو گئے تو آپ نے کولمبو میں انجمن احمدیہ کی تشکیل دی اور مسٹر ٹی۔ کے لائی (T. K. LYE) اس کے پہلے سیکرٹری مقرر ہوئے حضرت صوفی صاحب کے بعد حکومت نے جماعتِ احمدیہ کے مبلغین کے داخلہ پر پابندی لگا دی۔ جس کی رو سے جماعت کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے باوجود سیلون کے احمدیوں نے اشاعت احمدیت کا کام نہایت سرگرمی سے جاری رکھا۔ جلسوں کے انعقاد کے علاوہ تبلیغی پمفلٹوں کا ایک سلسلہ نیز ۱۹۱۷ء سے THE MASSAGE کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار بھی جاری کیا اس کام کو سراہتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۱۹ء کی مجلس شوریٰ کے موقع پر فرمایا "سیلون کی جماعت ...... میں سے بعض میں کمزوری ہے لیکن ان میں بڑے بڑے مخلص بھی ہیں"۔

سیلون کے احمدیوں نے ۱۹۲۰ء میں ایک نہایت ہی عمدہ موقع کا مکان مسجد اور پریس کے لئے خریدا۔ اس کے بعد ایک اور صحابی حضرت سردار عبدالرحمٰن صاحبؓ سری لنکا تشریف لیجا کر تبلیغ کرتے رہے۔ اسی دوران حکومت وقت نے بعض شرائط کیساتھ جماعت کو عام تبلیغ کی اجازت دے دی۔ ان کے بعد ایک اور صحابی

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ ۱۰؍اکتوبر ۱۹۲۷ء کو
سری لنکا تشریف لے گئے۔ آپ نے پادریوں سے
مناظرے کئے جن میں پادری لاجواب ہو گئے نیز آپؓ
نے بہت سے لیکچر بھی دیئے جن میں سے ایک لیکچر "اسلام
اور عیسائیت" کے عنوان پر تھا اس پر مسلمانوں نے
اعتراف کیا کہ اسلام کی تائید میں ایسی زبردست تقریر
کبھی نہیں سنی گئی۔ دوسری طرف سری لنکا کے
اخبارات نے بھی آپکی بڑی تعریف کی۔

ان کے بعد حضرت مولوی عبداللہ صاحب مالاباری
سری لنکا پہنچے اس وقت احمدیوں کی تعداد اسی تک پہنچ
چکی تھی اور چار جگہوں (کولمبو، نیگمبو، گمپولا اور رالکام)
میں جماعتیں قائم ہو چکی تھیں۔ آپؓ نے اپنی جماعت
کی اصلاح کے علاوہ تقریباً ایک سو پچاس افراد کو
پرائیویٹ گفتگو سے تبلیغ کی۔ سترہ علمی لیکچر دیئے
نیز آپ نے ہزاروں کی تعداد میں ٹریکٹ شائع کرکے
لوگوں میں تقسیم کئے۔ آخر ۱۹۵۱ء میں آپ واپس
آگئے۔ اسی دور میں احباب جماعت کی روحانی
نشوونما کے لیے مکرم عبدالمجید صاحب نے "اسلامیہ
سورین" کے نام سے ایک رسالہ بھی جاری کیا۔ اسی
طرح احباب جماعت کی مدد سے اسلامیہ سورین پریس
بھی جاری ہو گیا۔

اگست ۱۹۵۱ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے
محترم محمد اسمٰعیل صاحب منیر کو (مع اہلیہ) سری لنکا
بھجوایا۔ آپ نے تحریک جدید کے زیر انتظام مستقل
مشن کی بنیاد رکھی اور پونے سات برس تک سری لنکا
میں نہایت مستعدی سے اشاعت احمدیت میں سرگرم
رہے۔ چنانچہ آپ نے ساری جماعت کو ایک نظام سے
منسلک کرنے اور ایک لڑی میں پرونے کے لیے ہر سیلونی
احمدی کے مختصر اور ضروری کوائف کا ریکارڈ
تیار کرایا۔ جس سے تنظیموں کے تمام جملہ شعبہ جات میں نئی
حرکت پیدا ہو گئی۔ اسی طرح آپ کے دور میں نگمبو میں
مسجد کے ساتھ ایک ایکڑ زمین خرید کر جماعت نے "احمدیہ
باغ" لگایا۔ جس سے مسجد کی بھی توسیع ہو گئی۔ اسی طرح
ایک عرصہ سے "THE MESSAGE" اخبار بند
تھا اس کا دوبارہ اجراء کروا کر دور دراز علاقوں تک
اسلام کا پیغام پہنچایا جانے لگا۔ اور اکتوبر ۱۹۵۵ء
سے سری لنکا کے مشرقی صوبہ میں جماعت کے ایک ذیلی
مشن نے بھی کام شروع کر دیا۔ علاوہ ازیں کولمبو اور
نگمبو میں جماعت کی لائبریریاں قائم کرکے ان میں بہت
سی کتب بھی رکھی گئیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی ایک رؤیا کا پورا ہونا

حضرت المصلح الموعودؓ کا ایک رؤیا ہے کہ "ہمارے
سلسلہ کا لٹریچر سنہالیز زبان میں بھی شائع ہونا شروع ہو گیا
ہے اور اس کے نتائج اچھے نکلیں گے۔" اس کشف کا
پورا ہونا بظاہر ناممکن تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کشف کو
پورا کرنے کے لیے ایک انقلاب برپا کیا جس کے نتیجہ میں
ایک طرف تو سنہلی زبان کو سرکاری زبان کا درجہ ملا اور
دوسری طرف ایک مترجم بھی آگیا نیز اس کے اخراجات
غیر از جماعت دوستوں نے برداشت کئے جس سے سنہلی

زبان میں بکثرت جماعت کا لٹریچر چھپا اور تمام ملک میں مقبول ہوا۔ اس ضمن میں "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا ترجمہ بطورِ خاص قابلِ ذکر ہے۔

محترم مولوی اسماعیل منیر صاحب کے دورِ تبلیغ کا ایک اہم واقعہ یہ ہے کہ اس دور میں جماعت احمدیہ سری لنکا کے ایک مستقل اشاعتی ادارہ کی بنیاد رکھی گئی۔ جہاں سے احمدیوں کے علاوہ غیر از جماعت دوست بھی بکثرت کتابیں خریدتے تھے۔ سنٹر سے سیلون کے علاوہ پاکستان، بھارت، ملایا اور برما بھی کتب بھجوائی جاتیں۔ مولوی صاحب موصوف کی واپسی پر اس ادارہ کے سٹاک میں پچاس ہزار سے زائد کتب تھیں۔

دوسرا اہم واقعہ یہ ہے کہ آپ کے دَور میں وسیع پیمانہ پر انگریزی، تامل اور سنہلی زبانوں میں تراجم ہوئے اور اسلامی لٹریچر شائع ہوا جس کی تفصیل یہ ہے اسلامی اصول کی فلاسفی، لیکچر لاہور، ہمارا رسولؐ تحفہ شہزادہ ویلز، نماز مترجم، احادیث النبیؐ، قرآن کریم کی دو سورتیں، صداقت مسیح موعود، وفاتِ مسیح، مسئلہ نبوت، اسلامی قاعدہ، اسلام کا خلاصہ، معترضین کے جوابات اور روحِ اسلام، اس کے علاوہ لاکھوں کی تعداد میں ٹریکٹ بھی شائع کئے گئے علاوہ ازیں جماعتی لٹریچر کو مختلف اہم ملکی لائبریریوں میں رکھوایا گیا۔

قرآنی اسباق بذریعہ ڈاک بھجوانے کا سلسلہ شروع ہوا جس پر حضرت المصلح الموعودؓ نے فرمایا۔ "مسلمانوں کو قرآن سے محبت ہے اس لیے اس کو جاری رکھو۔" پھر ان اسباق کو کتاب کی شکل میں شائع کیا گیا اور یہی کتاب میٹرک کے طلبہ کے لیے اسلامیات کا نصاب قرار پائی۔

جب مولانا منیر صاحب واپس پاکستان آگئے تو مرکزی مبلغ نہ ہونے کی وجہ سے گو سری لنکا کے احباب جماعت کو بعض مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا مگر ان حالات میں بھی احباب جماعت انفرادی تبلیغ کے علاوہ کثرت سے لٹریچر بھی تقسیم کرتے رہے۔ جس کی رپورٹ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمتِ عالیہ میں بھجواتے رہے حضور بھی ان کے کام کو سراہتے ہوئے گاہے بگاہے مبلغین کو بھجواتے رہے۔ چنانچہ اس ضمن میں مکرم عبدالرحمان صاحب سیلونی، محمد بشیر صاحب شاد اور مکرم محمد عمر صاحب کے اسماء قابلِ ذکر ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے مبلغین اور سیلون کے لوگوں کی مساعی میں برکت ڈالی جس کی وجہ سے سیلون میں احمدیوں کی چار مساجد ہیں اور احمدیوں کی تعداد اڑھائی ہزار سے زائد ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

اس وقت دو رسالے بھی جاری ہیں جو تبلیغ کے کام میں بہت ممد ہیں اور مکرم و محترم محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ سری لنکا کے مرد و زن جملہ مرکزی چندوں اور تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ خلافت سے والہانہ تعلق رکھتے ہیں۔ حضور کے دَورہ نے ان کی کایا پلٹ دی ہے اور وہ بڑی گرمجوشی سے خدمتِ دین میں اور تبلیغ اسلام میں مصروف ہو چکے ہیں۔ اللھم زد فزد۔ (آمین)

سری لنکا

سری لنکا کا مطلب : راجا کا جزیرہ

پرانا نام : سیلون

دارالحکومت : کولمبو

رقبہ : ۲۵،۳۳۲ مربع میل

آبادی : ایک کروڑ

آزادی : ۱۹۴۸ء

آباد قوم : سنہالی ۔ تامل ور ۔ ملوتی ۔ انڈین ۔ برگرز

قومی مذہب : بدھ مت ۔

باقی مذاہب : اسلام ۔ ہندوازم ۔ عیسائیت

قومی زبان : سنہالی

ملکی زبانیں : سنہالی ۔ تامل ۔ انگریزی

پیداوار : چائے ۔ ربڑ ۔ ناریل ۔ کوکو ۔ صندل ۔ لکڑی

احمدیت کا آغاز : ۱۴ر مارچ ۱۹۱۵ء

پہلے مبلغ : حضرت صوفی غلام محمد صاحب بی ۔ اے صحابی (حضرت اقدس مسیح موعودؑ) ۔

مشن کا باقاعدہ قیام : جولائی ۱۹۵۱ء

تحریک جدید کی طرف سے پہلے مبلغ مکرم محمد اسمٰعیل صاحب منیر

شہید احمدیت : مکرم رشید احمد صاحب

خاص باتیں : ۔ اس ملک میں دو بڑی اقوام آباد ہیں ایک ڈراویڈین جنکی زبان تامل ہے دوسری آرین جنکی زبان سنہالی ہے ● لوگ خوش مزاج ، ہنس مکھ اور مہمان نواز ہیں ● ملک میں مذہبی آزادی ہے ● تعلیم لازمی اور مفت ہے ● لوگوں کی پسندیدہ غذا چاول اور مچھلی ہے ۔

(۱)
فلک پر چاند تارے جگمگائے
زمیں پر پھول کھل کر مسکرائے
حیاتِ نو ملی ہے پھر سے ہم کو
ہمارے دلربا پھر ہم میں آئے

(۲)
فضا خاموش تھی دل بے سکوں تھے
فراقِ دلربا میں خاک و خوں تھے
لبوں پر تھی دعائے فتح و نصرت
خدا کی بارگاہ میں سرنگوں تھے

(۳)
امامِ وقت مشرق میں گیا ہے
تو ہم پر اک نیا عقدہ کھلا ہے
بڑی شوکت سے مشرق کی زمیں پر
طلوعِ شمس مغرب سے ہوا ہے

(۴)
امامِ وقت کا اعجاز دیکھو
خدا کی حکمتوں کے راز دیکھو
چلی ہے رَو عجیب ایجابِ حق کی
خدا کے فضل کے آغاز دیکھو

(۵)
خدا کا فضل حاصل تھا سفر میں
خدا حامی رہا اُن کا حضر میں
بلادِ شرق کو کر کے منوّر
شبِ ظلمت بدل دی اِک سحر میں

(۶)
پیامِ حق زمانے کو سُنا کر
خدا کے دین کی باتیں بتا کر
خدا کا نور پھر آیا ہے ہم میں
دلوں میں پیار کی شمع جلا کر

سراج الحق قریشی
ایم۔ اے

جلسہ سالانہ
مبارک
خواجہ وجاہت احمد اینڈ کمپنی کراچی

مسجد بشارت اور المسجد بیت الھدیٰ کا شیریں ثمر
بیوت الحمد منصوبہ

(محترم مرزا محمد الدین صاحب ناز سیکرٹری بیوت الحمد منصوبہ)

"میرے دل کی یہ خواہش ہے کہ ساری دنیا میں ہمدردی کرنے والوں میں سب سے زیادہ ہمدردی کا عملی اظہار جماعت احمدیہ کی طرف سے ہو اور دنیا میں کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ موسیٰؑ کی جماعت نے بنی نوع انسان کی یہ خدمت کی اور عیسیٰؑ کی جماعت نے یہ خدمت کی اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت نعوذ باللہ پیچھے رہ گئی اس لئے جہاں تک مذاہب کے مقابلہ کا تعلق ہے فاستبقوا الخیرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے میرے دل میں خدا تعالیٰ نے اس معاملہ میں بے انتہا جوش پیدا کیا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں ایسے عظیم الشان کام سرانجام دے جو اپنی وسعت کے ساتھ اپنی شدت میں بھی بڑھتے رہیں یہاں تک کہ جماعت احمدیہ ساری دنیا میں بنی نوع انسان کی سب سے زیادہ ہمدردی رکھنے والی اور ہمدردی میں عملی قدم اٹھانے والی جماعت بن جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اس پہلو سے بھی ساری دنیا کے ادیان پر غلبہ نصیب ہو جائے۔"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہ مبارک خواہش جس کے لفظ لفظ سے حضور کی دینِ اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دینی غیرت اور بے لوث محبت جھلکتی ہے فعل الخیرات کے قالب میں ڈھل کر "بیوت الحمد منصوبہ" کا عملی روپ دھار گئی۔

چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال جب تقریباً ساڑھے سات سو سال کے دردناک تعطل کے بعد سپین میں مسجد بشارت کا افتتاح فرمایا تو اس کے حمد اور شکرانے کے طور پر حضور نے اس سکیم کو جاری

کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :-

"میں نے سوچا کہ ساری دُنیا میں جماعتِ احمدیہ اللہ کی حمد کے ترانے گا رہی ہے اور سب دُنیا پر یہ حقیقت واضح کر رہی ہے کہ مسجد بشارت کی تعمیر کی جو تاریخ ساز سعادت ہمیں نصیب ہوئی یہ محض ہمارے رب کی رحمانیت اور رحیمیت کے طفیل ہے۔ اُسی نے ہمیں اس مہم کا آغاز کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یعنی جو کچھ بھی ہم نے کیا محض اس کی رحمانیت اور رحیمیت کے عظیم جلووں کے تابع کیا۔ ہمارے دل بھی اس ولولہ کو اور رحمان اور رحیم خدا کے احسانات کو بڑی شدت سے محسوس کر رہے ہیں اور اس کے احسانات کا تصور دل میں محبت کے طوفان اُٹھا رہا ہے اور ہر احمدی کا دل پہلے سے بڑھ کر رحمان و رحیم خدا کی محبت کا جوش محسوس کرتا ہے۔ میں نے سوچا کہ حمد کی یہ دو شرطیں تو پوری کر دیں۔ تیسری شرط کس طرح پوری کریں۔ پس اعمال میں اس حمد کو کس طرح جاری کریں۔ اس سلسلہ میں بہت سے مضامین میرے ذہن میں روشن ہوئے۔۔۔۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا مضمون بھی سمجھایا جس کا میں اب یہاں اعلان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے گھر بنانے کے شکرانہ کے طور پر خدا کے غریب بندوں کے گھروں کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے۔ اس طرح یہ حمد کی عملی شکل ہوگی جو ہم اختیار کریں گے اور اپنے اعمال سے گواہی دیں گے کہ ہاں واقعۃً ہم اللہ کی اس رضا پر بہت راضی ہیں کہ اس نے ہمیں اپنا گھر بنانے کی توفیق بخشی پس ہم اس کے غریب بندوں کے گھروں کی تعمیر کی طرف توجہ کر کے اس عظیم احسان کا عملی اظہار کریں گے۔"

(خطبہ جمعہ ۲۹ر اکتوبر ۱۹۸۲ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "بیوت الحمد کمیٹی" کی پہلی میٹنگ میں اس کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ اور اسلام کے نزدیک بنی نوع انسان کے حقوق سے تعلق رکھنے والی جنت کا کم از کم تصور روٹی، کپڑا اور مکان ہے جو مادی دُنیا کا منتہائے مقصود ہے۔ جہاں تک ان بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کا جذبہ ہے جماعت عمومی رنگ میں اس کے لیے کوشش اور جدّ و جہد کر رہی ہے اور وقتاً فوقتاً ضرورت کی شدّت کے پیشِ نظر اس پر عملی قدم اُٹھایا جاتا رہا لیکن خصوصی رنگ میں منظم سکیم کے تحت خلافتِ ثانیہ میں غرباء کی خوراک کے بارہ میں باقاعدہ منصوبہ کے تحت عملی امداد کے لیے مؤثر قدم اُٹھایا گیا جبکہ باقی ضرورتوں کو عمومی رنگ میں گاہے بگاہے پورا کیا جاتا۔ خلافتِ ثالثہ کے عہد میں لباس و پارچات تو شک و لحاف اور تعلیم کے دیگر لوازمات کی منظم سکیم کا اجراء ہوا اور اب مکان

کے بارہ میں بیوت الحمد منصوبہ شروع کیا جا رہا ہے اور
اسے صد سالہ جوبلی سکیم کا ایک حصہ بنایا جا رہا ہے اور
صد سالہ جشن تک ۹۰۰ مکانات جزوی امداد سے اور ۱۰۰
مکان کالونی کی شکل میں تیار ہونے چاہئیں۔

چنانچہ گزشتہ سال عام تحریک کی صورت میں
خدا تعالیٰ کے فضل سے قریباً پندرہ لاکھ روپے وصول
ہوئے اور ۲۴۲ افراد کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے
اڑھائی لاکھ روپے بطور امداد دیئے گئے جن میں مرمت
مکان، چار دیواری، ایک یا دو کمرے، غسلخانہ،
برآمدہ وغیرہ تعمیر کرنا شامل ہے۔

امسال حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آسٹریلیا میں
"المسجد بیت الہدیٰ" کا سنگِ بنیاد رکھنے کے بعد اس
تحریک با برکت کی اہمیت اور ضرورت پر زیادہ زور
دیتے ہوئے فرمایا:۔

"اب مسجد آسٹریلیا کی بنیاد ڈالنے کی
توفیق ملی ہے تو میں اس تحریک کو دہرانا
چاہتا ہوں۔ اب یہ تحریک میرے ذہن میں
نسبتاً زیادہ وسعت اختیار کر چکی ہے۔
..... چنانچہ خدمتِ خلق کی مختلف تحریکات
جو جماعت میں جاری ہیں ان میں سے ایک
میں نے بیان کیا تھا "بیوت الحمد" ایک
ایسی تحریک ہے جو گزشتہ سال جاری کی
گئی۔ ..... جو اصل کام پیشِ نظر ہے
وہ یہ ہے کہ وسیع پیمانے پر گھروں کی تعمیر کا
سلسلہ شروع کیا جائے تاکہ بعض غرباء
کو بنا بنایا پورا گھر مہیا کر دیا جائے۔
..... ایسی نئی آبادیاں تعمیر کرنے کا
خیال ہے جن میں گھر مکمل کرنے کے بعد
بعض ایسے خاندانوں کے سپرد کر دیئے
جائیں گے جو غربت کے باوجود جماعتی
اخلاص اور خدمتوں میں نمایاں ہوں۔
..... اس سکیم کو میں وسعت دینا چاہتا
ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں چاہتا
ہوں کہ جلسہ جوبلی تک ہم کم از کم ایک
کروڑ روپے کی لاگت سے مکان بنا کر
غرباء کو مہیا کر دیں یعنی جماعت کے
جو سو سال گزر رہے ہیں ان کے ہر
سال پر صرف ایک لاکھ روپیہ اگر ہم
ڈالیں تو ایک کروڑ بن جاتا ہے اور
پھر بعد میں انشاء اللہ ایک کروڑ
مکانات بھی ہوں گے لیکن فی الحال
ایک کروڑ روپے کی تحریک کی جاتی ہے۔"

پھر حضور پُر نور نے بیوت الحمد منصوبہ میں اپنا وعدہ
دس ہزار روپے سے بڑھا کر ایک لاکھ روپے کرتے ہوئے
اس منصوبہ میں مالی قربانی کے معیار کو بلند کرنے کی مؤثر
تلقین فرمائی:۔

"میرا گزشتہ سال کا وعدہ دس ہزار
روپے کا تھا جو میں نے ادا کر دیا تھا۔
بہت معمولی رقم تھی۔ اب میں اس وعدہ
کو بڑھا کر ایک لاکھ کر رہا ہوں اور آئندہ

چار سال میں یہ وعدہ انشاء اللہ پورا
کر دوں گا۔ باقی دوست جو ایک ایک
لاکھ کے وعدے کر چکے ہیں۔ وہ غالباً تین
یا چار اور ہیں۔ تو پانچ لاکھ کا تو اس طرح
اکٹھا انتظام ہو گیا۔ جو اس سے پہلے وعدے
آ چکے ہیں ان کو شامل کر لیا جائے یعنی
ان پانچ لاکھ کے علاوہ اگر ہمیں ایسے
دوست ایک ایک لاکھ کا وعدہ
کرنے والے مل جائیں تو انشاء اللہ
تعالیٰ بڑی آسانی کے ساتھ یہ
معاملہ طے ہو جائے گا۔
لیکن کوشش یہ کرنی
چاہیئے کہ ادائیگی
میں جلدی کی جائے
کیونکہ میں اسکو صد سالہ
سکیم کا حصہ بنانا چاہتا
ہوں۔ یعنی جس سال ہم صد سالہ جشن منا رہے
ہوں اس سال ہماری خوشیوں میں بعض ایسے
غریب بھی شامل ہوں جن کے پاس پہلے کوئی
مکان نہیں تھا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے
اور احمدیت کی برکت سے اس سال ہم ان
کو نئے مکانوں کی چابیاں سپرد کر دیں۔
اس لیئے اس ایک کروڑ کی ادائیگی
میں ہمیں جلدی کرنی چاہیئے اور اگر اس مد میں
زیادہ رقم بھی جمع ہو جائے گی تو اس میں بھی
کوئی حرج نہیں ہے یعنی یہ شرط نہیں ہے
کہ صرف ایک کروڑ ہی ہو۔ دو کروڑ،
تین کروڑ یا جماعت کو جتنے کی توفیق
مل سکتی ہے دے دے لیکن ایک کروڑ
کم از کم حد ہے ...... باقی جو دوست
اس تحریک میں حصہ نہیں لے سکتے
اُن سے میں یہ کہتا ہوں کہ وہ
دعائیں کریں اور ضروری نہیں
ہے کہ ایک لاکھ کی توفیق ہو تبھی
اس میں حصہ لیا جائے اگر زیادہ
کثرت کے ساتھ دوست شامل
ہونا چاہتے ہیں تو ضرور
شامل ہوں۔ کیونکہ یہ
بہت ہی مبارک تحریک ہے
جو لوگ بھی ان مکانوں میں
رہیں گے خدمت کرنے والوں
کو ہمیشہ اُن کی دعائیں پہنچتی
رہیں گی۔ اس لیئے اس تحریک میں
کم سے کم روپیہ کے لیئے میں کوئی
حد مقرر نہیں کرتا۔ اگر کوئی دوست
چار آنے دیکر بھی اس میں شامل ہونا
چاہے تو سیکرٹریان مال اسکے چار آنے
بھی قبول کرلیں "

یہ بہت ہی مبارک تحریک ہے!

لہٰذا ہر احمدی کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہونی چاہیئے
کہ امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے حسب استطاعت

اپنی طرف سے مالی قربانی پیش کرے جو بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لیے خلوص کا تحفہ ہے اور حمد کے جذبات سے لبریز دل کو خدائے ذوالجلال کا عرش بنا دیں کہ جو حقیقی بیت الحمد ہے اور جس کے نتیجے میں قربِ الٰہی کی منازل میں جدت آمیزی اور حسن انگیزی پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔

مساجد کی تعمیر کا ثمر بھی رضائے الٰہی کی جنت ہے جیسا کہ فرمایا "مَن بَنیٰ لِلّٰہِ مسجداً بنی اللہ لہٗ بیتاً فی الجنّۃ" اور مالی و جانی قربانیوں پر حمد و شکر کے جذبات کی عملی تصویر کے طور پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی "بیوت الحمد منصوبہ" کی بصیرت افروز سکیم کے پیچھے بھی یہی حکمت اور فلسفہ کارفرما ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:۔

"عن ابی موسیٰ الاشعری ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا مات ولد العبد قال اللّٰہ ملائکتہ قبضتم ولد عبدی فیقولون نعم۔ فیقول قبضتم ثمرۃ فؤادہ فیقولون نعم۔ فیقول ماذا قال عبدی فیقولون حمدک واسترجع فیقول اللّٰہ ابنوا لعبدی بیتاً فی الجنّۃ وسمّوہ بیت الحمد" (ترمذی)

ترجمہ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کا بچہ فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ سے دریافت فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندے کے بچے کو وفات دی ہے؟ تو وہ عرض کرتے ہیں ہاں ہمارے رب۔ تب اللہ کہتا ہے تم نے میرے بندے کے جگر گوشے کو وفات دی ہے؟ تو ملائکہ کہتے ہیں جی حضور! تو خدا کہتا ہے کہ اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں کہ اس نے تیری حمد و ثناء ہی کی اور اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلیہِ راجعون پڑھ کر تیری رضا پر راضی ہونے کا اعلان کیا۔ تو اللہ تعالیٰ کہے گا ابنوا لِعَبْدِی بیتاً فی الجنّۃِ کہ تم میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کر دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو"۔

گویا حمد باری تعالیٰ کا لازمی نتیجہ بیوت الحمد کی عطا ہے خواہ اس دنیا میں ملیں یا اخروی زندگی میں۔ پس دعا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے پیارے آقا کی اس سکیم میں مسابقت الی الخیر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُن دونوں جنتوں کا وارث بنے جن کا ذکر قرآن کریم میں بایں الفاظ کیا گیا ہے:۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ ۝ (الرحمٰن)

ماہنامہ خالد ربوہ
دورہ مشرق بعید نمبر
جنوری ۱۹۸۴ء
Digitized By Khilafat Library Rabwah
کراچی کے احباب تمام گھریلو ضروریات کیلئے
ہمارا نام یاد رکھیں ۔ خدمت کا موقع دیں
کی کی سپر اسٹور
پائیسر اپارٹمنٹ
فون نمبر ۴۶۲۰۴۰
گلشن اقبال بلاک نمبر ۱۶
نزد حسن سینٹر یونیورسٹی روڈ ۔ کراچی
طالب دعا ـــــ عبدالوحید فاروقی

حضور کا دورۂ مشرقِ بعید

عالمی اخبارات کی نظر میں

Laying foundation of first Ahmadiyya Muslim Mosque in Australia

THE FIJI TIMES — FRIDAY, SEPTEMBER 30, 1983
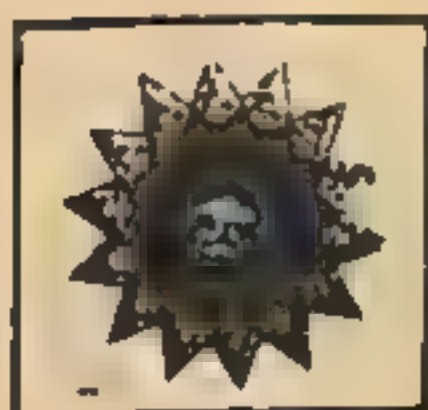
The Fourth Successor of the Promised Messiah

HAZRAT MIRZA TAHIR AHMAD

Supreme Spiritual Leader of more than 13,000,000 Ahmadi Muslims

۱۹۸۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت نے ایک صدی پوری کر لی اور اسی سال تجدیدِ عہدِ بیعت کے ساتھ جماعت جس نئے دَور میں داخل ہوئی اس کے اَن گنت شیریں پھلوں میں سے ایک

کا عنوان "دَورۂ مشرقِ بعید" ہے۔ جو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ الودود نے ۱۹۸۳ء کے نصفِ آخر میں اختیار فرمایا۔ اس کے ساتھ آباد دُنیا کے تمام خطّوں تک محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچانے کا کام ایک نئی شکل میں ڈھل گیا ہے۔ یہ صرف پانچ ہفتوں کی ایک بہت مختصر مگر انقلاب آفریں کہانی ہے جس کو چاروں طرف سے خدا کے فضلوں نے اپنے حصار میں لیا ہوا تھا۔ اور مستقبل کا مؤرخ ان گہرے نقوش کو انمٹ اور لازوال چمک کے ساتھ دیکھے گا۔ جو آج اہلِ دُنیا کی نظر میں مدھم اور نقش بر آب ہیں۔

اِس زندگی بخش عطر کی خوشبو فضاؤں میں دُور دُور تک پھیلی اور حضور کے پیغامات ممالکِ عالم کے پریس اور دوسرے ذرائعِ ابلاغ کے ذریعے بے شمار لوگوں تک پہنچے۔ اور اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ دیرپا اثرات کے لیے اِن سب ذرائعِ ابلاغ میں سے اخبارات کا درجہ سب سے بالا ہے۔ ان میں حضور کے دَورے کی عمومی خبریں بھی شائع ہوئیں بعض نے بڑی سچائی کے ساتھ حضور کے کلمات اپنے قارئین تک پہنچائے اور احمدیت کا بہت جامع اور خوبصورت تعارف کروایا۔ بعض نے نکتہ چینی کا انداز بھی ڈالی اور حقائق کو مسخ کر کے پیش کیا۔

لیکن بہرحال یہ سارے کے سارے ردِّ عمل ہماری تاریخ کا حصّہ بننے والے ہیں۔ اس لئے ذیل میں چند ممالک کے اخبارات کے تراشے ترجمہ کے ساتھ احباب کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

جملہ تراشوں کی ابتداء میں "FIJI TIMES" کی ۱۴، ۱۵، ۱۶ اور ۳۰ ستمبر کی اشاعتوں کے پانچ تراشے ہیں جن میں جماعت احمدیہ فجی کی طرف سے جاری کردہ جماعت احمدیہ کے تعارف اور حضور کے دَورۂ فجی کی خبر اور دَورہ کے تفصیلی پروگرام پر مشتمل جماعتی پریس ریلیز شائع ہوئی ہے۔ اس اخبار نے اپنی ۳۰ ستمبر کی اشاعت میں "LAYING FOUNDATION OF FIRST AHMADIYYA MUSLIM MOSQUE IN AUSTRALIA" کا عنوان اخبار کے ہر صفحہ کی پیشانی پر لکھ کر المسجد بیتُ الہُدیٰ کے سنگِ بنیاد کی تقریب پر حضور کے خطاب کا مکمل متن جلی سُرخیوں کے ساتھ شائع کیا ہے۔

ان تراشوں سے حضور کے دَورۂ فجی کے موقعہ پر فجی کے پریس کے تعاون اور دیانتداری کی نمایاں جھلک نظر آتی ہے۔

The Fourth Successor of the Promised Messiah

HAZRAT MIRZA TAHIR AHMAD

Supreme Spiritual Leader of more than 10,000,000 Ahmadi Muslims

Visits Fiji 16-25 September, 1983

AHMADIYYA MUSLIM ASSOCIATION, FIJI

LIFE HISTORY OF THE PRESENT HEAD

After the death of third Khalifa on 9th January, 1982 Hazrat Mirza Tahir Ahmad was elected the fourth Khalifa of the Community.

Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV, was born on 18th December, 1928 at Qadian, India. He passed his matriculation examination in 1944 even though his mother, Hazrat Sayyeda Maryam Begum passed away during the course of the examination. After completing his intermediate examination, he studied at the Government College in Lahore for his B.Sc. He also spent a period of about five years at the Jamia-tul-Mubashireen where he acquired a deep insight into the Holy Quran. He developed scholarly qualities and attended the University of London.

Before he was elected Khalifa, he held the offices of the President of the Central Khuddamul Association and made great efforts in visiting nearly every Jamaat in Pakistan. He was the President of the Central Ansarullah and as Nazim Waqfe Jadid.

Hazrat Mirza Tahir Ahmad is a specialist in homeopathy and many people including Ahmadies and non-Ahmadies flock to him in order to secure treatment for their ailments. He has always been admired and respected for his simplicity in habits. Mian Sahib is a keen sportsman and participated in all types of games. Being keen in long country walks and hunting, he has a great love for the outdoor life. The character of Hazrat Mirza Tahir Ahmad Sahib is studded with superb qualities. Everyone who has contact with this remarkable man speaks volumes of his kind nature, sympathetic attitude and his high degree of hospitality.

There are countless incidents that one can relate about Huzur's qualities. In essence, our new Khalifa is a man of many parts. He is a scholar, being well acquainted with scientific matters and foreign affairs. He is hunter, sportsman, administrator, poet and orator. He is proficient in English and Arabic.
His talks and debates are widely acclaimed. There can be no doubt that the Jamaat has been blessed with an extremely able leader who commands a wealth of spiritual and secular knowledge coupled with an agile mind and superb oratory that is second to none. The election of such a unique individual can only herald a great future for Islam and Ahmadiyyat.

May Allah bless our new Khalifa and enable him to carry out his onerous duties to the best of his abilities and may He further bless him with success and long life in the service of mankind.

The Fourth Successor of the Promised Messiah

HAZRAT MIRZA TAHIR AHMAD

Supreme Spiritual Leader of more than 10,000,000 Ahmadi Muslims

Visits Fiji 16-25 September, 1983

AHMADIYYA MUSLIM ASSOCIATION FIJI

Supreme Head of the Ahmadiyya Muslim Association Arrives.....

This FAZLE — UMAR MOSQUE at Samabula will be officially opened on the 18 Sept. by The Supreme Head, HAZARAT MIRZA TAHIR AHMAD.
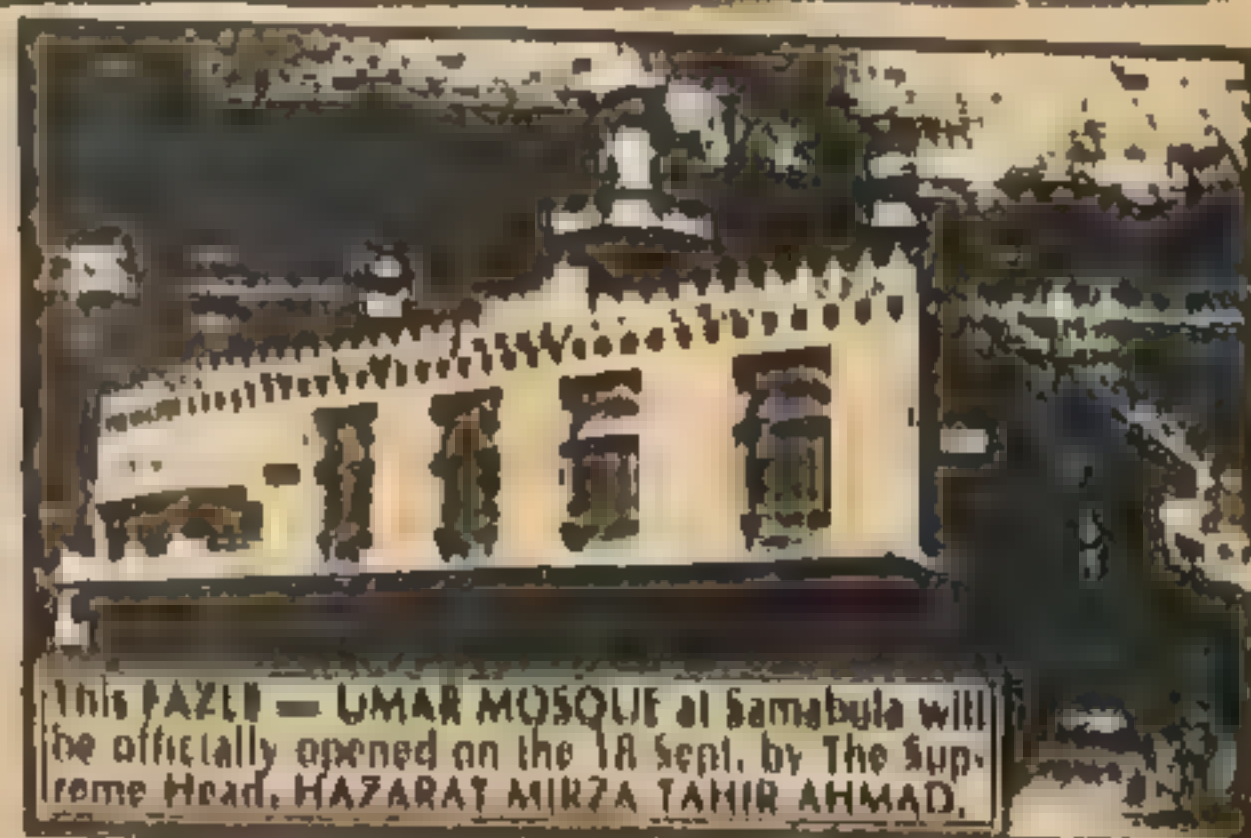
CONFLICT BETWEEN SPIRITUAL AND MATERIAL VALUES

The world today presents an ironic spectacle of the highest progress in science and technology, beyond man's wildest dreams of even half a century ago on the one side, and the rapid deterioration of moral and spiritual values on the other. This rift is widening daily, particularly in the West and if it is not drastically narrowed and then eliminated at an early date, it would bring about universal disaster which might involve the end of civilization as it is conceived today. At the root of the trouble is the utter lack of moral and spiritual leadership among the so-called advanced sections of humanity which have, in many cases, become completely alienated from God. Belief in the possibility of communion with God, which is the very essence of spiritual life, has disappeared. Such halting and sporadic effort as is put forth towards the stim[illegible]tion of moral and spiritual values, is based on human speculation and is not derived from divine direction. This te[illegible]ncy is patent even among Muslim divines. There is a failure to recognise that the only way of deliverance is through the establishment of man's relationship with God. Today the only claimant of such a possibility is the Ahmadiyya Movement which furnishes practical illustration of the truth of its claim. It is only through experience of such relationship that a person can arrive at absolute certainty of faith in the divine which can work the needed moral and spiritual revolution in the life of man. This is the challenge that the Ahmadiyya Movement presents to an incredulous world. It is the challenge of a revived, or resurgent and invigorated Islam.

AHMADIYYA MUSLIM ASSOCIATION FIJI

VISIT HAZRAT KHALIFATUL MASIH IV HAZRAT MIRZA TAHIR AHMAD — FIJI FROM 16TH TO 25TH SEPTEMBER, 1983

OFFICIAL PROGRAMME

16.9.83
[illegible] Arrive Nadi Airport by [illegible]
[illegible]

17.9.83
[illegible]

9.00 a.m. Arrive Fazle Umar Mosque
Welcome [illegible]
11.00 a.m. Inauguration Ceremony — [illegible] followed by prayer
[illegible]

19.9.83
[illegible] 10 Meeting Ministers and [illegible]
[illegible] 10 Radio [illegible]
[illegible]

20.9.83
[illegible]

8.45 a.m. Arrive WAIQELE
9.30 a.m. Arrive Lautoka Mosque
Welcome Ceremony
Meeting members individually and [illegible]
[illegible]
[illegible]

21.9.83
[illegible] Leave for Malaya [illegible]
[illegible] Arrive Malaya
[illegible]

12.00 Noon Leave for Suva
[illegible] Arrive Nausori
[illegible] Arrive Fazle Umar Mosque

23.9.83
[illegible] Meeting with [illegible] at the Mosque
[illegible]

24.9.83 [illegible]
25.9.83 Leave for [illegible]
[illegible]
30.9.83 [illegible]

The Fourth Successor of the Promised Messiah

HAZRAT MIRZA TAHIR AHMAD

Supreme Spiritual Leader of more than 13,000,000 Ahmadi Muslims

Visits Fiji 16-25 September 1983

AHMADIYYA MUSLIM ASSOCIATION, FIJI

MIRZA GHULAM AHMAD OF QADIAN CLAIMS TO BE THE PROMISED MESSIAH AND MEHDI.

In 1889 he claimed that he was the reformer of the fourteenth century of Islamic era and was the Mahdi and the Promised Messiah, whose advent in the latter days had been predicted by the Holy Prophet of Islam, *peace be on him*. He also claimed under divine direction that in his advent were fulfilled the prophecies handed down in all the great faiths of the appearance of a great teacher in the latter days. In March, 1889, he laid the foundation of the Ahmadiyya Movement. His claims aroused bitter opposition in the part of the religious leaders of all principal faiths.

KHALAFAT (*Successors of the Promised Messiah*)

Hazrat Mirza Ghulam Ahmad breathed his last at Lahore on 26 May, 1908. after his death, *Alhaj Hazrat Hafiz Maulana Hakim Noor-ud-Din* a saint of encyclopaedic learnings was elected the first *Khalifa* (the successor) of the movement and after his death in March, 1914, *Alhaj Hazrat Mirza Bashir-ud-Din Mahmud Ahmad* was elected the second Khalifa. During his life time, the Community expanded ten-fold. He thoroughly organised the Community and an extensive missionary programme was launched for the propagation of Islam, under which the followers dedicated their lives for this purpose and soon the Ahmadiyya Mission spread in Africa, Europe, America, etc. A well knit body of devoted Ahmadiyya Missionaries penetrated to the nooks and corners of the globe, fulfilling the prophecy of the Holy Founder of the Movement, "I shall carry thy Message to the corners of the globe". This successful dissemination was done during the period of the second Khalifa about whom it was foretold that his fame would spread in all parts of the world. The growing popularity of the Community infuriated bigotted *Mullahs* who launched vociferous anti-Ahmadiyya campaign to crush it. But by the grace of God, the Movement continued to progress.

In the wake of the partition of India in 1947, the Ahmadies in Punjab, had also to migrate, much against their wishes and for organisation purposes, a new Headquarters of the Community was established at Rabwah, Distt. Jhang (Pakistan). Qadian continued to be the spiritual Headquarters of the Ahmadies.

After the death of the second Khalifa on 8 November, 1965 *Hazrat Hafiz Mirza Nasir Ahmad M.A. (Oxon)*, was elected the third Khalifa of the Community. He had well augmented the Community's activities and programmes. He declared in 1967 that the coming 25 to years would be the most crucial years for the *Jamaat* as nations would embrace Ahmadiyyat and their Governments would be run by the Ahmadies of those countries

This FAZLE - UMAR MOSQUE at Samabula will be officially opened on the 18 Sept. by The Supreme Head, HAZARAT MIRZA TAHIR AHMAD

The Fourth Successor of the Promised Messiah

HAZRAT MIRZA TAHIR AHMAD

Supreme Spiritual Leader of more than 13,000,000 Ahmadi Muslims

Visits Fiji 16-25 September, 1983

AHMADIYYA MUSLIM ASSOCIATION, FIJI
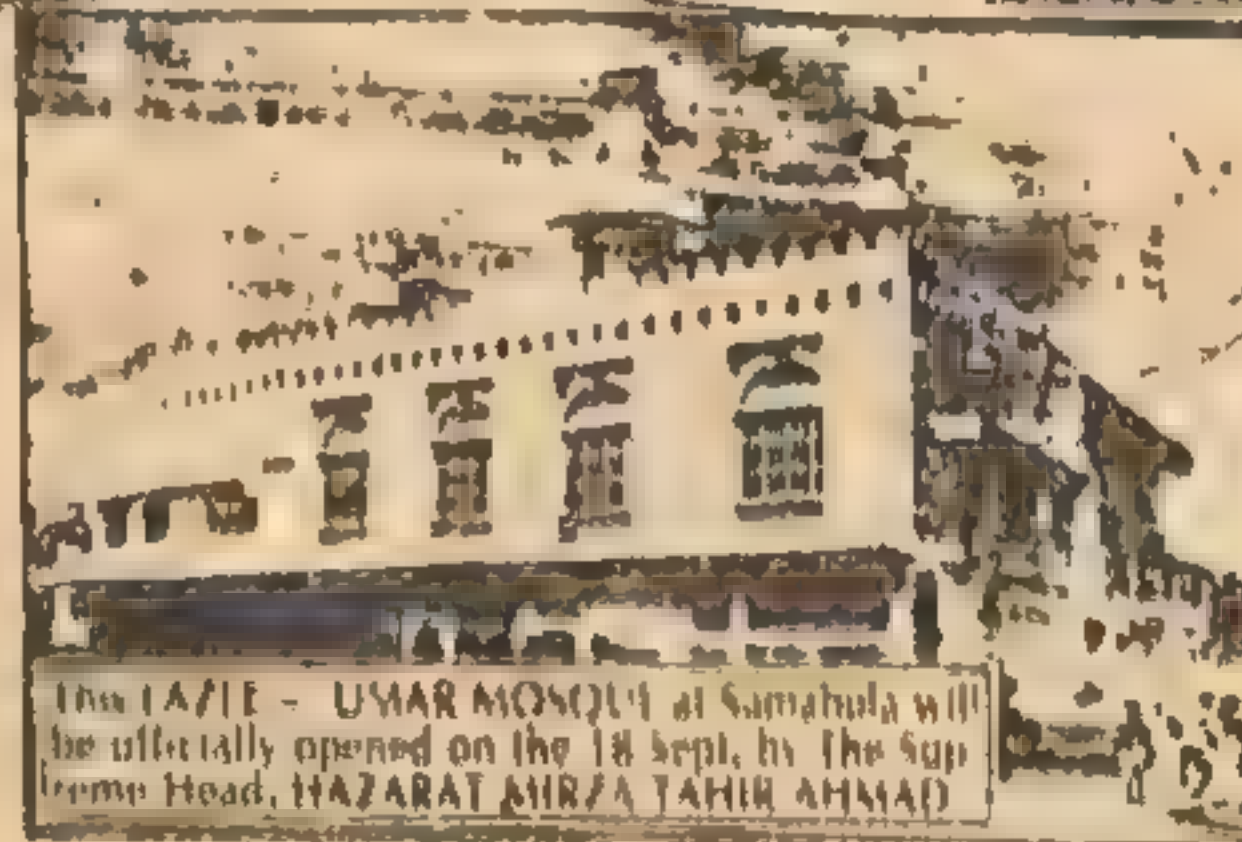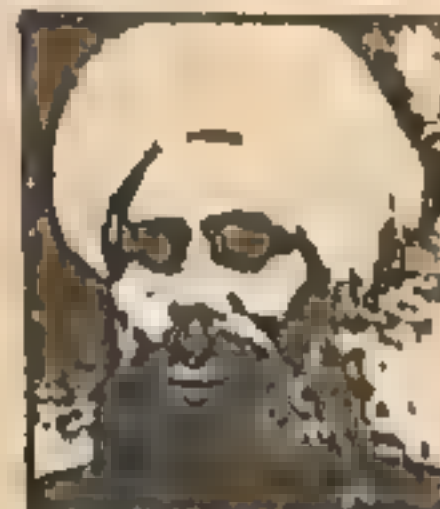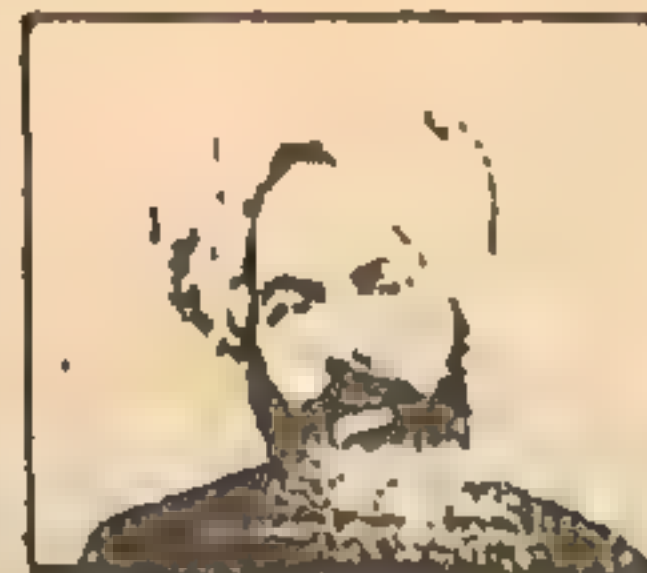
In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful

Ahmadiyyat is the divinely promised revival of Islam prophesied in the Holy Quran (9:33, 62:4) and by the Holy Prophet of Islam, *peace be on him*.

AHMADIYYAT IS REVIVAL OF TRUE ISLAM

It sets forth the essence of Islam, shorn of all encrustations that have through the centuries been gradually patched upon the body of Islam and have defaced and disfigured it, and debased Muslim society. It does not depart from Islam in the least nor does it add one iota to the doctrines or teachings of Islam. Yet it is a fresh presentation of Islam, and more particularly of the wisdom and philosophy that underlie its doctrines and teachings, based upon and deriving entirely from the Holy Quran and the pronouncements and practice of the Holy Prophet of Islam. It is not a new religion nor is it an innovation. It sets forth only that which has been inherent in Islam from the very beginning, but which had been overlaid in the last few centuries or the need of which had not yet arisen.

THE LIGHT RETURNS AFTER 700 YEARS

Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV and head of the world-wide Ahmadiyya Movement in Islam, while inaugurating the Basharat Mosque at Pedrobad, Cordoba, Spain, said:

"Islam believes in winning the hearts of the people through love and human brotherhood." He continued: "The founder of the Ahmadiyya Movement in Islam, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad adopted this principle so that the hearts of everyone could be won towards Islam." He also thanked the government and the people of Spain for their very kind gesture and cooperation through which the Ahmadiyya Muslim community succeeded in establishing a mosque in Cordoba, for the worship of Allah.

FOURTH SUCCESSOR OF PROMISED MESSIAH — Ahmadiyya feature

Ahmadiyya leader visits Fiji

THE head of the world-wide Ahmadiyya movement will arrive in Fiji today for an eight day visit. He is the Khalifatul Masih IV, Hazrat Mirza Tahir Ahmad of Pakistan.

Hazrat Mirza Tahir Ahmad, 55, will tour Fiji to meet members of the Ahmadiyya community as part of his journey to the Eastern countries.

The national president of the Ahmadiyya Muslim Association, Mr Abdul Lateef Maqbool said members of the Ahmadiyya community are very pleased with Hazrat Mirza Tahir Ahmad's trip to Fiji.

Hazrat Mirza Ahmad who is expected to arrive this afternoon, will hold a press conference in the VIP lounge at Nadi Airport as soon as he gets here.

Tomorrow morning he will lead prayers at the Nadi mosque and will later meet members of the Ahmadiyya community living in the area.

In the afternoon, he will attend a mayoral function at Nadi Civic Centre and hold a public lecture shortly afterwards.

He arrives at the Samabula mosque for a welcome ceremony by the Ahmadiyya community at 9am on Sunday.

Hazrat Mirza Ahmad will officially open the Samabula mosque between 11.00am and 1.00pm.

Towards the later part of the afternoon, he will visit Pacific Harbour.

On Monday morning, he meets Government ministers and members of the diplomatic corp before going on to a radio interview.

The next day, he will hold a press conference in the morning and pay a visit to the Leader of the Opposition in the afternoon.

He will spend Wednesday at Labasa where the Ahmadiyya community have planned a colourful welcome ceremony at the Labasa mosque in the morning.

On Thursday, Hazrat Mirza Tahir will visit Matei, Taveuni where he will meet members of the Ahmadiyya community before holding a public lecture.

Next Friday, he will hold a public lecture on Islam and Human Salvation at the University of the South Pacific.

A full-day meeting with executives of the Ahmadiyya Muslim Association takes place on Saturday, September 24.

Hazrat Mirza Tahir Ahmad leaves Fiji the following day for Sydney where he will lay the foundation of the first Ahmadiyya mosque.

THE [illegible] Mosque at Nadi will be the venue [illegible] events tomorrow when Hazrat Mirza Tahir Ahmad, the Khalifatul Masih IV, visits the mosque.

Hazrat Mirza Tahir Ahmad is on a tour of Eastern countries and will spend a week in different parts of Fiji visiting the Ahmadiyya communities.

THE fourth successor of the Promised Messiah, Hazrat Mirza Tahir Ahmad, arrives in Fiji today. He is the [illegible] leader of more than 13,000,000 Ahmadi Muslims throughout the world.

خَلِیْفَۃُ المسیح الرّابع

امام جماعت احمدیہ کا دورۂ فجی

فجی کا ایک اخبار "FIJI SUN" اپنی ۱۶ ستمبر ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے :-

بین الاقوامی جماعت احمدیہ کے امام آج آٹھ روزہ دورہ پر فجی پہنچ رہے ہیں!

حضرت مرزا طاہر احمد جن کی عمر ۵۵ برس ہے (مقامی) افرادِ جماعت سے ملاقات کی غرض سے فجی کا دورہ کر رہے ہیں۔ آپ کا یہ دورۂ مشرق (بعید) کے ممالک کی طرف آپ کے سفر کا ایک حصہ ہے۔ احمدیہ مسلم تنظیم کے مقامی امیر محترم عبداللطیف مقبول نے کہا کہ تمام افرادِ جماعت حضرت مرزا طاہر احمد کے اِس دَورہ
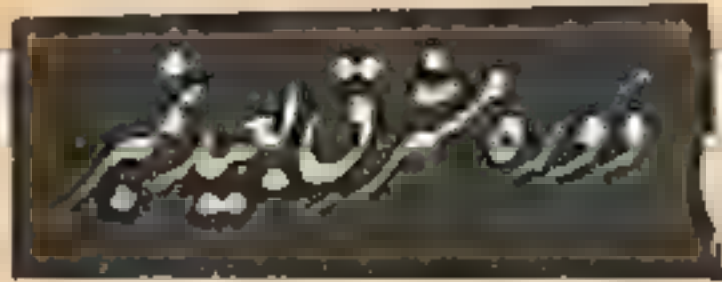
فجی سے بہت خوشی محسوس کرتے ہیں۔ حضرت مرزا طاہر احمد کی آمد آج سہ پہر متوقع ہے یہاں پہنچتے ہی نادی ایئر پورٹ پر ۷.۱۰.۵ بجے میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کریں گے۔

کل صبح وہ نادی کی مسجد میں نماز پڑھانے کے بعد مقامی احباب جماعت سے ملاقات کریں گے شام کو میئر کی طرف سے NADI CIVIC CENTER میں دی گئی ایک دعوت میں شرکت کریں گے۔ بعدازاں آپ جلسۂ عام سے خطاب فرمائیں گے۔ اور اتوار کی صبح ۹ بجے آپ سماآبولہ کی مسجد میں (مقامی) جماعت احمدیہ کی طرف سے دیئے گئے ایک استقبالیہ میں شریک ہونگے اور گیارہ بجے سے ڈیڑھ بجے تک آپ سماآبولہ کی مسجد کا باقاعدہ افتتاح فرمائیں گے۔ اس کے بعد آپ شام کو 'PACIFIC HARBOUR' تشریف لے جائیں گے۔

سوموار کی صبح ریڈیو انٹرویو سے قبل آپ بعض وفاقی وزراء اور مختلف سفارت کاروں سے ملاقات کریں گے۔ اگلی صبح آپ ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمائیں گے اور شام کو حزب مخالف کے ایک لیڈر سے ملاقات کریں گے۔

بدھ کا دن آپ لمباسا میں گزاریں گے۔ جہاں مقامی جماعت احمدیہ نے لمباسا مسجد میں ایک رنگارنگ استقبالیہ تقریب کا پروگرام بنایا ہے۔

جمعرات کو حضرت مرزا طاہر 'MATEI' اور 'TAVEUNI' تشریف لے جائیں گے اور جلسۂ عام سے خطاب سے قبل مقامی افرادِ جماعت احمدیہ سے ملاقات کریں گے اور آئندہ جمعہ UNIVERSITY OF THE SOUTH PACIFIC میں آپ اسلام اور نوع انسانی کی نجات کے موضوع پر خطاب فرمائیں گے۔ اور ۲۷ ستمبر بروز اتوار مقامی جماعت احمدیہ کے عہدیداران کا ایک (یک روزہ) اجلاس منعقد ہوگا۔ اور اگلے روز حضرت مرزا طاہر احمد فجی سے سڈنی (آسٹریلیا) روانہ ہو جائیں گے۔ جہاں وہ پہلی مسجد احمدیہ کا سنگ بنیاد رکھیں گے"۔

فجی کا اخبار "SUNDAY SUN" اپنی ۱۸ ستمبر کی اشاعت میں رقمطراز ہے :-

'SUNDAY SUN —'SUNDAY, SEPTEMBER [illegible]

'Pakistan persecutors must be forgiven'

THE world leader of the Ahmadiyya Muslims, Hazrat Mirza Tahir Ahmad appealed to his local followers to forgive Pakistan for persecuting members of his religion in the country.

The leader told a press conference soon after his arrival at Nadi on Friday that persecution of religious faiths was a universal feature and a timeless phenomena common in history and that Pakistan should not be singled out for blame.

Hazrat Mirza Ahmad said that his followers in Pakistan had undergone all sorts of persecution including a move asking them to denounce themselves as Muslims for belonging to the movement.

This move was made during the census in Pakistan and his followers were also barred from going on pilgrimage to Mecca.

Hazrat Mirza Ahmad is in Fiji for a week-long visit and will make appearances at mosques and religious gatherings for thousands of his followers here.

Hazrat Mirza Ahmad of Pakistan, who is the Khalifa-tul Masih number four, was met at the airport by more than 100 Ahmadiyyas and the mayor of Nadi, Cr Manu Patel.

He said his Fiji visit was to meet followers who could not visit him in Pakistan, to exchange views and discuss their problems.

While replying to questions on the position of Ahmadiyyas in Pakistan he said the declaration by the Pakistan Government of the Ahmadiyyas as non-Muslims has infact brought more strength to the sect.

"Although we have been banned by the Pakistan Government to go on a pilgrimage to Mecca, Ahmadiyyas from all over the world still go there and it is up to their respective Governments to stop them," he said.

"In fact, it is not so much the stance of South Arabia which is so much against us as the stance of the one country to which we belong at present, in our case Pakistan."

He will pay a visit to Lahore this week.

Hazrat Mirza Ahmad will visit Sydney after his tour of Fiji where he will lay the foundation of a mission house and a mosque [illegible]

Hazrat Mirza Ahmad said the population of Ahmadiyyas world-wide totalled more than 10 million.

" احمدی مسلمانوں کے عالمی سربراہ حضرت مرزا طاہر احمد نے اپنے پیروکاروں سے اپیل کی ہے کہ وہ پاکستان میں اُن پر کیے جانے والے مظالم کو ذہنوں سے محو کر دیں۔ اور ظلم کرنے والوں کو معاف کر دیں۔

ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ مذہبی تعصب کی بناء پر ظلم و ستم ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے اور مذہبی تاریخیں اِس قسم کے ظلم و ستم کی کہانیوں سے بھری پڑی ہیں۔ اِس لیے پاکستان کو مطعون کرنا مناسب نہیں ہے۔......

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب فجی کے ایک ہفتہ کے دورہ پر ہیں۔ وہ کئی مساجد اور اجلاسات میں اپنے پیروکاروں سے ملیں گے۔ فجی میں جن کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع کا استقبال ایئرپورٹ پر ۱۰۰ احمدیوں اور میئر آف ناندی کونسلر پٹیل نے کیا۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے فرمایا کہ وہ فجی جماعت کے احباب سے جو پاکستان آکر اُن سے نہیں مل سکتے ملیں گے اور اُن سے مختلف النوع مسائل پر گفتگو کریں گے۔

ایک سوال کے جواب میں اُنہوں نے فرمایا کہ حکومتِ پاکستان کے اِس فیصلہ نے کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں جماعت کو اور مضبوط کیا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ باوجود اسکے کہ پاکستان کی حکومت ہمیں حج پر جانے کی اجازت نہیں دیتی دُنیا بھر سے احمدیہ جماعت کے افراد اب بھی حج پر جاتے ہیں اور اُس وقت تک جاتے رہیں گے جبتک وہاں کی حکومتیں اُنہیں روک نہ دیں۔ ..... حضرت مرزا طاہر احمد صاحب فجی کے دورہ کے بعد سڈنی جائیں گے جہاں وہ ایک احمدیہ مسلم مسجد کا سنگِ بنیاد رکھیں گے۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ دُنیا بھر میں احمدیوں کی تعداد تقریباً ایک کروڑ ہے !"

سربراہ (جماعتِ احمدیہ) روانہ ہو گئے

فجی ٹائمز (فجی) نے اپنے ۲۶ ستمبر کے شمارہ میں یہ خبر شائع کی :-

THE FIJI TIMES — MONDAY SEPTEMBER 26, 1983

Leader leaves

The world spiritual leader of the Ahmadis, Hazrat Mirza Tahir Ahmad, left Fiji yesterday after a nine-day tour.

At a press conference in Suva on Saturday, Mr Ahmad said he was "amused" at the manner in which the members of the Fiji Muslim League protested at a lecture he gave at the University of the South Pacific on Friday night.

League members arrived at the lecture carrying placards ridiculing the Ahmadiya Movement, which claims a following of about 13 million all over the world.

Since Mr Ahmad's arrival in Fiji advertisements by league members have said the two Ahmadiya sects in Fiji, the Qadianis and the Lahores, had been declared non-Muslims at an Islamic conference held by the World Muslim League.

Mr Ahmad said the approach by league members was "childish" and their conduct and behaviour was contrary to the Islamic faith.

"احمدیوں کے عالمی روحانی راہنما حضرت مرزا طاہر احمد، نو روزہ دورہ کے بعد کل فجی سے روانہ ہو گئے۔

سووا میں ایک پریس کانفرنس کے دوران جناب (مرزا طاہر) احمد نے فرمایا کہ انہیں UNIVERSITY OF THE SOUTH PACIFIC میں اپنے لیکچر کے موقع پر فجی کے مسلمانوں کے طریقِ احتجاج پر تعجب ہوا ہے۔

اس لیکچر کے موقع پر بعض مسلمانوں نے جماعت احمدیہ کی مخالفت کی غرض سے مختلف قسم کے اشتہارات اٹھائے ہوئے تھے —— جماعتِ احمدیہ کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کے پیروکار ۱۳ ملین سے زائد ہیں اور دنیا بھر میں (پھیلے ہوئے) ہیں۔

جناب مرزا (طاہر) احمد کی فجی میں آمد کے وقت سے ہی مقامی مسلمانوں کی طرف سے اشتہارات کے ذریعہ کہا جانے لگا تھا کہ فجی میں دونوں احمدیہ فرقوں قادیانی اور لاہوریوں کو عالمگیر مسلمانوں کی ایک اسلامی کانفرنس میں غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔

جناب (مرزا طاہر) احمد نے کہا کہ فجی کے اِن مسلمانوں کا یہ سلوک اور طریق کار انتہائی بچگانہ اور اسلامی تعلیمات کے برخلاف ہے۔"

THE AUSTRALIAN

8 — THE AUSTRALIAN Wednesday September 28 1983

HAZRAT Mirza Tahir Ahmad . . . Every[...] must ultimately decay

Not exactly the end of the world . . . but it's nigh

By COSETTA BOSI

'IT IS not exactly another prediction of the end of the world.

But if you believe Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Christian ministers could find themselves out of a job in about 10 years when world calamities give Islam the opportunity to establish itself over other religions.

Mr Ahmad is the world leader of the Islamic Ahmadiya sect, based in Pakistan, which claims about 10 million members in 80 countries including 500 in Australia.

In some Moslem countries members of the sect are forbidden by law to proclaim affiliation to Islam because of the sect's beliefs.

Mr Ahmad, who is in Sydney to lay the foundation stone for the first Australian Ahmadiya mosque near Blacktown, is a grandson of the founder of the movement, Hazrat (The Respected) Mirza Ghulam Ahmad, whom Ahmadies believe was the returned Messiah.

Revival

While accepting Jesus Christ to have been a prophet of God, one belief that differentiates the sect from the rest of Islam and Christianity is that Christ survived the crucifixion and migrated to Kashmir where he died a natural death at the age of 120. During that time he was supposed to have married and had children.

The [...] was related to [...] revival of Islam and [...] the launching of a worldwide movement in favor of Islam which would conquer the other religions through reasoning and argument.

"It is a common fate, not only of religion but every phenomenon on earth, that by the

hold," Mr Ahmad said yesterday.

According to Mr Ahmad, when the founder of Islam claimed that a Messiah would appear he also meant to draw attention to what happened to the spread of Christianity in the early days.

"By that he meant that the Islamic movement that would start in the name of the Messiah in the latter days would follow almost the same course which was followed by the early followers of the Messiah.

"It took 300 years of persecution and tolerance and patience on the part of the followers of the Messiah (Christians) who led ultimately to victory."

Mr Ahmad said he believed there would be a worldwide calamity that would break the Western civilisation and its pride. Only then would people be in the right frame of mind to seek out God.

He agreed that nuclear war could be the calamity he was speaking of and that it may happen in about 10 years.

On the question of the troubles in the Middle East he said: "What is happening in the Middle East ... is a battle of the two giants who are playing a game of chess while the Middle Eastern people are only like pawns ... in their hands and they have no choice.

"These two giants, the Eastern bloc and the Western bloc — America and Russia in particular — they have their interests and as long as they are clashing with each other, the struggle in the Middle East is going (to go) on and on.

It cannot stop it's impossible. Because peace to one is war to other.

"And their concept of peace is only conceived according to

آسٹریلیا

دُنیا کے اختتام کا وقت اگرچہ معیّن نہیں لیکن قریب ہے

آسٹریلیا کا اخبار "THE AUSTRALIAN"
اپنی ۲۸ ستمبر ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں لکھتا ہے :-

"یہ دُنیا کے ختم ہو جانے کی کوئی پیشگوئی تو نہیں لیکن اگر آپ کو حضرت میرزا طاہر احمد صاحب کی بات پر یقین ہو تو عیسائی مبلغین اگلے دس سال تک بیکار ہو جائیں گے جب عالمی تباہیوں کے نتیجہ میں اسلام دیگر تمام ادیان پر غالب آجائے گا۔

حضرت احمد عالمی جماعتِ احمدیہ کے سربراہ ہیں جن کا مرکز پاکستان میں ہے اور جن کی تعداد بقول اُن کے ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ یہ تعداد دُنیا بھر کے اسّی ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔ جن میں آسٹریلیا کے ۵۰۰ احمدی شامل ہیں۔

بعض ممالک میں قانوناً احمدیوں کو مسلمان کہلانے سے روکا جاتا ہے۔

حضرت صاحب جو بلیک ٹاؤن میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لیے آئے ہوئے ہیں، بانیٔ جماعتِ احمدیہ کے

پوتے ہیں۔ جو احمدیوں کے اعتقاد کے مطابق مسیح موعود تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا نبی مانتے ہوئے جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات صلیب پر نہیں ہوئی بلکہ صلیب سے نجات پانے کے بعد ۱۲۰ سال کی عمر میں کشمیر جا کر ہوئی۔ اس دوران انہوں نے شادی بھی کی اور اولاد بھی ہوئی۔

حضرت احمد نے فرمایا کہ یہ ایک عام تقدیر ہے جس کا تعلق نہ صرف مذہب سے ہے بلکہ زمین کی ہر چیز سے ہے کہ زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ انحطاط شروع ہو جاتا ہے۔

حضرت احمد کے مطابق جب بانیٔ اسلام ؐ نے یہ پیشگوئی کی کہ ایک مسیح آئیں گے تو اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ تھا کہ جیسے ابتدائی زمانہ میں عیسائیت نے ترقی کی تھی اُسی طرح مسیحِ محمدیؐ کی ترقی ہو گی۔ عیسائیت کو ظلم و ستم برداشت کرنے اور صبر و قناعت اختیار کرنے میں تین سَو سال لگے جس کے بعد اُسے فتح نصیب ہوئی۔

انہوں نے فرمایا کہ ایک عالمی تباہی ایسی آئے گی جس سے مغربی استعمار کی کمر ٹوٹ جائے گی جس کے نتیجہ میں اقوامِ عالم کی توجہ اسلام کی طرف مبذول ہو جائے گی۔

انہوں نے اس بات سے اتفاق کیا کہ یہ تباہی ایٹمی جنگ کے نتیجہ میں آسکتی ہے اور یہ تباہی اگلے دس سال میں متوقع ہے۔

مشرقِ وسطیٰ کی صورتِ حال کے بارہ میں انہوں نے فرمایا کہ اس کی مثال شطرنج کے کھیل کی ہے جس میں دو دیو حصہ لے رہے ہیں۔ اور مشرقِ وسطیٰ کے عوام کی مثال عام مُہروں کی سی ہے جن کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ یہ دو دیو امریکہ اور روس ہیں۔ ان کے اپنے مفادات مشرقِ وسطیٰ سے وابستہ ہیں۔ ان کی چپقلش جاری رہے گی۔ کیونکہ یہ ایسے مرحلہ میں داخل ہو گئے ہیں کہ ایک کے لئے امن دوسرے کے لئے پیغامِ جنگ ہے۔ اور درحقیقت امن ان کے نزدیک اُسی چیز کا ہی نام ہے جس میں ان کے مفادات کا تحفظ ہوتا ہو۔"

The Sydney Morning Herald Wednesday, September 28, 1983

A Moslem tilt at our pride

By ROBERT THOMSON

The Fourth Successor of the Promised Messiah, Hazrat Mirza Tahir Ahmad, expects that most Australians will not take him seriously: "I know that. You find it in many places."

As spiritual leader of 10 million Ahmadi Moslems, Hazrat Sahib ("Sahib" meaning a person of respect), 54, finds that his lifestyle has changed radically from his London university days when he had a penchant for squash and backpacking.

"What I am doing now is a very different thing. I am a humble [illegible]. When I am shown respect, [illegible] respect. I will let people walk out of a room before me," he said yesterday.

"As far as the responsibility goes, I have no problems in handling it."

The Ahmadiyya Movement was founded in 1889 by Hazrat Sahib's grandfather Hazrat Mirza Ghulam Ahmad, who declared himself a prophet and is regarded by the religion's followers as the promised messiah.

Hazrat Sahib's relationship with the founder of the religion is said to be "incidental" in his rise to leader. He was elected last year and has his headquarters in the East Punjab region of Pakistan.

Mainstream Moslems consider its founder to be a heretic.

The movement has about 500 members in Australia.

He expects a reluctance to accept his message during his fortnight in Australia, which he regards as one of the world's most secular and materialistic societies.

"We are going to launch a campaign to rectify the attitude," he said.

Hazrat Sahib predicts a "nuclear calamity" for the world unless people correct their lifestyles.

"I believe that people who have gained high material advancement are looking down from their ivory towers of pride. They do not accept our religion because of their pride.

"You are going to need a worldwide calamity to break that pride and make people look again. Then you will have the right frame of mind."

He said his followers are not permitted to retaliate when persecuted for their religion: "They have been stoned and half buried in earth, and they have died happily and smiling."
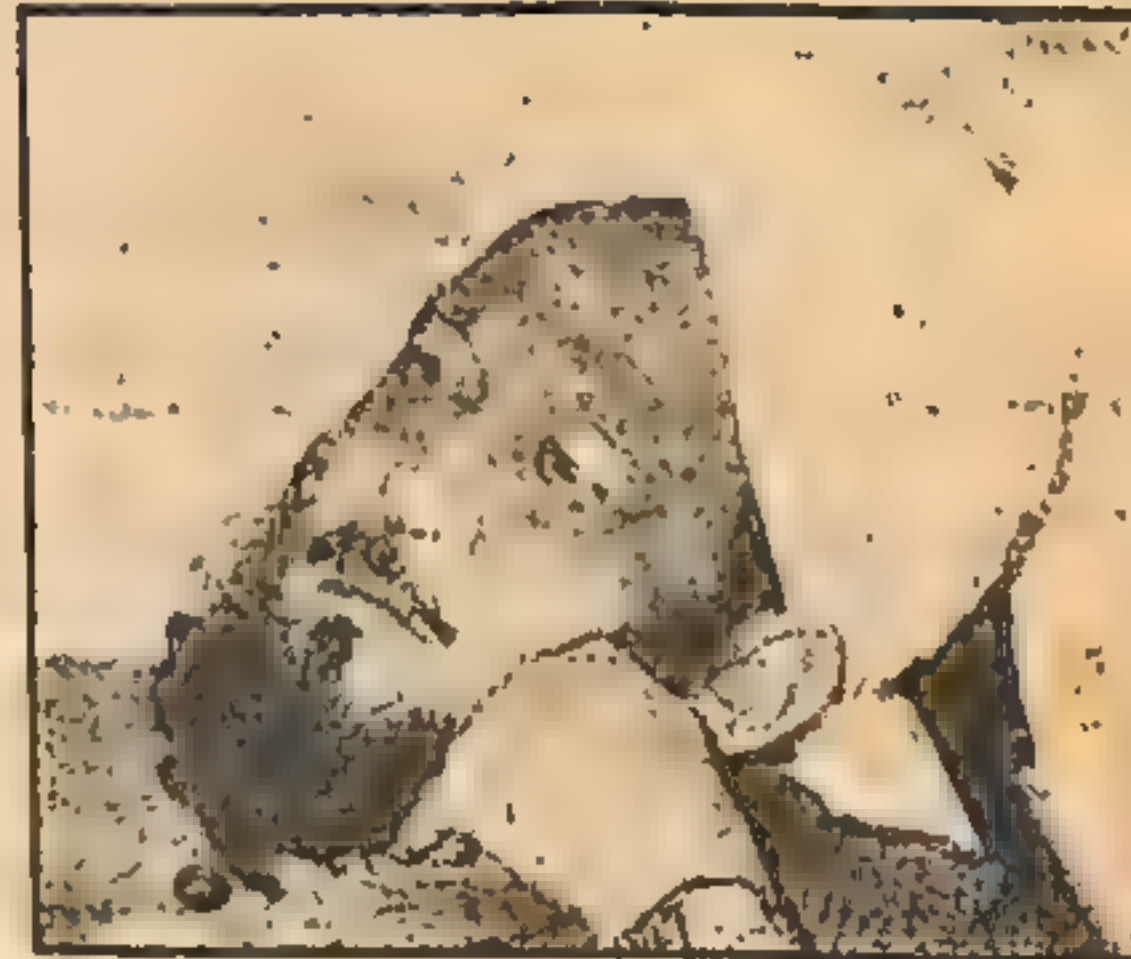
Hazrat Sahib . . . correct lifestyle or nuclear calamity

آسٹریلیا کے روزنامہ "سڈنی مارننگ ہیرلڈ" نے اپنی ۲۸ ستمبر ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع کی :-

"خلیفۃ المسیح الرابع حضرت مرزا طاہر احمد نے اس توقع کا اظہار کیا ہے کہ اکثر آسٹریلیا کے لوگ عالمِ رُوحانیت سے نا آشنا ہونے کے باعث میرے اس دَورے کو اکثر مقامات پر اہمیت نہیں دیں گے اور اسے معمول کا رنگ دیں گے۔ ایک کروڑ کے لگ بھگ احمدیوں کے رُوحانی پیشوا حضرت صاحب (صاحب کے معنی معزز شخص کے ہوتے ہیں) نے جن کی عمر ۵۴ سال ہے کہا کہ ان کا طرزِ زندگی بڑی تیزی کے ساتھ تبدیل ہوا ہے اور مقامِ خلافت پر سرفراز ہونے کے بعد تو کایا پلٹ گئی ہے اور ایک نئی زندگی محسوس کر رہا ہوں جو عمل سے بھرپور زندگی ہے۔ فرمایا۔ مَیں ایک عاجز انسان ہوں مگر اکرام و تکریم کے آداب سے واقف ہوں۔ جہاں تک ذمہ داریوں کا تعلق ہے مجھے اُن سے نمٹنے میں ذرہ بھر بھی دشواری نہیں ہوتی۔

جماعت احمدیہ کی بنیاد حضرت صاحب کے دادا حضرت مرزا غلام احمد نے رکھی جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور جو اس مذہب کے پیروکاروں کے نزدیک مسیح موعود کہلاتے ہیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے حضرت صاحب کی رشتہ داری آپ کے مسندِ خلافت پر بیٹھنے کا موجب نہیں بلکہ یہ اتفاقی امر ہے۔ آپ کو پچھلے برس منتخب کیا گیا تھا۔ جماعت کا مرکز پنجاب پاکستان میں ہے۔

عام مسلمان اس مذہب کے بانی کو کافر قرار دیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس تحریک کے آسٹریلیا میں تقریباً ۵۰۰ ارکان ہیں۔

آپ کا خیال ہے کہ آسٹریلیا جو کہ دُنیا کا سب سے زیادہ لادینی اور مادی معاشرہ ہے آپ کے پیغام

کے بارے میں متذبذب ہے اور ہم اس رویہ کی اصلاح کے لئے ایک مہم شروع کریں گے۔ حضرت صاحب نے پیشگوئی فرمائی کہ اگر لوگوں نے اپنے طرزِ زندگی کو تبدیل نہ کیا تو ایک ہولناک نیوکلیئر تباہی ان کی منتظر ہوگی۔

آپ نے فرمایا مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے انتہائی مادی ترقی کر لی ہے۔ تحقیر آمیز نگاہوں سے اپنے فخر کے میناروں سے ہمیں دیکھ رہے ہیں اور یہی فخر ان کے اسلام قبول کرنے میں روک ہے۔ آپ نے بتایا کہ اس فخر کو توڑنے کے لئے ایک عالمی تباہی لابدی ہے۔ تب دُنیا کا ذہن اس طرف توجہ کرے گا اور اس کی اہمیت کو تسلیم کرے گا۔

آپ نے کہا کہ آپ کے پیروکاروں کو مذہب کی راہ میں اذیتیں برداشت کرنے اور بدلہ نہ لینے کی ہی تعلیم دی جاتی ہے۔ اُن کو سنگسار کیا جاتا ہے، اُن کو زندہ درگور کیا جاتا ہے لیکن وہ ہنستے مسکراتے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیتے ہیں۔"

Ahmadis right to religious tolerance under attack

THE AUSTRALIAN (DAILY) 29/9/83 (Cir 190,000)

JAMES S. MURRAY

A, "WARNING" has appeared in Australia's mosques: "It is the unanimous verdict of all Islamic scholars that 'Ahmadis' . . . are Kaffirs because they believe an impostor, Ghulam Ahmad, to be a prophet and a reformer."

It goes further: "To attend meetings of Ahmadis is a sin as it encourages them to spread falsehood against our Prophet (Mohammed) and Islam."

Whether such warnings, publicly exhibited inside mosques, should be held to offend against the anti-discrimination laws in a number of States is a matter yet to be decided. What needs no testing, however, is the animus of the Australian Federation of Islamic Councils to this sect, which has as few as 500 adherents in Australia but which is growing strongly in Europe, the United States and Africa, more among disenchanted Christians than disgruntled Moslems.

Last Friday a virulent sermon against the Ahmadis — as Kaffirs or Infidels — was preached in the Surry Hills mosque in Sydney, its focus being the laying of the foundation stone of a new Ahmadi mosque in outer Sydney tomorrow by the Ahmadi leader, Hazrat Mirza Tahir Ahmad, a stately Pakistani in a white turban.

He is the spiritual head of 10 million Ahmadi Moslems in 80 countries. The Ahmadis share what, to orthodox Moslems, Christians and Jews, will seem a quaint belief: that the Messiah has already come again in the person of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad who flourished from 1835 to 1908 in what is now Pakistan.

Aware that in all religions "there are prophecies about a Great Teacher who appears in the latter days", Ghulam Ahmad claimed to be not only the "second advent of Krishna" expected in the Hindu scriptures, but the Buddha, for these unenlightened times: the Messiah, Jesus Christ, whose Second Coming is presaged in the New Testament; and the Promised Mahdi and Promised Maseeh which both the Koran and the prophet Mohammed told Moslems to await.

In so doing, of course, he put himself on a collision course with almost every orthodox religious system in the world.

Even the Jews, still expecting Messiah to come, must see in such claims an impertinence at least, falling little short of blasphemy.

Nonetheless the leader of the Ahmadiyya Movement, while he exudes great confidence in his elect position as Khalifa of his Islamic followers, imparts

Harassment proposed

no sense of menace to believers. He suggests the persecution which the Ahmadis have already suffered makes them similar to the early Christians, and that they will also win acceptance in the end.

Under General Zia in Pakistan they no longer face punitive action though they are classed as "heretics" and no proper sect of Islam itself; but the orthodox Islamic clergy urge their prohibition. Ahmadis, who are taught loyalty to their own country as a tenet of faith, posed no threat to Zia.

One of their founders prophecies foretold that a great leader would arise, persecute them for the beliefs and then die in his 52nd year. They recognise Ali Bhutto as this leader, and to quote the present Khalifa: "The fate of Bhutto has done us no harm. The only way we are hindered is in preaching publicly."

Some of that preaching would not merely irritate Moslems. Christians would hardly find the Khalifa's claim that "we offer a better interpretation of the Christian scriptures than anyone else" very digestible, though he also sees the Australian mission — for such it is — expecting "to make inroads among Christians" much more than among "Moslem migrants".

If the trend in the United States is repeated here, the ratio would be as low as one Moslem convert to 80 Christians. But it is not conversion through fear of threat. Their ways are peaceful, and certainly their courtesy and good nature under interrogative fire seem to confirm it. "Never would we raise even an eyebrow to persecution. We are not to defend ourselves when persecuted in the name of religion."

The Ahmadis here should expect no suggestions of violence; and the preaching of sermons proposing harassment by other sects of Islam is an intolerable affront in our open society.

Some Ahmadiyya beliefs are certain to meet Christian derision — for instance, the extraordinary comment that Christ did not really die on the Cross but found his way to Kashmir where he lived to 120, and still has his tomb.

No more beautiful country could have been chosen for the climax to a legend which has had many forms over the centuries. Known as Yus Asaf, Christ was said to have gone to Kashmir to visit some of the lost Jewish tribes.

The main purpose of the Ahmadiyya Movement's present visitation is to encourage the Australian followers of this faith. Their love of their adopted country is patent, all have become Australian citizens and their right to religious-tolerance should be guaranteed

آسٹریلیا کا اخبار "THE AUSTRALIAN DAILY" اپنی ۲۹ ستمبر ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں لکھتا ہے :-

"آسٹریلیا کی مساجد میں ایک اشتہار چسپاں کیا گیا ہے کہ تمام عالمِ اسلام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ احمدی کافر ہیں۔ کیونکہ وہ ایک جھوٹے مدعیٔ نبوت مرزا غلام احمد کے پیروکار ہیں۔ اس اشتہار میں یہ بھی تحریر ہے کہ ان کی مجالس میں جانا گناہِ کبیرہ ہے کیونکہ ان محفلوں کے ذریعہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جھوٹی باتیں پھیلاتے ہیں۔

اس بات سے قطع نظر کہ اس قسم کے اشتہارات کی تشہیر حقوقِ انسانی سے متعلق ملکی قوانین کے خلاف ہے یہ امر محلِ نظر ہے کہ فیڈریشن آف اسلامک کونسل کا رویہ ان لوگوں سے کیا ہوگا؟ جن کی تعداد آسٹریلیا میں تو ۵۰۰ کے لگ بھگ ہے لیکن افریقہ، امریکہ اور یورپ میں وہ تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔

پچھلے ہفتہ احمدیوں کے خلاف ایک تند و تیز خطبہ جمعہ سرے ہل سڈنی کی مسجد میں پڑھا گیا جس میں انہیں کافر قرار دیا گیا۔ یہ خطبہ اس پس منظر میں دیا گیا کہ اگلے ہفتہ حضرت میرزا طاہر احمد صاحب ایک احمدیہ مسجد کی بنیاد رکھنے والے ہیں۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب دنیا بھر کے ایک کروڑ احمدیوں کے مذہبی رہنما ہیں۔ احمدیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح کی آمدِ ثانی کی پیشگوئی حضرت

میرزا غلام احمد صاحب (۱۸۳۵-۱۹۰۸ء) کی ذات میں پوری ہو گئی ہے۔ کٹر مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں کے لیئے یہ ایک عجیب بات ہے۔

تمام مذاہب میں ایک عظیم مذہبی رہنما کے آنے کی پیشگوئیاں موجود ہیں جو آخری زمانہ میں آئیگا۔ حضرت میرزا غلام احمد نے ان پیشگوئیوں کا اپنے آپ کو مصداق قرار دیا۔ اور اپنے آپ کو نہ صرف ہندوؤں کے لیئے کرشن کی بعثتِ ثانی قرار دیا بلکہ بدھوں کے لیئے بدھ کی بعثتِ ثانی بھی قرار دیا۔ اور قرآن اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسیح کی آمدِ ثانی کی پیشگوئیوں کو اپنے اُوپر چسپاں کیا۔ ایسا کرنے میں انہوں نے تمام ادیانِ عالم سے لڑائی مول لی۔

احمدیہ جماعت کے لیڈر قطعاً احمدیوں پر کیئے جانے والے مظالم کی وجہ سے مایوس نہیں ہیں بلکہ اُن کا کہنا ہے کہ اوائل زمانہ کے عیسائیوں کو بھی ان کے مخالفوں نے تختۂ مشقِ ستم بنایا تھا۔ بالآخر فتح احمدیوں کی ہی ہو گی۔

جنرل ضیاء الحق کی حکومت اُنہیں تنگ تو نہیں کرتی لیکن تاہم اُنہیں مرتد قرار دیا جاتا ہے اور کٹر مسلمان اُن کی کارگزاریوں کو روکنے کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں۔ تاہم احمدیوں سے جن کی تعلیم حکومتِ وقت کی اطاعت ہے پاکستان کی موجودہ حکومت کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے۔

ان کے بانیٔ سلسلہ نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ ایک بڑا لیڈر پیدا ہوگا جو احمدیوں پر مظالم ڈھائے گا اور پھر اپنی عمر کے ۵۲ ویں سال میں مرجائے گا۔ احمدیوں کے نزدیک ذوالفقار علی بھٹو وہ لیڈر تھا۔ اور بقول موجودہ خلیفہ کے :-

"بھٹو کے انجام نے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ صرف ہمیں یہ تکلیف ضرور ہوئی ہے کہ ہم کھُل کر تبلیغ کرنے سے منع کیے جاتے ہیں۔"

اُن کی تبلیغ نہ صرف مسلمانوں کو ہی آزُردہ کرتی ہے بلکہ عیسائی بھی اُن کے خلیفہ کے اِس دعویٰ کو قبول نہیں کریں گے کہ بقول اُن کے وہ انجیل کی عیسائیوں سے بہتر تشریح کر سکتے ہیں۔ خلیفہ صاحب کے خیال میں اُن کے آسٹریلین مشن کے ذریعہ نہ صرف مسلمانوں میں تبلیغ ہو گی بلکہ عیسائیوں میں بھی تبلیغ کے کام کو وسعت دی جائے گی۔

امریکہ میں جو کامیابی اُن کو حاصل ہوئی ہے اُس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اگر آسٹریلیا میں اُن کی کامیابی کا اندازہ کیا جائے تو ۹۹ عیسائیوں کے مقابل پر یہ ایک احمدی بنا سکیں گے۔ ان کے طریق پُرامن ہیں اور باوجود شدید مظالم سہنے کے یہ شگفتہ رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اِن

مظالم کے نتیجہ میں معمولی گھبراہٹ کا اظہار بھی نہ ہونے دیں گے۔

ان کے بعض عقائد عیسائیوں کو یقیناً ناگوار ہیں۔ مثلاً ان کا یہ عقیدہ کہ حضرت مسیح کی وفات صلیب پر نہیں ہوئی بلکہ وہ صلیب سے نجات پاکر کشمیر کی طرف چلے گئے اور ۱۲۰ سال کی عمر پائی۔ بعض مسیح کی آخری آرام گاہ کے لئے کشمیر سے بڑھ کر خوبصورت کوئی اور جگہ نہ ہو سکتی تھی جہاں وہ یوز آصف کے نام سے مشہور ہوئے۔

امام جماعت احمدیہ کے موجودہ دورۂ آسٹریلیا کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ آسٹریلیا کے احمدیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔"

مسلم رہنما

MUSLIM LEADER

Yesterday morning, Olafo Auzins, His Holiness Khalifa of Pakistan, visited Riverstone High School to address the assembly.

His Holiness Khalifa is head of the Muslim Church.

- Students found the lecture most interesting.

At left, His Holiness at Riverstone.

(The WESTERN DIST GUARDIAN 5 TROCA [?]3)

آسٹریلیا کا اخبار "THE WESTERN DIST GUARDIAN" اپنی ۵ اکتوبر کی اشاعت میں حضور کی ریورسٹون میں مصروفیات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"کل صبح حضرت خلیفۃ (المسیح) جن کا تعلق پاکستان سے ہے، نے ریورسٹون (RIVER STONE) ہائی سکول کا دورہ کیا اور اسمبلی سے خطاب فرمایا۔

حضرت خلیفۃ (المسیح) ایک مسلم مشن کے سربراہ ہیں۔ طلبہ نے ان کے ارشادات میں گہری دلچسپی لی۔

بائیں طرف حضرت اقدس RIVER STONE میں (خطاب کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں)

مسلمان اس شہر میں مسجد تعمیر کرنے والے ہیں

آسٹریلیا کا اخبار "BLACK TOWN ADVOCATE" اپنی ۵ اکتوبر کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"ایک مذہبی فرقہ کے عالمی راہنما جن کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام صلیب سے

4 BLACKTOWN ADVOCATE, Wed, October 5, 1983

MOSLEMS TO BUILD MOSQUE IN CITY

THE world leader of a religious sect, who believe that Christ survived the crucifixion and migrated to Kashmir, laid a foundation stone in Blacktown last week.

CEREMONY ON FRIDAY

TAHIR Ahmad at the foundation stone of the new mosque in Blacktown

The Ahmadiya community believes that Christ was a true prophet of God, but that he survived the crucifixion and migrated to Kashmir,

He is Hazrat Mirza Tahir Ahmad, of Pakistan, whose grandfather Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (1835-1908) founded the Ahmadiya movement in 1889

A spokesman said the movement had 10 million followers in 80 countries, about 300 of them living in Australia

The members in Australia were mainly from Pakistan, though there were some from Kenya

The sect's headquarters are in Rabwah, in the East Punjab region of Pakistan.

Mirza Ghulam Ahmad declared that he was appointed a prophet of God, to demonstrate the true teachings of Islam which he said had been misinterpreted over the centuries

In many Moslem countries, the sect is persecuted, with members forbidden by law to proclaim affiliation with Islam or to hold responsible Government positions

From time to time they are the victims of violence — assassination, arson, rioting and looting.

where he died a natural death many years later. They claim to know where he was buried.

They believe that Christ's prophesies about a second coming were fulfilled through the founder of the Ahmadiya movement being the promised Messiah

The spokesman claimed that the movement did not collect money from outsiders, all donations being made by members of the sect.

The spokesman said the members of the sect believed that love was the strongest force in the world, and loved even their enemies

The Ahmadiya did not believe even in harsh words

On Friday, Hazrat Mirza Tahir Ahmad laid the foundation stone of the first Australian Ahmadiya mosque at Richmond Rd, Blacktown.

The mosque will be part of a complex which will include the association's Australian headquarters and community centre

زندہ بچ گئے اور ہجرت کر کے کشمیر تشریف لے گئے"۔ نے گزشتہ ہفتے بلیک ٹاؤن میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔"

یہ عظیم رہنما حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ہیں جن کا تعلق پاکستان سے ہے۔ ان کے جدِّ امجد حضرت مرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) ۱۸۳۵ء۔ ۱۹۰۸ء نے اس مذہبی فرقہ کی بنیاد رکھی۔ اس موقعہ پر ایک مبصّر نے بتایا کہ اس تحریک میں ۸۰ ممالک کے کم و بیش ایک کروڑ مسلمان شامل ہیں جن میں سے ۳۰۰ احباب آسٹریلیا میں رہتے ہیں آسٹریلیا کے احمدی زیادہ تر پاکستان سے آئے ہوئے ہیں اور کچھ کینیا کے باشندے ہیں۔ اس فرقہ کا ہیڈ کوارٹر پاکستان کے علاقہ مشرقی پنجاب میں ربوہ نامی مقام پر ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) نے خدا تعالیٰ کے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا تا کہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو از سرِ نو زندہ کیا جائے جس کے بارے میں اُن کا نظریہ ہے کہ صدیاں بیت جانے کی وجہ سے ان کی حیثیت بگڑ گئی تھی۔ بیشتر اسلامی ممالک میں اُن کو آئینی لحاظ سے غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے اور حکومت کی کلیدی آسامیوں سے اُن کو محروم کیا جا رہا ہے۔ گاہے بگاہے اُن کو ظلم و تعدی کا نشانہ بھی بنایا جاتا ہے اور اُن کو شہید کر دیا جاتا ہے۔ اُن کے گھروں کو جلایا جاتا ہے اور اُن کے اموال لُوٹ کھسوٹ کر کے چھین لیے جاتے ہیں۔ تحریکِ احمدیت کا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام خدا تعالیٰ کے ایک راستباز نبی تھے اور وہ صلیب سے زندہ بچ کر کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے تھے جہاں انہوں نے ایک لمبی عمر پانے کے بعد طبعی وفات پائی۔ اُنہوں نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ وہ اس کے مدفن کو جانتے ہیں۔ اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح کی آمدِ ثانی کے بارہ میں پیشگوئیاں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی ذات میں پوری ہو رہی ہیں جو مسیح موعود ہیں۔

تبصرہ نگار نے یہ بھی واضح کیا کہ اس تحریک کو چلانے کے لیے مالی قربانی صرف اور صرف اس فرقہ سے تعلق

رکھنے والوں سے ہی بطور چندہ لی جاتی ہے اور غیر از جماعت احباب سے یہ رقم وصول نہیں کی جاتی۔

مبصر نے کہا کہ ہم احمدیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ محبت ایک عظیم طاقت ہے اسی وجہ سے ہم اپنے دشمنوں کو بھی محبت کے ہتھیار سے جیتتے ہیں۔ یہاں تک کہ تکلیف دہ بات اور درشت کلامی کو بھی بُرا سمجھتے ہیں۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے پہلی آسٹریلین احمدیہ مسجد کا سنگِ بنیاد RICHMAN Rd میں بروز جمعہ رکھا۔ یہ مسجد ایک کمپلیکس کا حصہ بنے گی جو کہ جماعت کے آسٹریلین مرکز BLACK TOWN اور کمیونٹی سنٹر پر مشتمل ہے۔

اخبار نے حضور کی تصویر شائع کر کے نیچے لکھا:۔

جمعہ کے روز تقریب (طاہر احمد صاحب بلیک ٹاؤن میں نئی مسجد کی تقریب سنگِ بنیاد سے خطاب فرماتے ہوئے)

World Leader in Riverstone

Riverstone High School was honoured this week by a visit from the world leader of the 10 million strong Ahmadiya Movement.

Hazrat Mirza Tahir Ahmad is in Australia to lay the foundation stone of the Ahmadiya Association's Australian headquarters, mosque and community centre, to be constructed in Blacktown.

A Member of the World Council for the Ahmadiya Muslim Association, who recently moved to Riverstone from Kenya was asked to plan a day [illegible] Khalifa [illegible] and after approaches through the [illegible] Department [illegible] the Khalifa [illegible] the students of Riverstone High.

After an introduction [illegible] the Khalifa addressed the school assembly and [illegible] Islam and [illegible] answered questions and discussed theories.

Above: Hazrat Mirza Tahir Ahmad Khalifa, head of the Ahmadiya Movement in Islam with Mr F R Wright Principal of Riverstone High School.

عالمگیر رہنما رورسٹون میں

آسٹریلین اخبار "THE PRESS RIVERSTONE" نے اپنی ۱۲ اکتوبر کی اشاعت میں حضور کی تصویر کے ساتھ حضور کے دورہ کی رپورٹنگ کی اور

تصویر کے نیچے لکھا:۔ امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح حضرت مرزا طاہر احمد صاحب پی۔ آر۔ رائٹ پرنسپل رورسٹون ہائی سکول کے ساتھ

رورسٹون ہائی سکول کو اِس ہفتہ ایک کروڑ ممبران کی مضبوط تحریک احمدیت کے عالمی روحانی رہنما نے اپنی تشریف آوری کا اعزاز بخشا!

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب مسجد، جماعتی آسٹریلین ہیڈ کوارٹرز اور جماعتی مرکز کا بلیک ٹاؤن میں سنگِ بنیاد رکھنے کے لیے آسٹریلیا میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔

احمدیہ مسلم تحریک کی عالمی کونسل کے ایک ممبر نے جو حال ہی میں کینیا سے رورسٹون آیا ہے کہا ہے کہ خلیفہ کے سڈنی میں قیام کے عرصہ میں تعلیمی ڈیپارٹمنٹ کی منظوری سے ان کے لیے ایک دن تجویز کیا جائے۔

جس میں وہ پرورسٹون ہائی سکول میں طلبہ سے خطاب فرمائیں۔

معزز مہمانوں اور میئر ALDERMAN JIM LYNCH کے تعارف کے بعد خلیفۃ المسیح نے سکول کی اسمبلی سے خطاب فرمایا اور اسلام کی بنیادی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ نیز خدا اور مذہب کے بارے میں اسلامی نظریہ کی وضاحت فرمائی۔

سینیئر اور جونیئر طلبہ کے دو سیمینار منعقد ہوئے جن میں آکسفورڈ سے تعلیم یافتہ خلیفہ نے مختلف سوالوں کے جوابات دیئے نیز مختلف نظریات پر بحث فرمائی۔

FOUNDATION STONE OF AHMEDIA MOSQUE LAID

ISLAMABAD, Oct 1: Mirza Tahir Ahmad, Imam of Jamaat Ahmadiyya Sydney, Australia laid the foundation stone of Baitul Huda Mosque, according to press release here today.

To be completed at a cost of Rs. 50 lakh, this is the first mosque of the Mission House of the Jamaat in Australia. The ceremony was attended among others by Dr. Fazul Haq, President Jamaat Ahmadia Australia, Maulvi Mohammad Usman and delegates from the Fiji Islands and Indonesia.

مسجد احمدیہ کا سنگِ بنیاد

اسلام آباد (پاکستان) سے شائع ہونے والے اخبار "THE MUSLIM" نے بھی مسجد کے سنگِ بنیاد کے بارہ میں خبر شائع کی۔ چنانچہ یہ اخبار اپنی ۲ر اکتوبر ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ:-

"اسلام آباد۔ یکم اکتوبر۔ ایک پریس ریلیز کے مطابق، امام جماعت احمدیہ نے سڈنی آسٹریلیا میں مسجد "بیت الھُدیٰ" کا سنگِ بنیاد رکھا ہے۔

یہ مسجد ۵۰ لاکھ روپے کی لاگت سے مکمل ہو گی۔ آسٹریلین مشن کی یہ پہلی مسجد ہے۔ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب، مولانا محمد عثمان صاحب اور جزائر فجی اور انڈونیشیا کے وفود کے علاوہ بہت سے افراد نے اس تقریب میں شرکت کی۔"

[illegible] 1 OKTO[illegible] 1983 TAHUN KE XVII No.859

Masyarakat Ahmadiyah Bangun Mesjid di Australia

BANDUNG (BP),- Masyarakat Islam Jemaat Ahmadiyah di Australia membangun mesjid diatas tanah seluas tiga hektar yang perletakan batu pertamanya dilakukan Jum'at tgl 30 September 1983.

Pembangunan Mesjid tersebut dibiayai dari sumbangan sejumlah para anggota Jemaat Ahmadiyah di daratan Australia dan Kepulauan Fiji ditambah bantuan dari Pusat Jemaat Ahmadiyah di Rabwah Pakistan.

Perletakan batu pertama mesjid tersebut dilakukan oleh Amir Pusat Jemaat Ahmadiyah sedunia Hazrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV a.t.b.

Dalam perjalanan ke Asia Tenggara Amir Pusat Jemaat Ahmadiyah bermaksud mengembangkan Islam agar Nur Islam yang haqiqi berkumandang di seantero dunia. Anggota Parlemen dan Walikota Nandi ibu Kota Kepulauan Fiji mewakili ribuan masyarakatnya ikut menyambut kedatangan Amir Pusat Jemaat Ahmadiyah

Pembangunan mesjid di Australia ini yang ke-sekian ratusnya mesjid Jemaat Ahmadiyah dibangun di masing-masing Negara Sebelumnya telah pula dibangun mesjid yang sama di Amerika seperti di Dayton, Chicago Washington, Canada di [illegible] (Swedia), Kopenhagen (Denmark), Zurich (Swiss), Den Haag (belanda), dan Pedroabad di Spanyol.

Selain mesjid telah pula dibangun Rumah Misi, proyek sosial dan kemanusiaan seperti Rumah Sakit, Puskesmas, dan berbagai gedung sekolah mulai dari tingkat SD sampai College di daratan Afrika, seperti Negeria, Ghana, Sieraleone, Gambia, Ivore Coast, Kenya, Zambia, Mauritius

Demikian pula di Indonesia pengikut Jemaat Ahmadiyah cukup banyak, [illegible] tersebar di [illegible] Cabang [illegible] telah mempunyai puluhan Rumah Misi, Mesjid, gedung sekolah dan Gedung Pusat Pendidikan untuk Mubalighhin, Mu'allimin dan Mu'allimat yang sedang dibangun di Bogor, Jawa Barat.

Jemaat Ahmadiyah di Negara masing-masing [illegible] mendapatkan penghargaan Pemerintah setempat karena darma bakti sosial dan kemanusiaan dalam pembangunan Islam.

Selain di Negara negara tersebut diatas, Jemaat Ahmadiyah juga ditemui di Guyana, Trinidad, Surinama, Birma, Fiji Singapore Jepang, Philipina, Srilangka, Bangladesh, Kuala Lumpur, Sabah dan di Indonesia Demikian Humas PB Jemaat

انڈونیشیا

جماعتِ احمدیہ آسٹریلیا میں مسجد تعمیر کر رہی ہے!

انڈونیشیا کا اخبار "BANDUNG POST" اپنی یکم اکتوبر ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے :-

"بانڈونگ (بی-پی) مسلم جماعت احمدیہ نے آسٹریلیا میں اپنی پہلی مسجد کی تعمیر کے لئے سڈنی میں ۲۷ ایکڑ زمین خریدی ہے۔ اس مسجد کی تعمیر کے اخراجات جماعت احمدیہ کے متعدد ممبران کے چندے سے پورے کئے جائیں گے جو آسٹریلیا اور جزائر فجی نیز مرکز جماعتِ احمدیہ ربوہ میں رہتے ہیں۔

عالمگیر جماعت احمدیہ کے امیر حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء کو اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔

امام جماعت احمدیہ کے مشرقی ایشیا کے دورے کا مقصد اسلام کو پھیلانا ہے تا حقیقی نورِ اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے۔

پارلیمنٹ کے ممبر اور فجی کے دارالحکومت ناندی کے میئر اپنی سوسائٹی کی نمائندگی کرتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کے امام کا استقبال کرنے کی تقریب میں شامل ہوئے۔

آسٹریلیا میں تعمیر ہونے والی مسجد جماعت احمدیہ کی اُن سینکڑوں مساجد میں سے ہے جو اس سے قبل ہر ملک میں تعمیر ہو چکی ہیں۔ اس ضمن میں امریکہ میں ڈیٹن، شکاگو، واشنگٹن نیز کینیڈا، سویڈن اور کوپن ہیگن (ڈنمارک)، زیورچ (سوئٹزرلینڈ)، ہیگ (ہالینڈ) اور پیدرو آباد (سپین) کی مساجد قابلِ ذکر ہیں۔

مساجد کے علاوہ مشن ہاؤس اور معاشرتی منصوبے، جیسے ہسپتال، کلینک اور مختلف سکول جو پرائمری سے لے کر کالج تک ہیں افریقہ کے مختلف ممالک مثلاً نائیجیریا، غانا، سیرالیون، گیمبیا، آئیوری کوسٹ، کینیا، زمبیا اور ماریشس میں کام کر رہے ہیں۔

انڈونیشیا کی جماعتِ احمدیہ کے ممبران کی تعداد کافی ہے جو ۲۴۸ جماعتوں میں پھیلے ہوئے ہیں یہاں بیسیوں مشن ہاؤس، مساجد اور سکول ہیں۔ اور مبلغین و معلمین کے مرکزی تعلیمی ادارہ کی عمارت بوگر (BOGOR) مغربی جاوا) میں زیرِ تعمیر ہے۔

عالمگیر جماعتِ احمدیہ کو اپنے اپنے ملک میں بسا اوقات حکومت کی طرف سے اسلام کی ترقی میں اپنے نمایاں کردار کی وجہ سے داد ملتی ہے۔

مندرجہ بالا ممالک کے علاوہ جماعتِ احمدیہ گی آنا، ٹرینیڈاڈ، سورینام، برما، فجی، سنگاپور، کوالالمپور، بنگلہ دیش اور سبا میں بھی موجود ہے۔"
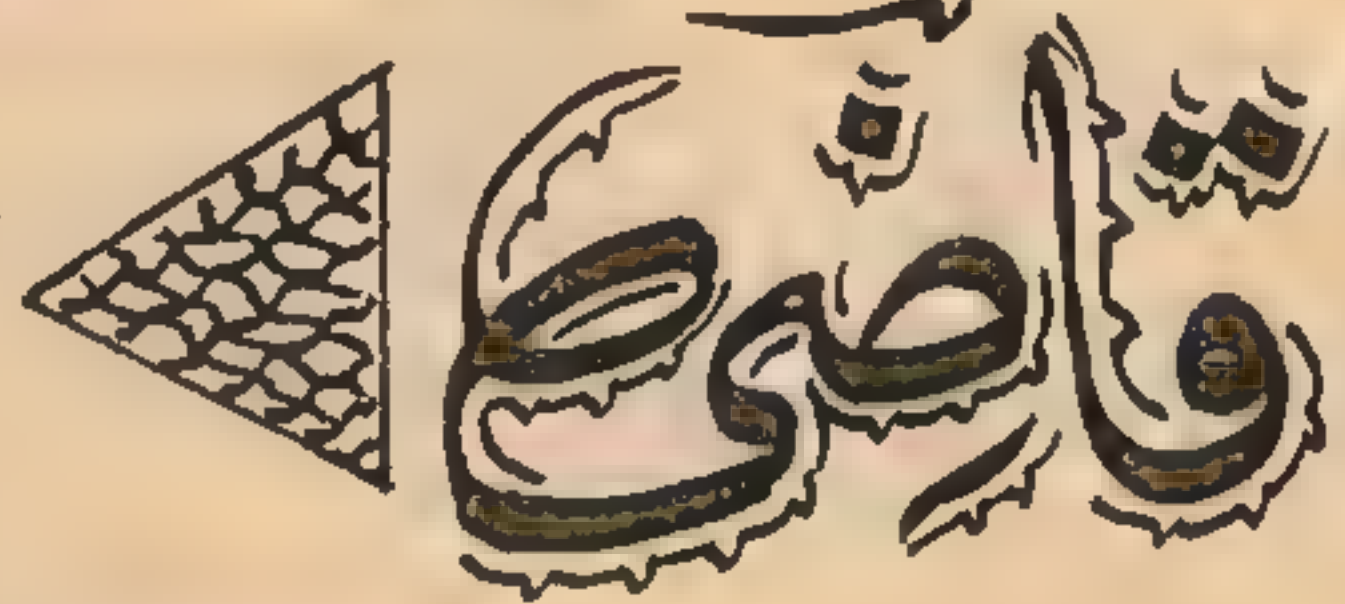
HARIAN - UMUM — Independent. Sebat saja ..PR

Pikiran Rakyat

DARI RAKYAT — OLEH RAKYAT — UNTUK RAKYAT | 12 Halaman

14 OKTOBER 1983 | Nomor 155 Tahun Ke-XVIII — Tahun Republik Ke-XXXIX

Mesjid Ahmadiyah Di Sidney Australia

JAKARTA (PR)

سڈنی آسٹریلیا میں احمدیہ مسجد

انڈونیشیا کے ایک دوسرے اخبار "PIKIRAN RAKYAT" نے اپنی ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں لکھا کہ :-

"جاکرتہ (پی۔آر) مسلم جماعت احمدیہ سڈنی (آسٹریلیا) میں ۲۷ ایکڑ زمین پر ایک مسجد تعمیر کر رہی ہے جو آسٹریلیا میں جماعت کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ اس کا سنگِ بنیاد جماعتِ احمدیہ کے امام حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء کو جمعہ کے دن رکھا۔

مکرم جمہور صاحب کے بیان کے مطابق یہ مسجد جماعت احمدیہ کے متعدد ممبران کے چندے سے تعمیر کی جا رہی ہے۔ جو آسٹریلیا، جزائر فجی اور جماعتِ احمدیہ کے مرکز ربوہ میں رہتے ہیں۔ یہ مسجد بھی ان سینکڑوں مساجد میں سے ہے جو اس سے قبل امریکہ کے شہروں ڈیٹن، شکاگو، واشنگٹن اور کینیڈا و یورپ وغیرہ میں تعمیر کی جا چکی ہیں۔

۸ اکتوبر بروز جمعرات معاشرتی وزارت کے شعبۂ امدادِ معاشرت کو صدر جماعتِ احمدیہ انڈونیشیا کی طرف سے وسطی سلاوسی میں (COLO) چولو نامی پہاڑ کے مصائب زدہ افراد کی امداد کے لئے ۶۰ من چاول، ۶۷ پیکٹ سپری (SURER MIE)، ۷۵ ٹارچیں، پرائمری سکول کے بچوں کے ۱۲۰ یونیفارم اور پانچ بوری استعمال شدہ کپڑے بطور امداد دیئے گئے۔"

EMIRATES NEWS

Editor-in-Chief: Khalid Mohamed Ahmed

l. 12 No. 303 ABU DHABI, SUNDAY, ZUL HIJJA 25, 1403, OCTOBER 2, 1983 Price: 1 Dirham

Foundation stone laid for mosque in Australia

NEW DELHI (U.N.I): Hazrat Mirza Tahir Ahmed, head of the worldwide Ahmadiyya movement laid the foundation stone of the first Ahmadiyya mosque in Australia Friday, in the presence of a huge gathering of Ahmadis and non-Ahmadis according to information available here.

Situated 50 kilometres from Sydney, the 10-hectare plot will have a spacious mosque, a mission house and a library. Australia has a sizeable Ahmadi population and the mission centre will provide adequate facilities for the annual gathering of the community.

The head (Khalifa) of the movement had inaugurated the first Ahmadiyya mosque to be build in Spain at Pedrobad in September last year. Significantly it has been called Basharat mosque, or mosque of glad tidings.

The Ahmadiyya mission has built mosques all over the world and has translated the Holy Koran in all the [illegible] languages of the world. The Gurumukhi language translation of the Holy Koran was released in Delhi recently.

ابوظہبی

ابوظہبی کے اخبار "امارات نیوز" نے اپنی ۲ر اکتوبر ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں مسجد آسٹریلیا کے بارہ میں یہ خبر شائع کی :-

آسٹریلیا میں مسجد کا سنگِ بنیاد

"نئی دہلی (ی۔ن۔ا) موصولہ اطلاعات کے مطابق عالمی جماعتِ احمدیہ کے سربراہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے جمعہ کے روز کثیر تعداد میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کی موجودگی میں آسٹریلیا کی پہلی احمدیہ مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔

سڈنی سے ۵۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ۱۰ ہیکٹر کے ایک قطعہ پر ایک وسیع مسجد، ایک مشن ہاؤس اور ایک لائبریری تعمیر ہوگی۔ آسٹریلیا میں احمدیوں کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔ اور جماعت کے سالانہ جلسہ کے انعقاد کے لئے یہ تبلیغی مرکز مناسب سہولیات فراہم کر سکے گا۔

جماعت احمدیہ کے امام گزشتہ سال ستمبر میں پیدرو آباد سپین میں تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ مسجد کا بھی افتتاح کر چکے ہیں۔ امتیازی طور پر اس مسجد کا نام مسجد بشارت یعنی خوشخبریوں کی مسجد رکھا گیا ہے۔

جماعتِ احمدیہ دنیا بھر میں مساجد تعمیر کر چکی ہے اور دنیا کی تمام اہم زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کر چکی ہے چنانچہ گورمکھی زبان کا ترجمہ قرآن حالی ہی میں نئی دہلی سے شائع کیا جا چکا ہے۔"

:0:

بنگلہ دیش

چٹاگانگ (بنگلہ دیش) کے اخبار "THE PEOPLE'S VIEW" نے مسجد آسٹریلیا کے سنگِ بنیاد کی تقریب پر یہ خبر شائع کی :-

Foundation Stone Of Sydney's Ahamadiyya Mosque Laid

(By A Staff Reporter)

The Foundation Stone of first Ahmadiyya Muslim Mosque and Mission has being formally laid at Sydney, Australia, yesterday by the Head of the Ahmadiyya Community, Hazrat Meerza Taher Ahmad, Khalifatual Messiah IV at a simple but impressive ceremony. This mosque and Mission House will be the nucleus of a net-work of Islamic missionary works throughout the continent of Australia.

With the establishment of this Mission, all the five continents of the world including the far-flung islands, have come under the focus of Islamic preaching.

The voice of one and only God the voice of th greatest Prophet (Sm) who is the conscience-keeper of mankind, the glorious, lasting and resplendent teachings of the Holy Quran and the Sunnah which ultimately seek to unite the peoples of the world, by a common bond of love, justice and equality, under a single banner of peace in the name of Islam, will Insha-Allah be heard and accepted by the discerning people of Australia, from one end to the other, says a press release.

سڈنی کی مسجد احمدیہ کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا

سٹاف رپورٹر کے قلم سے!

"سڈنی، آسٹریلیا میں منعقد ہونے والی ایک سادہ لیکن پُر وقار تقریب میں امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع نے احمدیہ مسلم مشن کی پہلی مسجد اور مشن ہاؤس کا باضابطہ طور پر سنگِ بنیاد رکھا۔ اِس مسجد اور مشن ہاؤس کو برِّاعظم آسٹریلیا میں تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں مرکزی حیثیت حاصل ہوگی۔ اِس مشن کے قیام کے ساتھ دُور اُفتادہ جزائر سمیت پانچوں برِّاعظم تبلیغِ اسلام کے دائرہ کار میں آجائیں گے۔

ایک پریس ریلیز کے مطابق خدائے واحد و یگانہ کی آواز نیز امینِ ضمیرِ انسانیت عظیم ترین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار، اسی طرح قرآنِ مقدس کی شاندار اور ہمیشہ قائم رہنے والی تعلیمات اور سنتِ رسول جو اقوامِ عالم کو محبت، انصاف اور مساوات کے مشترکہ بندھن میں باندھنے کے لئے مصروفِ کار ہیں بالآخر آسٹریلیا کے لوگوں میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک مقبول ہو جائیں گے۔"

ہندوستان

روزنامہ اخبار پرتاپ جالندھر نے اپنی ۲۸/۹/۸۲ کی اشاعت میں مسجد احمدیہ آسٹریلیا کے سنگِ بنیاد کی خبر ان الفاظ میں شائع کی :-

آسٹریلیا میں پہلی مسجد

سنگِ بنیاد جماعتِ احمدیہ کے امام رکھیں گے

"قادیان - ۲۷ ستمبر - جماعت احمدیہ کے امام (چوتھے خلیفہ) حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ۸ ستمبر ۱۹۸۳ء کو سنگاپور، فجی، آسٹریلیا اور سری لنکا کے دورہ پر تشریف لے گئے ہیں - آپ کا یہ دورہ ماہ اکتوبر کے وسط تک جاری رہے گا - اسی دوران آپ ۳۰ ستمبر جمعۃ المبارک برّاعظم آسٹریلیا میں (سڈنی کے قریب) ۲۷ - ایکڑ رقبہ میں ایک مسجد اور مشن ہاؤس کا سنگِ بنیاد بھی رکھیں گے - گو اس سے پہلے جماعتِ احمدیہ پانچ برّاعظموں میں مساجد اور مشن ہاؤس تعمیر کروا چکی ہے - اب چھٹے برّاعظم آسٹریلیا میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے یہ پہلی مسجد تعمیر ہو گی جس کا سنگِ بنیاد حضرت امام جماعتِ احمدیہ رکھیں گے - حضرت امام جماعت احمدیہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس مسجد کے دروازے اُن تمام قوموں اور افراد کے لئے ہر وقت کھلے ہوں گے جو خدائے واحد کی عبادت کرنا چاہیں گے ۔"

روزنامہ اخبار ہند سماچار جالندھر نے ۲/۱۰/۸۳ کے شمارہ میں یہ خبر شائع کی :-

آسٹریلیا میں پہلی مسجد

حضرت مرزا طاہر نے سنگِ بنیاد رکھا

"نئی دہلی - یکم اکتوبر - حضرت مرزا طاہر احمد جو کہ عالمی احمدیہ تحریک کے امام ہیں نے آسٹریلیا میں پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا - اس موقعہ پر بہت سے احمدی اور غیر احمدی افراد جمع تھے - یہ مسجد سڈنی سے ۵۰ کلو میٹر دور ۱۰ ہیکٹر میں بنائی جا رہی ہے ۔"

روزنامہ آفتاب سرینگر مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۸۳ء کے شمارہ میں لکھتا ہے :-

براعظم آسٹریلیا میں پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد

"سڈنی / آسٹریلیا میں امام جماعتِ احمدیہ نے ۳۰ ستمبر بروز جمعہ مسجد احمدیہ کا سنگ بنیاد رکھا ہے۔ یاد رہے کہ براعظم آسٹریلیا میں یہ خدائے واحد کا پہلا گھر ہے جس کی تعمیر کی سعادت جماعت احمدیہ کو ملی ہے اور جہاں پر ہر روز پانچ وقت توحید اور رسالت مآب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہوا کرے گا۔"

EL ADELANTADO DE SEGOVIA – Pag. 16

SABADO 17 DE SEPTIEMBRE DE 1983

e construirá la primera mezquita islámica en Australia
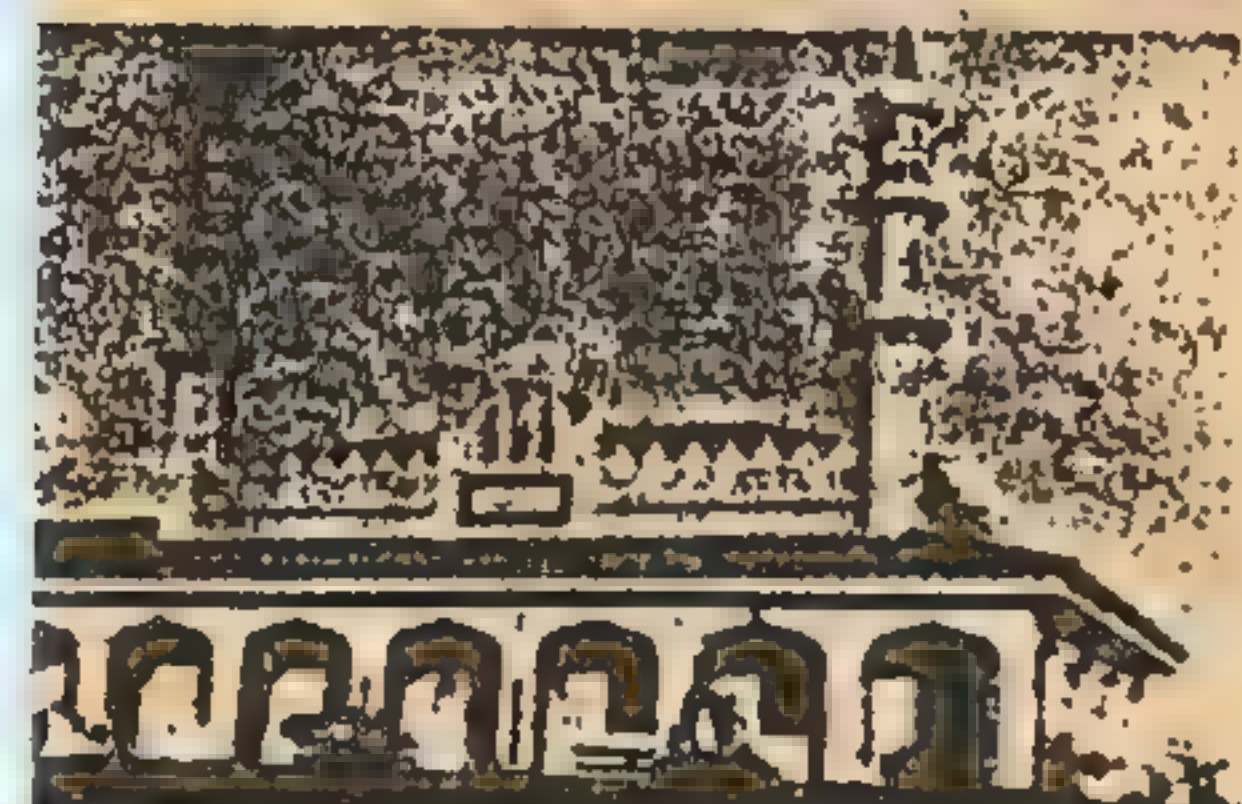
Hazrat Mirza Tahir Ahmad, jefe supremo espiritual de la Comunidad Internacional Ahmadía del Islam, colocará la primera piedra de la primera mezquita en la ciudad de Sydney del continente australiano el día 30 de septiembre de 1983.

Según nuestra información, ésta es la primera mezquita islámica que, en la historia, se construye en el continente de Australia. Esta comunidad inauguró el año pasado una mezquita en España en la localidad cordobesa de Pedro Abad, la cual aparece en fotografía.

La Comunidad Internacional Ahmadía del Islam es sólo una comunidad religiosa y espiritual. No participa en ningún tipo de política y sus miembros según la enseñanza islámica y bajo la guía de su fundador, obedecen la ley del país en que se hallen establecidos.

سپین

صوبہ SEGOVIA سپین سے شائع ہونے والے اخبار "EL ADELANTADO DE SEGOVIA" نے مسجد آسٹریلیا کا سنگِ بنیاد رکھے جانے کی خبر اپنی ۱۷ ستمبر کی اشاعت میں ان الفاظ میں شائع کی ہے۔

آسٹریلیا میں پہلی اسلامی مسجد تعمیر کی جائیگی

"حضرت مرزا طاہر احمد جو بین الاقوامی اسلام کی احمدیہ جماعت کے روحانی سربراہ ہیں سڈنی میں براعظم آسٹریلیا کی پہلی اسلامی مسجد کا سنگِ بنیاد ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء کو رکھیں گے۔

ہماری اطلاع کے مطابق یہ تاریخ میں پہلی اسلامی مسجد ہے جو آسٹریلیا کے براعظم میں بنائی جائے گی۔ اس جماعت نے گزشتہ سال اسپین میں قرطبہ کے نواح پیدرو آباد میں ایک مسجد کا افتتاح کیا تھا جو اس فوٹو میں نظر آرہی ہے۔

بین الاقوامی احمدیہ مسلم جماعت صرف ایک مذہبی اور روحانی کمیونٹی ہے۔ یہ کسی قسم کی سیاست میں حصّہ نہیں لیتی اور اس کے ممبر اسلام کی تعلیم اور اپنے بانی کی ہدایات کے مطابق جس ملک میں رہتے ہیں وہاں کے قانون کی پابندی کرتے ہیں۔"

NIEUWSBLAD NU* EDITIE 4 PAGINA 3

AHMADIYYA-MISSIE BREIDT ZICH UIT

BENOORDENHOUT – De in onze wijk gevestigde ahmadiyya-missie, Oostduinlaan 75, heeft op 30 september jl. een persconferentie belegd in Nieuwspoort. Aanleiding was het leggen van de eerste steen van de moskee in Sydney, Australië. Voor de verbreiding van de wereldwijd werkende Ahmaddiyya Beweging in de Islam is dit een zeer belangrijk moment, want Australië was het enige werelddeel waartoe men nog geen toegang had verkregen. De reden was dat men daar geen enkele kleurling wil toelaten, zelfs niet de missionarissen, die maar voor enkele jaren komen. Anders dan over Zuid-Afrika wordt over de Australische discriminatie nooit gesproken. De huidige Labour-regering heeft nu echter een uitzondering gemaakt voor de verbreiders van een godsdienstige ge[illegible]schap. Dit is een groot succes voor de Ahmadiyya-missie, die met de recent voltooide Russische vertaling van de Koran nog altijd voor een IJzeren Gordijn staat. Nochtans is men bezig met een Chinese vertaling van de Koran, waarbij men rekent op de tegenwoordig wat liberalere houding van de autoriteiten in China.

ہالینڈ

ہالینڈ کے ایک اخبار "NIEUWSBLAD NU" نے اپنی ۱۲ر اکتوبر کی اشاعت میں مسجد آسٹریلیا کے بارہ میں یہ خبر شائع کی :-

احمدیہ مشن پھیل رہا ہے!

"احمدیہ مشن ہالینڈ نے مؤرخہ ۳۰-۹-۸۳ کو مشہور پریس سنٹر "NIEUWS POORT" میں ایک کانفرنس منعقد کی۔ اس کانفرنس کا مقصد یہ تھا کہ اہل ہالینڈ کو مسلم احمدیہ جماعت جو کہ ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے کی طرف سے آسٹریلیا کے شہر سڈنی میں ایک نئی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب سے آگاہ کیا جائے۔ یہ ایک ایسی جگہ تھی کہ جہاں اس جماعت کو قدم رکھنے کا موقعہ ابھی تک نہ ملا تھا۔ ..... لیکن موجودہ لیبر حکومت نے مذہبی مرکز قائم کرنے کے لئے خصوصی اجازت دی ہے۔ یہ بات جماعت احمدیہ کے لئے بہت بڑی کامیابی کا باعث ہوئی ہے۔ یہ جماعت رشین (RUSSIAN) زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ تیار کر کے آہنی پردہ کے دروازے پر کھڑی ہے۔ نیز اس امید پر کہ چین کی موجودہ حکومت کچھ آزاد خیالی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ یہ جماعت چینی زبان میں بھی قرآن کریم کا ترجمہ تیار کر رہی ہے۔"
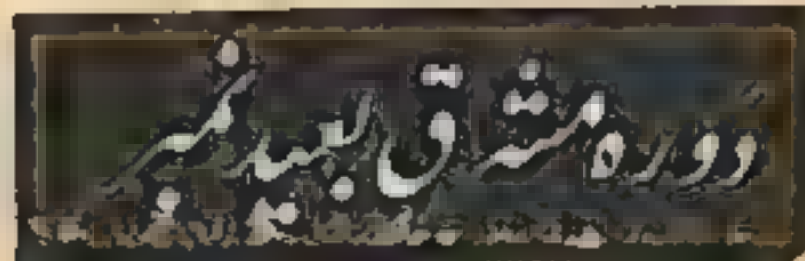
The Globe and Mail

CANADA'S NATIONAL NEWSPAPER

14 THE GLOBE AND MAIL, FRIDAY, SEPTEMBER 30, 1983 — INTERNATIONAL

CONGRATULATIONS CONGRATULATIONS CONGRATULATIONS,

THE FIRST AHMADIYYA MOSQUE IN AUSTRALIA

Its foundation stone is being laid today in Sydney

BY

HAZRAT MARZA TAHIR AHMAD THE FOURTH SUCCESSOR TO THE PROMISED MESSIAH

And the Supreme Head of the Ahmadiyya Movement in Islam. The Movement has set up a chain of Mosques in Europe and hundreds around the globe

LAST YEAR FIRST MOSQUE OPENED IN SPAIN AFTER 750 YEARS

For more information on Ahmadiyya Movement in Islam call Mr. Munir ud Din Shams — the Missionary in Charge Phone (416) 249-3420 — 1306 Wilson Ave., Downsview M3M 1H5

کینیڈا

مبارک ہو! مبارک ہو! مبارک ہو!!!

آسٹریلیا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد

کینیڈا کا قومی اخبار "THE GLOBE AND MAIL" اپنی جمعہ ۳۰ ستمبر کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"آج اس مسجد کا سنگِ بنیاد امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع (ایدہ اللہ الودود) سڈنی میں نصب فرما رہے ہیں۔ اِس جماعت نے یورپ بھر میں بہت سی مساجد تعمیر کی ہیں اور (اسی طرح) باقی کرۂ ارض پر (بھی) سینکڑوں مساجد بنائی ہیں"۔

گزشتہ سال سپین میں ۷۵۰ سال کے بعد (انکی) پہلی مسجد کا افتتاح عمل میں آیا تھا!

THE TORONTO STAR

Established, 1892

AFTERNOON EDITION

★ TORONTO STAR, FRIDAY, SEPTEMBER 30, 1983 / A21

CONGRATULATIONS, CONGRATULATIONS, CONGRATULATIONS

THE FIRST AHMADIYYA MOSQUE IN AUSTRALIA

Its foundation stone is being laid today in Sydney

by

HAZRAT MIRZA TAHIR AHMED

THE FOURTH SUCCESSOR TO THE PROMISED MESSIAH

And the Supreme Head of the Ahmadiyya Movement in Islam The Movement has set up a chain of Mosques in Europe And hundreds around the globe

LAST YEAR FIRST MOSQUE OPENED IN SPAIN AFTER 750 YEARS

For more information on Ahmadiyya Movement in Islam Call Mr. Munir ud Din Shams — the Missionary in Charge Phone (416) 249-3420 1306 Wilson Ave Downsview M3M 1H5

کینیڈا کا اخبار "THE TORONTO STAR" جو کہ ۱۸۹۲ء سے جاری ہے اپنے ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء کے AFTERNOON EDITION میں مسجد کے بارہ میں لکھتا ہے:-

مبارک صد مبارک

"امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ آج آسٹریلیا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد نصب فرما رہے ہیں۔ اس جماعت نے یورپ میں بہت سی مساجد تعمیر کی ہیں اور چار دانگِ عالم میں سینکڑوں مساجد بنا چکی ہے۔

گزشتہ سال کے دوران سپین میں ۷۵۰ سال کے بعد پہلی مسجد کا افتتاح عمل میں آیا تھا۔

جماعت احمدیہ کے بارہ میں مزید معلومات کے لیے مسٹر منیر الدین شمس مبلغ انچارج سے رابطہ قائم کریں"۔

Indo Caribbean World Sept. 28, 1983

FIRST MOSQUE IN AUSTRALIA

The foundation stone for the first Ahmadiyya mosque in Australia is being laid in Sydney on September 30, by HAZRAT MIRZA TAHIR AHMAD the 4th successor to the promised Messiah. The movement has set up a chain of mosques around the globe with about a dozen in Europe. In Spain, the 1st ever mosque after 750 years was opened on Sept. 10, 1983.

آسٹریلیا میں پہلی مسجد

ٹورنٹو (کینیڈا) کا اخبار "INDO CARIBBEAN WORLD" اپنی ۲۸ ستمبر ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:-

"حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ۳۰ ستمبر کو آسٹریلیا کے شہر سڈنی میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھیں گے۔ اس جماعت نے کرۂ ارضی پر تعمیرِ مساجد کا ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ جن میں سے تقریباً ایک درجن تو یورپ میں ہی ہیں۔ سپین میں ۷۵۰ سال کے بعد سب سے پہلی مسجد کا افتتاح انہوں نے ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کو کیا تھا۔"

70 The Province Wednesday, October 5, 1983

"HEAD OF AHMADIYYA MUSLIM COMMUNITY IN AUSTRALIA".

MIRZA TAHIR AHMAD, the present Head of the Ahmadiyya Movement in Islam is outside of His international headquarters at RABWAH, PAKISTAN, these days visiting some Eastern countries. While abroad He will be laying the foundation stone of the first Mosque to be built by the Movement near Sydney, Australia. Ahmadiyya Movement was founded, in 1889, by MIRZA GHULAM AHMAD. He claimed to be the MESSIAH and MEHDI whose advent had been foretold by the HOLY PROPHET of ISLAM and before Him in the Scriptures of almost every principal faith upon earth today. This claim has been encountering fierce opposition from all sides ever since its revelation. Despite all the antagonism, Ahmadiyya Movement has grown to ten million people, living almost in all parts of the world. Canadian Headquarters is in Toronto. Telephone (416) 249-3420.

جماعت احمدیہ کے سربراہ آسٹریلیا میں

"THE PROVINCE" (کینیڈا) کے ایک اخبار VAN COUVAR نے حضور کے دورہ کے بارہ میں ۵ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو یہ خبر شائع کی:-

"مسلم جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت مرزا طاہر احمد آجکل اپنے عالمی مرکز ربوہ پاکستان سے باہر بعض مشرقی ممالک کے دورہ پر ہیں۔ اس بیرونی سفر کے دوران آپ آسٹریلیا کے شہر سڈنی کے قریب جماعت کی سب سے پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھیں گے۔ جماعت احمدیہ کی بنیاد ۱۸۸۹ء میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے ہاتھوں رکھی گئی۔ انہوں نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا جس کی خبر پیغمبرِ اسلام نے دی تھی اور جس کی خبر دنیا کے ہر اس بڑے مذہب کے صحائف میں موجود ہے جو کہ اس (پاک نبی) کی آمد سے پہلے دنیا میں موجود تھے۔ یہ جماعت اپنی ابتداء سے ہی شدید ترین مخالفتوں کا سامنا کر رہی ہے۔ ان تمام تر مخالفتوں کے باوجود جماعت احمدیہ ہر قدم ہر روز آگے ہی آگے بڑھتا جا رہا ہے اور اس وقت تک جماعت کی تعداد ایک کروڑ نفوس تک پہنچ چکی ہے۔ جو کہ اکنافِ عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔

کینیڈا میں جماعت کا مرکز ٹورنٹو میں قائم ہے اور اس کا ٹیلی فون نمبر ۲۴۹-۳۴۲۰ (۴۱۶) ہے۔"

GHANAIAN TIMES

Tuesday, October 4, 1983

Foundation-stone laid

Sydney, Monday

HAZHAT Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV, the Supreme Head of the world-wide Ahmadiyya Movement in Islam has laid in Sydney the foundation stone for the construction of the first mosque of the Movement in Australia.

At a simple but impressive ceremony, the Muslim spiritual leader observed that the foundation laying ceremony marked the first spiritual and religious discovery of Australia.

Comparing the day to the day on which Captain James Cook re-discovered Australia, the Khalifah noted, however, that the Ahmadiyya Movement did not aim at geo-political domination or coercing others to submission but rather it aimed at a grand plan of the winning of hearts.

He said the message of Islam was a message of peace, it was a war which was to be fought with reason and argument and not with physical weapons, ancient or modern.

غانا

سنگِ بُنیاد رکھا گیا

غانا کے اخبار "GHANAIAN TIMES" نے اپنی ۴ر اکتوبر ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں لکھا کہ:-

"جماعتِ احمدیہ کے سربراہ حضرت مرزا طاہر احمد نے SYDNEY میں پہلی مسجد کا سنگِ بُنیاد رکھا۔ جو آسٹریلیا میں اس جماعت کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ اس سادہ لیکن مُوثر تقریب میں اس مسلم لیڈر نے محسوس کیا کہ آج جو سنگِ بُنیاد رکھا جا رہا ہے یہ دراصل آسٹریلیا کی پہلی رُوحانی اور مذہبی دریافت ہے۔ عین اُس دن کی طرح جب جیمز کُک (JAMES COOK) نے آسٹریلیا کو (مادی طور پر) دریافت کیا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے واضح طور پر فرمایا کہ اس جماعت کا مقصد سیاسی ظلم و استبداد اور جبر کرنا نہیں ہے بلکہ ہمارا مقصد تو لوگوں کے دلوں کو جیتنے کے لیئے ایک عظیم منصوبہ پیش کرنا ہے۔

انہوں نے فرمایا کہ اسلام کا پیغام امن پر مشتمل ہے۔ یہ ایک ایسی جنگ ہے جو عقلی دلائل اور براہین کے ساتھ لڑی جائے گی نہ کہ نئے یا پُرانے اسلحہ کے ساتھ۔"

Uganda Times

VOL. II NO. 24 KAMPALA, SATURDAY, OCTOBER 1, 1983 SHS. 50/-

Ahmaddiya Community spreads to Australia

A foundation stone for the first-ever Ahmaddiya Community mosque in Sydney, Australia, was laid this week.

Ahmaddiya, an Islamic sect with headquarters in Pakistan, was founded by Hazrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani to promote a world-wide peaceful spiritual jehad.

The movement is after the ultimate and decisive triumph of Islam all over the world.

In that vein, the community works towards the goal of bringing about a moral revolution in which religious and parochial hatred will be overcome.

In a speech, punctuated with allusions to the Quran the Holy Bible and references to some of the historical events, the Ahmaddiya leader, Ahmad Qadiani said at the laying of the foundation ceremony.

"The House whose stone we lay today is higher in status than the highest of man-made structures.

"The highest tower built for worldly purposes cannot reach as high as even the floor of this House of God."

He added that the Ahmaddiya Community had not been accorded the due recognition from other moslem sects. But wherever this — community will set its foot for the first time, be it a continent, country or small island, that day will be great in the history of that area.

"It will constitute a unique milestone which, despite being invisible to the contemporary eye will look large, clear and bold to the man of the future", he said.

In particular reference to Australia's history when Captain James Cook anchored there, he drew a correlation with the foundation of Ahmaddiya Muslim Community.

"Like Captain James Cook re-discovered you, we too have done the same. We have done so to impart higher religious and spiritual values to you".

..."The Ahmaddiya struggle was that of spiritual victories, but not geo-political domination".

The community has waged a war of reason and argument which will never be fought with weapons. It preaches a message of peace".

The leader said that they sought to introduce a new civilisation devoid of hatred and many other vices.

Here, in Uganda, the Ahmaddiya Muslim sect has been working in various places since 1935. Since then it opened schools, mosques, among which is the Bashir High School and Ahmaddiya Mosque at Wandegeya, near Kampala.

یوگنڈا

آسٹریلیا کی طرف جماعت احمدیہ کی پیش قدمی

یوگنڈا کا اخبار "UGANDA TIMES" اپنی یکم اکتوبر کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"اس ہفتہ سڈنی، آسٹریلیا میں جماعت احمدیہ کی سب سے پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔

جماعتِ احمدیہ جس کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک عالمی، پُرامن رُوحانی جہاد کی غرض سے ڈالی، ایک اسلامی فرقہ ہے جس کا مرکز پاکستان میں ہے۔

اس تحریک نے دُنیا بھر میں عظیم الشان اسلامی فتوحات حاصل کی ہیں اور اسی غرض سے جماعتِ احمدیہ ایسے اخلاقی انقلاب کی طرف رواں دواں ہے جس میں سب مذہبی اور متعصبانہ نفرت مغلوب ہو جائے گی۔

قرآنی رموز و تلمیحات، بائیبل اور تاریخی واقعات کے حوالوں پر مشتمل اپنی ایک تقریر میں سنگِ بنیاد رکھتے ہوئے قادیانی امام جماعتِ احمدیہ نے فرمایا:۔

"وہ گھر جس کا سنگِ بنیاد آج ہم رکھ رہے ہیں وہ انسانی بلند ترین عمارتوں سے بھی

عظمت کے لحاظ سے کہیں بلند رہے ۔"

"دُنیاوی مقاصد کے لئے تعمیر شدہ بلند ترین مینار اس عظمت کو بھی نہیں پا سکتا جو خُدا کے گھر کے فرش کو حاصل ہے ۔"

آپ نے مزید فرمایا کہ جماعت احمدیہ کا مقصد دوسرے مسلم فرقوں سے قدرافزائی (کبھی) نہیں ہوا ۔ بلکہ یہ جماعت جس روز بھی کہیں اوّلین قدم اُٹھائے گی خواہ یہ برِّ اعظم ہو خواہ کوئی ملک ہو یا کوئی چھوٹا سا جزیرہ ہو وہ روز اس خطہ کی تاریخ کا عظیم ترین دن ہوگا ۔

یہ تعمیر ایک منفرد قسم کا سنگِ میل ثابت ہوگی کہ باوجود آئندہ زمانہ کی نگاہ سے اوجھل ہونے کے آئندہ زمانہ اس کو بہت عظیم ، صاف اور رفیع المرتبت دیکھے گا ۔

آپ نے تاریخ آسٹریلیا کے کیپٹن جیمز کُک کے اُس واقعہ کو جب وہ پہلی دفعہ یہاں لنگر انداز ہوا تھا خصوصی طور پر جماعت احمدیہ کے اِس سنگِ بنیاد کے مماثل قرار دیا اور فرمایا کہ جیمز کُک کی مانند ہی ہم نے تمہیں دوبارہ دریافت کر کے ایک کارنامہ انجام دیا ہے اور ہم نے ایسا عظیم رُوحانی اقدار تم تک پہنچانے کی غرض سے کیا ہے ۔

جماعتِ احمدیہ کی جدّوجہد صرف روحانی فتوحات کے لئے ہے ۔ سیاسی حکومتوں کی غرض سے ہرگز نہیں ۔

جماعتِ احمدیہ نے دلائل و براہین کی جنگ کا آغاز کیا ہے جو ہتھیاروں سے نہیں لڑی جائے گی ۔ اور یہ (جماعت) امن و آشتی کے پیغام کی علمبردار ہے ۔

امام نے فرمایا : وہ ایک نئی تہذیب کو رواج دینے کی سعی میں ہیں جو نفرت اور بے شمار دوسری بُرائیوں سے پاک ہو ۔

یہاں یوگنڈا میں احمدیہ مسلم فرقہ ۱۹۳۵ء سے ہی بہت سے مختلف مقامات پر سرگرم عمل ہے ۔ اُس وقت سے اِس فرقہ نے بہت سے سکول کھولے ہیں اور مساجد تعمیر کی ہیں ۔ جن میں سے بشیر ہائی سکول اور احمدیہ مسجد و ندینگیا نزد کمپالا ہیں ۔"

ساری جماعت میں خوشی کی لہر دوڑ گئی

یوگنڈا کے اخبار "MUNNO" نے اپنی ۳ر اکتوبر کی اشاعت میں مسجد کے سنگِ بنیاد کا ذکر کرتے ہوئے

یہ خبر شائع کی ہے۔

"مسلمانوں کی تمام دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ اس ہفتہ کے اخیر پر بہت ہی خوش و خرم تھی جبکہ جماعت کے امام خلیفۃ المسیح (حضرت) مرزا طاہر احمد نے آسٹریلیا میں جماعت کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔
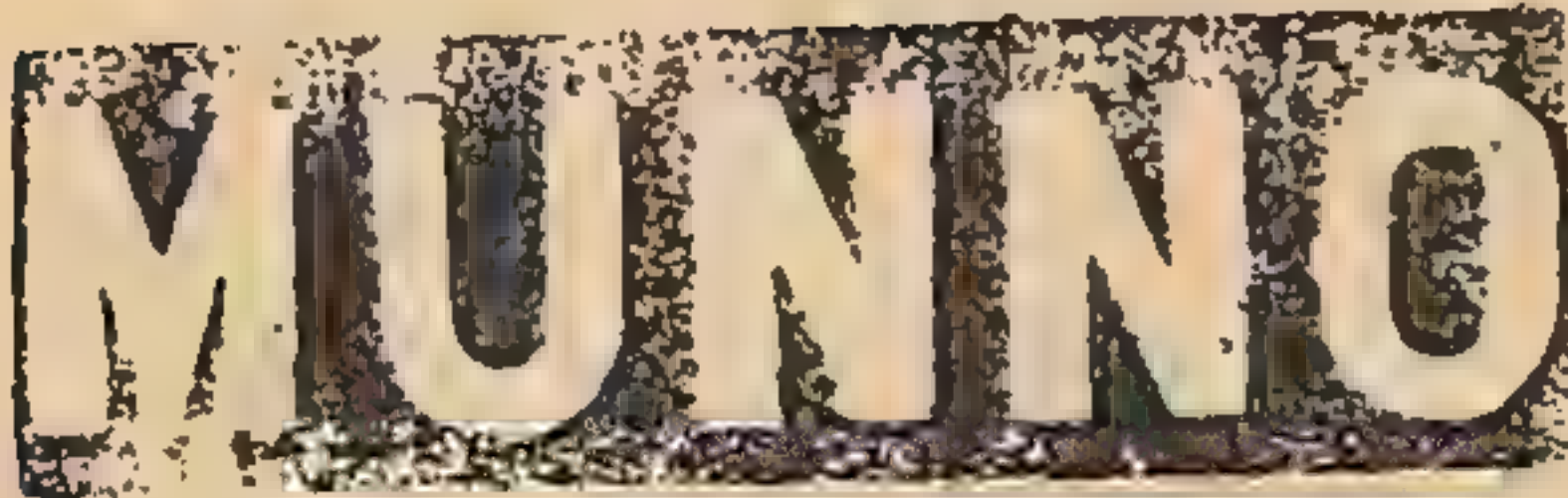
Registered at the Government Office Entebbe at the GPO as newspaper in Uganda

KATONDA NE UGANDA OMWOYO GUMU N'EMMEEME EMU

VOL. 74 No. 229 LWAKUSOOKA 3 OCTOBER 1983 PRICE: 40/-

Ekibiina kibadde mu kujaganya

جماعت احمدیہ جس کا مرکز پاکستان میں ہے اور جو ہسپتالوں اور مدارس کی تعمیر اور اشاعت اسلام کے کاموں میں سرگرم عمل ہے کی بنیاد حضرت مرزا احمد نے انڈیا کے ایک چھوٹے سے قصبے قادیان میں ۱۸۸۹ء میں رکھی۔ یہاں یوگنڈا میں اس جماعت کی ابتداء ۱۹۲۲ء میں ہوئی۔ یوگنڈا میں اس جماعت کے امیر مولانا محمود احمد صاحب نے ایک پریس کانفرنس میں جو کہ WANDEGEA کمپالا میں جماعت کے مرکز میں منعقد ہوئی بتایا کہ آسٹریلیا میں مسجد کی تعمیر جماعت کے عظیم منصوبے کا حصہ ہے۔ اس سے ہرگز کسی دنیاوی فائدہ کا حصول مدنظر نہیں۔

انہوں نے کہا کہ ان امور میں جن کا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے کسی کو دخل دینے کا حق نہیں ہے ہر انسان خود فیصلہ کرتا ہے کہ وہ عیسائی ہے یا مسلمان کسی کے مذہب کا تعین کرنا کسی دوسرے کا کام نہیں اور نہ ہی کسی پر اپنا فیصلہ مسلط کرنے کا کسی کو حق ہے۔ انہوں نے بتایا کہ آسٹریلیا میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کا دن اسی طرح اہمیت کا حامل ہے جس طرح آسٹریلیا میں جیمز کک نے پہلی بار قدم رکھا تھا۔ اس مسجد کو اسی شان سے یاد رکھا جائیگا۔ قبل ازیں جماعت کے خلیفہ مرزا طاہر احمد صاحب سپین میں ۷۰۰ سال بعد تعمیر کی جانے والی مسجد کا افتتاح بھی کر چکے ہیں۔ یوگنڈا میں اپنی جماعت کی جدوجہد کا ذکر کرتے ہوئے امیر صاحب نے کہا کہ WANDEGEA کمپالا میں جہاں جماعت کا مرکز ہے ایک ہائی سکول ہے جس کا نام بشیر ہائی سکول ہے اس میں ہر مذہب و ملت کے طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن کیلئے اپنے اپنے مذہب کے مطالعہ کا انتظام موجود ہے۔ KALISIZA کے علاقہ میں ایک ہسپتال تعمیر ہو چکا ہے۔ جنجا اور مساکا میں سکول جاری ہیں اور مزید سکولوں اور ہسپتالوں کی تعمیر کے انتظامات کئے جا

منگل یا جمعہ کا انتظار کیوں؟
آپ کسی بھی دن شیراز اسٹور پر تشریف لائیں۔ آپ کو ہر قسم کا صابن، ٹوتھ پیسٹ، شیونگ کریم
کولڈ کریم، وسلین، سرف، برائیٹ اور فنیال وغیرہ رعایتی داموں پر ملے گا۔
ہم یہ تمام اشیاء کمپنی ریٹ پر آپ کی سہولت کی خاطر فروخت کرتے ہیں۔ درحقیقت شیراز اسٹور
سے خریداری کے بعد پیسہ بھی بچتا ہے اور وقت بھی ۔۔ !
اور آپ کا اطمینان ہی ہماری کامیابی کی ضمانت ہے۔ اپنی ماہانہ خریداری کے لیے آج ہی
تشریف لائیں:
شیراز اسٹور
۲۷۰/۸/۱ سمن آباد۔ نزد مغل ہاؤس۔ کراچی

ہم جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہیں
فون ۴۱۵۰۵۵
ضیاء ایسوسی ایٹس
امپورٹرز ایکسپورٹرز
۶/ کامران اپارٹمنٹس
۸۹ فیروزپور روڈ۔ لاہور

ائیر کنڈیشنر۔ فرج۔ ڈیپ فریزر اور واشنگ مشین کے علاوہ
کلائمکس ائیر کنڈیشنر کے منظور شدہ ڈیلر
میسرز خرم الیکٹرونکس
۱۔ لنک میکلوڈ روڈ۔ لاہور
فون ۵۳۳۷۲

آپ کی خدمت کے لیئے حاضر و مستعد

بسلسلہ

- حسابات، آڈٹ۔ نگرانی حسابات
- رجسٹریشن بحیثیت فرم (FIRM) یا کمپنی
- انکم ٹیکس و دیگر ٹیکس کے مسائل۔
- نئے کاروبار کے متوقع نتائج کے بارے میں تفصیلی رپورٹ
- کمرشل ادارہ جات کے لیئے گائیڈ لائن

رابطہ کیلئے۔ **محمد حسین تشنہ سینئر کنسلٹنٹ**

ایم۔ نواز چودھری اینڈ کمپنی III فلور۔
گارڈی ٹرسٹ بلڈنگ۔ نیپیر روڈ لاہور
فون نمبر: ۔ ۶۵۲۲۰

خالد کے اس شمارہ کی تصاویر کے لیئے

ہم محترم مولوی محمد حسین صاحب، مکرم ثاقب زیروی صاحب لاہور، مکرم یوسف سلیم صاحب ملک ربوہ اور مکرم مبارک احمد صاحب ساہی کراچی اور اختر سٹوڈیو ربوہ اور خصوصاً محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلےٰ تحریک جدید کے شکر گزار ہیں۔ جنہوں نے ہمارے ساتھ تعاون فرمایا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

ماہنامہ "خالد" و ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" ربوہ کے

نمائندہ برائے لاہور کا تقرر

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے لیئے برادرم مکرم عبدالمالک صاحب دارالذکر لاہور کو ماہنامہ خالد اور تشحیذ الاذہان کا لاہور کے لیئے نمائندہ مقرر فرمایا ہے۔

احباب سے دُعا اور تعاون کی درخواست ہے۔

مبارک احمد خالد
مینیجر ماہنامہ خالد و تشحیذ الاذہان ربوہ

منہاس میڈیکل سٹور

ڈاہرانوالہ۔ ضلع بہاولنگر
سستی اور معیاری ادویات کا واحد مرکز
احمدی بھائیوں کی اپنی دوکان

شالوں کی مشہور دکان
۸۵۔بی انار کلی۔ لاہور
الفردوس
ہمارے ہاں ہر قسم کی گرم کشمیری کامدار شالیں، زنانہ و مردانہ دھسے اور گرم مرینہ
تھوک و پرچون اچھی داموں پر دستیاب ہیں نیز ریڈی میڈ کرتے،
شلواریں، سوٹ وغیرہ بھی ہر قسم کے مل سکتے ہیں۔
الفردوس شال ہاؤس ۸۵۔بی انار کلی لاہور
فون نمبر ۳۲۴۴۴۸
فون گھر ۵۳۷۰۳

Monthly KHALID RABWAH
Regd. No. L5830
EDITOR MUNIR AHMAD JAVED
JANUARY 1984